www.urduchannel.in

دنیائے ادب کی نامور شخصیات کی زندگی کا احوال

نوبل انعام یافتہ شخصیات

ڈاکٹر صابر علی ہاشمی

اردو چینل
www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

عرض

کوئی بھی موضوع ہو، محنت اور لگن سے کیا ہوا کام آپ کی شناخت بن جاتا ہے۔ نوبل انعام یافتہ ادیبوں کی تفصیل پر ایک کتاب لکھنے کی خواہش نہ جانے کتنے عرصے سے دل میں مچل رہی تھی، ایک دوست سے تذکرہ کیا تو فوراً ہی اصرار کرنے لگے کہ جلد از جلد اسے مکمل کر کے دے دو...... لیکن موضوع ایسا تھا کہ اس سلسلے میں تمام تر ریکارڈ جمع کر کے اسے اردو میں تحریر کیا جانا تھا اور اس بات کا بھی خیال رکھنا تھا کہ کوئی اہم پہلو رہ نہ جائے۔

میں نے کام شروع کیا اور اس سلسلے میں مختلف کتب کا جائزہ لیا...... لیکن جتنی تفصیل انٹرنیٹ پر موجود تھی، اس کا دس فیصد بھی کتابوں میں نہ تھی لہٰذا کتابوں کو ایک طرف رکھا اور بیٹھ گیا اس سلسلے کی تفصیلات جمع کرنے...... لیجئے جناب 1901ء سے 2012ء (پہلے یہ 2010ء تک کی تھیں) تک کی تمام تفصیلات جمع ہو گئیں۔ ایک ایک سال کے ہر انعام یافتہ شخص کا حال، احوال اور ان کی تصاویر بھی...... ان میں سے ادب نوبل انعام یافتہ افراد کا احوال الگ کر کے ان کے پرنٹ نکالے۔ یہ تین سو سے زائد صفحات تھے۔ ایک دن اللہ کا نام لے کر کام کرنے بیٹھ گیا۔ بہت کوشش کے باوجود بھی تیس چالیس شخصیات کی تفصیلات کا ہی ترجمہ کر سکا۔

کچھ عرصہ تک تو وہ دوست تقاضا کرتے رہے پھر خاموش ہو گئے (وہ یہ سمجھے کہ یہ موضوع شاید میرے بس کی بات نہیں ہے۔) بہرکیف اس دوران دوسرے کاموں میں الجھا رہا اور ان کو نمٹاتا رہا۔ اس دوران وقتاً فوقتاً اس کام کو بھی دیکھتا رہا لیکن اس کی رفتار سست تھی۔

www.urduchannel.in

پھر ایک دن لاہور میں ایک دوست (عمران انجم) کے ساتھ بیٹھا تھا کہ اس موضوع پر بات ہونے لگی۔ ان سے وعدہ کرلیا کہ اسے جلد مکمل کر کے دیتا ہوں۔ اتفاق یہ ہوا کہ رمضان آ گیا اور اس کام کے لیے وقت آرام سے نکل گیا۔ اب یہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ میں نے کہاں تک اس سے انصاف کیا ہے، یہ تو آپ ہی بتائیں گے۔ آپ کی آراء کا انتظار رہے گا۔

اس سلسلے کی دوسری کتب پر کام جاری ہے۔ بہت جلد وہ بھی آپ تک پہنچ جائیں گی۔

ڈاکٹر صابر علی ہاشمی
0333-2221689

Laureates per country

In case of multiple nationality all countries are counted one each.

Country	*Number*	*Country*	*Number*
Australia	1	Austria	1
Belgium	1	Bulgaria	1
Chile	2	China	1
Colombia	1	Czéchoslovakia	1
Denmark	3	Egypt	1
Finland	1	France	13
Germany	8	Greece	2
Guatemala	1	Hungary	1
Iceland	1	India	1
Ireland	4	Israel	1
Italy	6	Japan	2
Mexico	1	Nigeria	1
Norway	3	Peru	1
Poland	4	Portugal	1
Romania	1	Russia	5
Saint Lucia	1	South Africa	2
Spain	6	Sweden	7
Switzerland	1	Turkey	1
United Kingdom	10	United States	11
Yugoslavia	1		

www.urduchannel.in

جنہیں مشترکہ انعام ملا

☆ تھیوڈور موم سین اور بجورن سٹرین بجورسن 1902ء

☆ جوز اچی گارے اور فریڈرک مسٹرال 1904ء

☆ کارل جیلرپ اور ہنرک پونٹوپیڈن 1917ء

☆ شموئیل اگنون اور نیلی ساشز 1966ء

☆ ہیری مارٹینس اور آئیونڈ جونسن 1974ء

جنہوں نے خودکشیاں کیں

1- ارنسٹ ہیمنگوے   2- یسوناری کاواباتا

جنہوں نے اعزازات ٹھکرائے

1- ایرک ایکسل کرفیلڈٹ 1918ء

2- بورس پاسٹرناک 1958ء

3- ژاں پال سارتر 1964ء

دیگر انعام

1- اریس میترلنک   2- رومین رولاں

3- سنکلیئر لیوس   4- جان گالزوردی

5- ولیم بٹلر ژیٹس   6- البرکیمو

ملحد یا آزاد خیال

1- بجورن سٹرین بجورسن   2- تھیوڈور موم سین

3- لیساندرو کارڈوچی   4- رڈولف کرسٹوف یوکین

5- سلیما لیگراف   6- ماریس میترلنک

7- کارل ہیڈن سٹام   8- کارل جیلرپ

9- ہنریک پونٹوپیڈن   10- کارل سپٹلر

11- نٹ ہیمسن   12- اناطول فرانس

13- ولیم بٹلر ژیٹس   14- برٹرینڈ رسل

15- فے بان لیگرکوسٹ   16- البرکامو

17- ژاں پال سارتر   18- گریل گارشیامارکیز

19- ولیم گولڈنگ   20- کلائیڈ سائمن

جو باقاعدہ تعلیم یافتہ نہ تھے

1- بجورن سٹرین بجورسن   2- ہنرک سینکیوز

3- رڈیارڈ کپلنگ   4- گرہارڈ ہاپٹمین

5- ٹیگور   6- کارل جیلرپ

7- ہنرک پونٹوپیڈن   8- نٹ ہمسن

9- جینیٹو بیناونٹی   10- ولادی سلاو ریموں

11- جارج برنارڈ شا   12- گرازیا ڈیلیڈا

13- تھامس مان   14- سیگرڈ انڈسیٹ

15- یوجین اونیل   16- فرانز سیلاینا

17- ہرمن ہیسے   18- فے بان لیگرکوسٹ

19- جان سٹین بک   20- میخائل شولاخوف

21- شموئیل اگنون   22- پابلو نرودا

23- ہنرچ بوئل   24- آئیونڈ جونسن

25- یوجینو مونٹیل   26- بی شیوز سنگر

27- اوڈیسیس ایلیٹس   28- باروسلاف سیفرے

29- ہالڈور لیکسنس   30- کلائڈ سائمن

www.urduchannel.in

جن کے ناولوں پر فلمیں بنیں

1- مصنف	کہانی/ناول پر فلم بنی
2- ہنرک سینکیور	قو واڈیس
3- رڈیارڈ کپلنگ	دی مین ہو وازاے کنگ/ کم، گنگا دین
4- اناطول فرانس	تائیس (بھارتی فلم چترلیکھا)
5- سنکلیر لیوس	مین سٹریٹ
6- ہرمن ہیسے	سدھارتا
7- ولیم فاکنر	دی ہیملٹ
8- فے بان لیگر کیوسٹ	دی برابا
9- ارنسٹ ہیمنگوے	اولڈ مین اینڈ دی سی، سنوز آف کلیمن جارو، اے فیئر ویل ٹو آرمز
10- بورس پاسترناک	ڈاکٹر ژواگو
11- کامیلو جوز سیلا	بی ہائیو
12- نجیب محفوظ	اکثر ناولوں پر فلمیں بنی ہیں
13- اوکنزابرو	جلتا ہوا سبز درخت

ادب نوبل انعام یافتہ خواتین

1- سلیما لیگراف
2- گرازیا ڈیلیڈا
3- سیگرڈ انڈسیٹ
4- پرل ایس بک
5- گبریلا مسترال
6- نیلی ساشز
7- ناڈائن گورڈیمر
8- ٹونی موریسن
9- وسلاوا زمبروسکا

شاعر

1- ریبنے سلی پرودھم
2- بجورن سٹرین بجورسن
3- فریڈرک مسترال
4- ایساندرو کارڈوچی
5- رڈیارڈ کپلنگ
6- سلیما لیگراف
7- پال ہیسے
8- ٹیگور
9- کارل ہیڈن شام
10- ایرک ایکسل کریفیڈٹ
11- کارل سپٹیلر
12- ولیم بٹلر ژینس
13- ولادی سلاو ریموں
14- گالزوردی
15- جوہانیز جینسن
16- گبریلا مسترال
17- ٹی ایس ایلیٹ
18- جوآن ریمون جیمینز
19- بورس پاسترناک
20- سلواتور قاسیمڈو
21- سینٹ جان پرس
22- اوکتاویو پاز
23- ڈیرک والکاٹ
24- ہینے سیمس
25- وسلاوا زمبروسکا
26- یارگوس سیفریز
27- نیلی ساشز
28- میگوئل آستوریاس
29- پابلو نرودا
30- ہیری مارٹینسن
31- یوجینو مونٹیل
32- ونسنٹ الیکسندر
33- اوڈیسیس ایلیٹس
34- سلاؤ میلوز
35- باروسلاف سیفرے
36- جوزف بروڈسکی

ڈراما نگار

1- بجورن سٹرین بجورسن
2- جوز ایچگارے
3- سلیما لیگراف
4- پال ہیسے
5- مریس میترلنک
6- گرہارٹ ہاپٹمن

www.urduchannel.in

7- جیمو بیناونٹی
8- جارج برنارڈ شا
9- جان گالزوردی
10- یوجین اونیل
11- روجر مرتن ڈوگارڈ
12- ٹی ایس ایلیٹ
13- فے بان لیگر کوسٹ
14- ژاں پال سارتر
15- نیلی ساشز
16- میگوئل آسٹوریاس
17- سیموئل بیکٹ
18- ہیری مارٹینسن
19- سلاؤ میلوز
20- وول سوینکا
21- کامیلو جوز سیلا
22- ڈاریوفو

ناول نگار/افسانہ نگار

1- ہنرک سینکیور
2- بجورن سٹرین بجورسن
3- ایساندرو کارڈوچی
4- رڈیارڈ کپلنگ
5- سلیما لیگراف
6- پال ہیسے
7- گرہارٹ ہاپٹمن
8- ٹیگور
9- رومین رولاں
10- کارل جیلرپ
11- ہنرک پونٹو پیڈن
12- نٹ ہیمسن
13- اناطول فرانس
14- ولادی سلاو ریموں
15- جارج برنارڈ شا
16- گرازیا ڈیلیڈا
17- سیگرڈ انڈسیٹ
18- تھامس مان
19- سنکلیر لیوس
20- جان گالزوردی
21- آئیون بنن
22- لیوگی پیرانڈیلو
23- روجر مارٹن ڈوگارڈ
24- پرل ایس بک
25- فرانز سیلانپا
26- ہرمن ہیسے
27- آندرے ژید
28- ولیم فاکنر

29- برٹرینڈ رسل
30- فے بان لیگر کوسٹ
31- فرانسو مارئیس
32- ارنسٹ ہیمنگوے
33- ناڈائن گورڈیمر
34- اوکتزابرو
35- جوز ساراما گو
36- ٹونی موریسن
37- ہالڈور لیکسنس
38- البر کامیو
39- آئیو آندریک
40- جان شٹین بک
41- ژاں پال سارتر
42- میخائل شولاخوف
43- شموئیل اگنون
44- میگوئل آسٹوریاس
45- یسونار یکاواباتا
46- سیموئل بیکٹ
47- الیکساندر سولژے نیتسن
48- ہنرخ بوئل
49- پیٹرک وائٹ
50- آئیونڈ جونسن
51- ہیری مارٹینسن
52- ساؤل بیلو
53- بشیوز سنگر
54- سلاؤ میلوز
55- الیاس کینٹی
56- گیبریل گارشیا مارکیز
57- ولیم گولڈنگ
58- یاروسلاف سیفرے
59- کلائیڈ سائمن
60- وول سوینکا
61- نجیب محفوظ
62- کامیلو جوز سیلا

www.urduchannel.in

☆......شاعر

☆......فرانس

1901ء

سلی پروڈھومے

Sully Prudhomme

پیدائش 16 مارچ 1839ء ☆......وفات 7 ستمبر 1907ء

فرانسیسی زبان میں شاعری کرنے والے رینے فرانکوئس آرمانڈ سلی پروڈھومے کی پیدائش فرانس کے شہر پیرس میں 16 مارچ 1839ء کو ہوئی۔ اس کے والد دکاندار تھے۔ اس کی انجینئرنگ کی تعلیم مکمل ہونے ہی والی تھی کہ وہ آنکھوں کی بیماری میں مبتلا ہوگیا اور اس نے پولی ٹیکنک میں اپنی ٹریننگ کو ملتوی کردیا۔ اس نے ادب پڑھنا شروع کیا اور اسی دوران ایک معروف طلبا سوسائٹی کے دفتر میں کام کرنے لگا۔ یہاں اس کے دوستوں نے اصرار کیا کہ وہ شاعری شروع کردے۔ اس کی شاعری کے پہلے مجموعے ''اسٹینزا اینڈ پوئمس'' کو ادبی حلقوں میں خاصی پذیرائی ملی۔ اس نے اپنی شاعری میں جہاں فلسفیانہ انداز اپنایا تھا، وہیں اس نے سائنسی بنیادوں سے بھی استفادہ کیا۔ اس کی شاعری کے کئی مجموعے منظر عام پر آئے، جن میں ''ڈی ری رم نیچرا، اتالین نوٹ بک، امپریشن آف وار، ڈیس ٹینی، دی وولٹ آف دی فلاور'' وغیرہ شامل ہیں۔ سلی پروڈھومے 1881ء سے اپنی وفات تک فرنچ اکیڈمی کا ممبر بھی رہا۔ اس کا انتقال 7 ستمبر 1907ء کو ہوا۔

www.urduchannel.in

☆...... ادیب
☆...... جرمنی

1902ء

تھیوڈور موم سین

Christian Matthias Theodor Mommsen

☆...... پیدائش 30 نومبر 1817ء ☆...... وفات یکم نومبر 1903ء

جرمن ادیب تھیوڈور موم سین کی پیدائش 30 نومبر 1817ء کو جرمنی کے شہر گارڈنگ میں ہوئی۔ انہیں انیسویں صدی کا عظیم کلاسیکل تاریخ دان کہا جا سکتا ہے۔ ان کے والد مذہبی وزارت کے عہدے پر فائز تھے۔ انہوں نے قانون اور تاریخ کی تعلیم حاصل کی اور کچھ عرصے بعد صحافت کے میدان میں طبع آزمائی کی۔ کچھ عرصے بعد وہ یونیورسٹی آف لیپزگ میں پروفیسر آف لاء بن گئے۔ 1858ء میں انہیں یونیورسٹی آف برلن میں قدیم تہذیب کے شعبے کے سربراہ کا عہدہ سونپا گیا۔ انہوں نے بہت لکھا، خاص طور پر رومنوں کی تاریخ کے حوالے سے ان کا کام برلن اکیڈمی کے تحت شائع ہوا۔ اس میں انہوں نے رومنوں کے طرز فکر کو بیان کیا تھا، جس پر اس سے قبل کسی نے بھی قلم نہیں اٹھایا تھا۔ مجموعی طور پر ان کی 900 سے زائد تحریریں موجود ہیں۔ ان کا انتقال یکم نومبر 1903ء کو جرمنی میں ہوا۔

☆...... شاعر
☆...... پیرس

1903ء

مارٹی نس بجورنسن

Bjørnstjerne Martinus Bjørnson

☆...... پیدائش 8 دسمبر 1832ء ☆...... وفات 26 اپریل 1910ء

8 دسمبر 1832ء کو ناروے میں پیدا ہونے والے مارٹی نس بجورنسن کو ان کی دل آویز اور اثر انگیز شاعری پر نوبل انعام کا حقدار قرار دیا گیا۔ ان کے والد مذہبی پیشوا تھے۔ اپنے زمانہ طالب علمی میں اسکول میں ہونے والے ایک ڈرامے میں اس نے بھی اپنے ایک دوست کے کہنے پر چند اشعار لکھ کر دیئے تھے، جو اس ڈرامے کا حصہ بنے تھے۔ یہ دراصل اس کی ابتدا تھی۔ 1854ء میں اس کی کتاب ''مورگن بلاڈٹ'' منظر عام پر آئی اور اس دوران اس کی کئی تحریریں اخبارات کی زینت بنتی رہیں اور لوگوں سے پذیرائی حاصل کرتی رہیں۔ 1857ء میں اپنے ایک ڈرامے سے اسے شہرت ملی، جس کا عنوان ''میلم سلیگن'' (جنگ کے درمیان) تھا۔ انہی دنوں اس نے علاقائی سیاست میں بھی حصہ لیا اور اپنی زندگی کے آخر تک اپنی زندگی کو حصوں میں تقسیم کیے رکھا۔ بحیثیت قلم کار اور سیاست دان...... اس نے دونوں کو الگ الگ کامیابی سے ادا کیا۔ اس کا انتقال 26 اپریل 1910ء کو پیرس میں ہوا۔ اس کی بیشتر تحریریں 9 جلدوں میں 1919ء میں شائع ہوئیں۔

www.urduchannel.in

☆......شاعر

☆......فرانس

1940ء (مشترک انعام)

فریڈرک مسٹرال

Frédéric Mistral

☆...... پیدائش 8 ستمبر 1830ء ☆......وفات 25 مارچ 1914ء

1904ء کے نوبل ادبی انعام کے حقدار دو لوگ قرار پائے۔

ان میں سے پہلے فریڈرک مسٹرال 8 ستمبر 1830ء کو فرانس میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ایک متمول گھرانے میں آنکھ کھولی تھی، انہیں تمام سہولیات میسر تھیں۔ انہوں نے زندگی کا مطالعہ بہت قریب سے کیا۔ انہوں نے قانون میں تعلیم حاصل کی۔ ڈگری کے حصول کے بعد کسی کاروبار یا ملازمت کے بجائے شاعری کو ترجیح دی اور زندگی کے حساس موضوع کو اپنی شاعری کا حصہ بنایا۔ انہوں نے زندگی کی سچائی کو بیان کیا، ان کی شاعری میں احساسات ہیں، حساسیت ہے اور تلخ سچائیاں بھی۔ انہوں نے ان سب کو بیان کرنے میں کسی قسم کا عارضی سہارا نہیں لیا اور نہ ہی اشاروں کنایوں میں بات کی بلکہ جو کچھ دیکھا، محسوس کیا، اسے صاف سچائی سے بیان کر دیا۔ ان کا انتقال 25 مارچ 1914ء کو ہوا۔

☆......ادیب

☆......اسپین

1904ء

جوز ایشے گیرے

José Echegaray y Eizaguirre

☆...... پیدائش 19 اپریل 1832ء ☆......وفات 4 ستمبر 1916ء

19 اپریل 1832ء کو اسپین میں پیدا ہونے والے جوز ایشے گیرے کو مشترک ایوارڈ دیا گیا۔ وہ ایک پروفیسر کا بیٹا تھا۔ اس نے انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کی، معاشیات کی ڈگری لی اور اسپین کی حکومت میں ایک اہم عہدے پر فائز ہو گیا۔ یہاں سے وہ منسٹر آف پبلک ورکس اور فائنانس منسٹر کے عہدے تک ترقی کرتا گیا۔ یہاں سے اس کی زندگی میں ایک تبدیلی آئی۔ اس نے عوامی خدمات کے شعبے میں رہ کر عوام اور اس کے مسائل کو بہت قریب سے دیکھا تھا اور اسے احساس ہوا تھا کہ ایک اور شعبہ بھی ہے، جس پر کام کر کے عوام کے مسائل کو اجاگر کیا جائے اور ان کی مشکلات کو عیاں کیا جائے۔ اس نے قلم کا سہارا لیا اور ڈرامے لکھنے لگا۔ اس نے عوامی مسائل پر بے شمار ڈرامے لکھے۔ ''دی ایونگرز وائف، دی سوارڈز ہینڈل، دی اسٹیک اینڈ دی کراس'' وغیرہ۔ اس کو بے شمار تنازعات کا سامنا بھی کرنا پڑا مگر اس نے اپنے عزم کو مستحکم رکھا۔ اس کا انتقال 4 ستمبر 1916ء کو میڈرڈ، اسپین میں ہی ہوا۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆...... پولینڈ

1905ء

ہنرک سین کیوکز

Henryk Sienkiewicz

☆...... پیدائش 5 مئی 1846ء ☆......وفات 15 نومبر 1916ء

5 مئی 1846ء کو پولینڈ کے شہر وولا میں پیدا ہونے والے ہنرک کا شمار انیسویں صدی کے دوسرے نصف کے جدید اور موثر ادیبوں میں ہوتا ہے۔ اس کے والد کے خاندان کا تعلق پولینڈ کی جدوجہد آزادی اور ترقی کے لیے کام کرنے والوں میں ہوتا تھا۔ جو اس ملک کی تاریخ میں نمایاں مقام کے حامل ہیں جبکہ والدہ کے خاندان نے یہاں کے ثقافتی ورثے کے لیے اہم کام انجام دیئے۔ اپنی تعلیم کے ابتداء میں ہی اس نے لکھنا شروع کر دیا تھا، وہ بطور لکھاری ابھرنے لگا اور اس کی تحریریں شناخت پانے لگیں۔ 1876ء میں اس نے امریکا کی ریاست کیلی فورنیا تک کا سفر کیا۔ اس کی تخلیقات پولش زبان میں اخبارات کا حصہ بنتی تھیں اور خاصا مقام پانے لگی تھیں۔ اس کے امریکا کے سفر نے اس کی صلاحیتوں میں مزید نکھار پیدا کر دیا تھا اور اس کا نتیجہ مختصر تحریروں کے مجموعے ''دی لائٹ ہاؤس کیپر'' کی شکل میں ظاہر ہوا۔

اس نے آنے والے دنوں میں اپنی زندگی کا بیشتر حصہ لکھنے میں گزارا۔ اس عرصے میں اس نے بڑے بڑے شاہکار تخلیق کیے جن کو ادبی حلقوں اور عوام میں خاصی پذیرائی ملی۔ اس کی تحریروں کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ 1948ء میں اس کی مکمل تحریریں 60 جلدوں میں شائع ہوئیں۔ اس کا انتقال 15 نومبر 1916ء کو سوئٹزرلینڈ میں ہوا۔

☆......ادیب

☆......اٹلی

1906ء

الیساندرو کارڈوچی

Giosuè Carducci

☆...... پیدائش 27 جولائی 1835ء ☆......وفات 16 فروری 1907ء

الیساندرو کارڈوچی اپنے عہد کا عظیم شاعر، ادیب، ادبی محقق اور ترقی پسند سیاست دان تھا۔ وہ اطالوی تھا اور ولادی کاسو اٹلی میں 27 جولائی 1835ء کو پیدا ہوا۔ اس کے والدین کیتھولک عقیدے پر ایمان رکھنے والے عیسائی تھے لیکن کارڈوچی نے مذہب کو تیاگ دیا اور اینٹی چرچ عقیدے پر اپنی زندگی کو استوار کیا۔ اس نے پیزا یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور پی ایچ ڈی کی ڈگری لی۔ 1859ء میں اس نے شادی کی اور 16 فروری 1907ء کو اس کا انتقال ہوا۔

الیساندرو کارڈوچی کے کئی شعری مجموعوں کے تراجم انگریزی میں ہوئے اور اس کی شاعری کو بین الاقوامی شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی۔ چند مجموعوں کے نام یہ ہیں: باربیرین اوڈز (مترجم ڈبلیو ایف اسمتھ) پولیٹیکل اینڈ سیٹرک ورس آف کارڈوچی (مترجم ڈبلیو ایف اسمتھ) دی نیولرکس (مترجم ڈبلیو ایف اسمتھ) کنفیشنز اینڈ بیٹلز (مترجم جارج سا گی)

انگریزی میں جان بیلی کی ایک کتاب بطور خاص قابل ذکر ہے۔ کتاب کا نام ہے: ''کارڈوچی'' اس کتاب میں کارڈوچی کے فن اور شخصیت کو موضوع بنایا گیا ہے۔ یہ کتاب 1926ء میں شائع ہوئی اور کارڈوچی پر بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ کارڈوچی کو اس وقت ادب کا نوبل انعام ملا جب وہ اپنی زندگی کے آخری برس گزار رہا تھا۔ اٹلی میں الیساندرو کارڈوچی کو نوبل انعام ملنے پر بطور خاص مسرت کا اظہار ہوا کیونکہ وہ اس وقت نہ صرف اٹلی کی برگزیدہ شخصیت تسلیم کیا جاتا تھا بلکہ اس لیے بھی کہ اسے واقعتاً نوبل انعام کا حق دار بھی

www.urduchannel.in

تصور کیا جاتا تھا۔ اس کا ممتاز ترین تخلیقی کارنامہ شاعری تھی۔ کارڈوچی کا شمار دنیا کے عظیم شعراء میں ہوتا ہے۔ وہ بے پناہ تخلیقی قوت کا مالک تھا۔ اس کا شعری اسلوب زندہ اور ایسا تھا کہ اس کی انفرادیت کو پوری شعری دنیا نے تسلیم کیا۔ اپنی شعری صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر کارڈوچی نے عظیم شعری فن پارے تخلیق کیے۔ اس نے طنزیہ اور سیاسی شاعری میں بھی نیا انداز اور اسلوب اختیار کر کے منفرد شاعری کی حیثیت سے اپنے آپ کو منوایا۔

الیساندرو کارڈوچی ایک محبِ وطن اطالوی اور آزاد خیال ترقی پسند سیاست دان بھی تھا۔ اس کے سیاسی خیالات کے اثرات اس کی شاعری پر بھی دکھائی دیتے ہیں۔ اپنے عہد میں وہ اٹلی کی عظیم ترین ادبی شخصیت تھا اور اس کا شمار جدید اطالوی ادب کے عظیم معماروں میں ہوتا ہے۔

☆......ادیب

☆......برطانیہ

1907ء

رڈیارڈ کپلنگ

Rudyard Kipling

☆...... پیدائش 30 دسمبر 1865ء ☆......وفات 18 جنوری 1965ء

رڈیارڈ کپلنگ کا شمار برطانیہ اور انگریزی زبان کے چند عظیم لکھنے والوں میں ہوتا ہے بطور خاص ایک فکشن رائٹر کہانی کار، مقبول عام شاعری اور بچوں کے کلاسیکل مصنف کی حیثیت سے عالمی اور انگریزی ادب میں اسے ممتاز مقام حاصل ہے۔ تاہم یہ اہم حقیقت بھی نظر انداز نہیں کی جا سکتی کہ رڈیارڈ کپلنگ برطانوی استعمار کا نمائندہ تھا اور برصغیر میں برطانوی اقتدار کے استحکام و دوام کا حامی بھی۔

رڈیارڈ کپلنگ کے حوالے سے دنیا کو وسیع پیمانے پر برصغیر سے تعارف حاصل ہوا اور اس کی بیشتر تخلیقات بھی برصغیر کے حوالے سے ہیں، لیکن اس خطے کے بارے میں اس کا تخلیقی رویہ برصغیر کے عوام اور کلچر کے حوالے سے زیادہ صحت مندانہ اور صحیح قرار نہیں دیا جا سکتا۔

وہ برصغیر میں ہی پلا بڑھا اور اس نے اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ اس خطے میں بسر کیا۔ 30 دسمبر 1865ء کو وہ بمبئی میں پیدا ہوا۔ کالج وغیرہ میں تعلیم حاصل نہیں کی تھی۔ والدین میتھوڈسٹ عقیدے کے مالک تھے۔ 1892ء میں رڈیارڈ کپلنگ نے کیرولین سے شادی کی۔ اپنی علمی زندگی کا آغاز صحافت سے کیا۔ 1882ء سے 1887ء تک لاہور کے سربرآوردہ انگریزی روزنامہ 'سول اینڈ ملٹری گزٹ' کے ایڈیٹر کی حیثیت سے فرائض انجام دیے۔ 1887ء سے 1889ء تک پایونیر (بمبئی) کا ایڈیٹر رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تحریر کا سلسلہ بھی جاری تھا۔

رڈیارڈ کپلنگ نے اپنی زندگی میں ادب کے نوبل انعام کے علاوہ کئی دوسرے اعزاز اور

www.urduchannel.in

انعام بھی حاصل کیے جن میں 1916ء، 1921ء، 1924ء میں اسے آرڈر آف میرٹ اور 1926ء میں گولڈ میڈل دیا گیا۔

اپنے ناول 'کم' کے حوالے سے رڈیارڈ کپلنگ نے لاہور میں عجائب گھر کے سامنے زمزمہ (بھنگیوں کی توپ) کو عالمی شہرت سے ہمکنار کیا اور آج پوری دنیا میں اسے 'کمس گن' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ کپلنگ ایک ایسا مصنف ہے جس کی تخلیقات کا دنیا کی بیشتر زبانوں میں ترجمہ ہوا ہے البتہ اردو زبان میں اس کی زیادہ تصانیف کو منتقل نہیں کیا گیا۔ اس کی جنگل بک کا ترجمہ مولانا ظفر علی خان نے کیا۔ کچھ نظمیں بھی ترجمہ ہو چکی ہیں۔ بچوں اور بڑوں کی کچھ کہانیاں بھی جرائد میں شائع ہوئیں لیکن کتابی صورت میں نہیں۔

رڈیارڈ کپلنگ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اس کی تخلیقات پر فلمیں بھی بنیں جن میں اس کی نظم ''گنگا دین'' طویل کہانی ''دی مین ہو از اے کنگ'' اور ''کم'' شامل ہیں۔

رڈیارڈ کپلنگ کو جب 1907ء میں ادب کا نوبل انعام دیا گیا تو اس کی عمر بیالیس برس تھی۔ اسے یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ وہ پہلا برطانوی مصنف تھا جسے ادب کا نوبل انعام دیا گیا۔ وقت بہت سی تخلیقات کو دھندلا دیتا ہے۔ بدلتے ہوئے زمانوں میں بہت سی تخلیقات بے جان ہو جاتی ہیں لیکن بچوں کے کلاسیکل شاعر اور کہانیاں لکھنے والے کی حیثیت سے رڈیارڈ کپلنگ کی تخلیقات یقیناً زندہ رہیں گی۔

☆...... ادیب

☆...... جرمنی

1908ء

رڈولف کرسٹوف یوکین

Rudolf Christoph Eucken

☆...... پیدائش 5 جنوری 1846ء ☆...... وفات 14 ستمبر 1926ء

جرمنی کے شہر آریچ میں 5 جنوری 1846ء کو رڈولف کرسٹوف یوکین کی پیدائش ہوئی۔ اس نے فلاسفی اور تاریخ کے موضوعات پر اپنی تعلیم مکمل کی اور 1871ء میں بیسل یونیورسٹی میں فلاسفی کے پروفیسر کے طور پر اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا۔ اس نے اپنی بیشتر کتابیں فلاسفی کے موضوع پر مکمل کیں۔ ان کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ان کتب کے اس زمانے میں کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ اس کی معروف کتابوں میں ''مین کرنٹس آف ماڈرن تھاٹس، دی پرابلم آف ہیومن لائف، دی اسٹگل فار اے اسپریچوئل کنٹینٹ آف لائف، دی ٹرتھ آف ریلیجن، دی فنڈامینٹل آف اے نیو فلاسفی آف لائف'' وغیرہ شامل ہیں۔

اس نے زندگی کو بہت قریب سے دیکھا، اس کے مسائل کو سمجھا، اور اسے ایک فلسفیانہ انداز سے بیان کیا۔ اس کے اندازِ تحریر سے بے شمار لوگ مستفید ہوئے۔ جرمن ادب میں اسے ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ اس کا انتقال 14 ستمبر 1926ء کو جرمنی میں ہوا۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......سویڈن

1909ء

سلیما لیگراف

Selma Ottilia Lovisa Lagerlöf

☆...... پیدائش 20 نومبر 1858ء ☆......وفات 16 مارچ 1940ء

سلیما لیگراف کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ پہلی خاتون تھی جسے ادب کا نوبل انعام 1909ء میں دیا گیا۔ وہ 24 نومبر 1858ء کو وارم لینڈ میں پیدا ہوئی۔ سویڈش شہری تھی۔ مذہباً آزاد خیال۔ اس نے رائل ویمنز سپیریر ٹریننگ کالج سویڈن سے 1885ء میں گریجویشن کی۔ 1885ء سے 1895ء تک سلیما لیگراف نے گرلز ہائی اسکول لینڈسکرانا سویڈن میں درس دیا۔ ایک استاد کی حیثیت سے بھی اسے خاصی شہرت ملی۔ اس کی اعلیٰ ترین ادبی خدمات پر اسے سویڈش اکیڈمی نے 1904ء میں گولڈ میڈل ایوارڈ دیا تھا۔

وہ ماہر تعلیم، ناول نگار، کہانی کار، شاعر سوانح نگار، خود نوشت نگار اور ڈراما نگار تھی۔ سویڈش ادب کے احیاء کے ساتھ ساتھ سلیما لیگراف نے اس کے روایتی دھارے کو تبدیل کیا۔ اس کے ہم عصر سویڈش ادب پر رومانویت کی گہری چھاپ لگی ہوئی تھی۔ سلیما لیگراف نے سویڈش اور عالمی ادب کو بلند و ارفع آئیڈیلزم، روشن قوت متخیلہ اور روحانی تصورات سے مالا مال کیا۔

نوبل انعام حاصل کرنے والی اس پہلی مصنفہ کا انتقال 16 مارچ 1940ء کو ہوا۔ اس نے ساری عمر شادی نہیں کی تھی۔

☆......ادیب

☆......جرمنی

1910ء

پال ہیسے

Paul Johann Ludwig Heyse

☆...... پیدائش 15 مارچ 1830ء ☆......وفات 2 اپریل 1914ء

پورا نام جوہان لڈوگ وان پال ہیسے، تاریخ پیدائش 15 مارچ 1830ء، مقام پیدائش برلن، جرمنی۔ قومیت جرمن، مذہب پروٹسٹنٹ اور جیوش، تعلیم بون یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی، شادی شدہ۔ اعزازات درباری شاعر (1854ء سے 1914ء تک) شلر پرائز جرمنی 1884ء، وفات 2 اپریل 1914ء (میونخ)۔ اہم تصانیف لا اربیاٹا اینڈ اور ٹیلرز (ترجمہ میری ولسن) چلڈرن آف دی ورلڈ: (ترجمہ جان ہرنز)، ان پیراڈائز (3 جلدیں)، سلیکٹڈ سٹوریز۔

پال ہیسے پر اہم ترین کتاب بنیاتی جینوا کی ہے (لائف اینڈ ورکس آف پال ہیسے 1917ء)۔ پال ہیسے نے اپنی زندگی میں تخلیقی کام کے انبار لگا دیئے۔ وہ ایک شاعر، ڈرامانگار، ناول نویس اور مختصر کہانی کار تھا۔ اس کی مختصر کہانیوں کو پوری دنیا میں سراہا گیا جبکہ ناولوں نے جرمن ادب کو نئی جہتوں سے ہمکنار کیا۔ اس کا مکمل کام اڑتیں جلدوں پر مشتمل ہے جو 1871ء سے 1914ء تک مکمل ہوا۔ وہ ایک لبرل ترقی پسند مصنف تھا، تاہم ایک عرصے تک وہ روایتی اسلوب میں لکھتا رہا لیکن بعد میں اس نے اپنے ناولوں اور کہانیوں کے حوالے سے اپنے آپ کو دنیا کا عظیم مصنف تسلیم کرایا۔ اس نے منفرد جدید اور اہم عصری حساسیت سے جڑا ہوا اسلوب تخلیق کیا۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......بلجیم

1911ء

ماریس میٹرلنک

Count Maurice (Mooris) Polidore Marie Bernhard Maeterlinck

☆...... پیدائش 29 اگست 1862ء ☆......وفات 6 مئی 1949ء

اردو میں ماریس میٹرلنک کو آل احمد، مجنوں گورکھ پوری اور نیاز فتح پوری جیسے مترجم اور مداح نصیب ہوئے۔ گینٹ (بلجیم) میں 29 اگست 1862ء کو پیدا ہونے والے اس عظیم ڈراما نگار کو 1911ء میں ادب کا نوبل انعام دیا گیا۔ وہ مذہباً تشکیک اور لا ادویت میں مبتلا تھا حالانکہ اس نے جیسویٹ کالج ڈی سینٹ باربی بلجیم سے اعلیٰ مذہبی تعلیم حاصل کی تھی۔ بعد میں اس نے گینٹ یونیورسٹی سے قانون کی ڈگری بھی حاصل کی۔ ماریس نے دو شادیاں کیں۔ پہلی شادی ناکام اور مختصر رہی۔ تعلیم کے بعد وہ قانون کے پیشے سے منسلک ہوا اور اٹارنی کی حیثیت سے فرائض انجام دیتا رہا، تاہم اسے اصل دلچسپی ڈرامے سے تھی اور ایک ڈراما نگار کی حیثیت سے اسے کئی اعزازات و انعام ملے۔ 1891ء میں اسے ڈرامائی ادب میں نمایاں کام کرنے کے سلسلے میں ٹرائی نیشنل پرائز کا حق دار قرار دیا گیا جسے میٹرلنک نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ 1920ء میں اسے کاؤنٹ کا رتبہ دے دیا گیا۔ 1939ء میں اسے میڈل آف دی آرڈر آف سینٹ جیمز آف دی سورڈ پرتگال کا اعزاز بخشا گیا۔

اس نے شہرت ڈرامانویس کی حیثیت سے حاصل کی اور نوبل انعام بھی اس کے ڈراموں کی وجہ سے ہی اسے دیا گیا۔ اس کے فن کے کئی ادوار ہیں، ڈراموں میں شعریت اور قوت متخیلہ ایک عہد میں نمایاں عنصر کی حیثیت رکھتے تھے۔ وہ اپنے ڈرامے میں محسوسات پر زیادہ زور دیتے ہوئے ملتا ہے۔ عمل کا حصہ اس کے بعض ڈراموں میں بہت کم ملتا ہے۔

جب میٹرلنک نے ڈراموں میں علامتوں کو بطور خاص پیش کیا اور سمبلزم کے حوالے سے اس کے ڈراموں کی ایک انفرادیت ڈراموں میں قنوطیت اور یاسیت کا عنصر بڑھ جاتا ہے۔ 1900ء کے بعد اس نے جو کھیل لکھے، اس میں اس نے سمبلزم کو یکسر نیا رنگ دیا اور زیادہ حقیقت پسندانہ اسلوب اختیار کرتے ہوئے اخلاقی اور فلسفیانہ مسائل پر ڈرامے لکھے۔

میٹرلنک اردو میں خاصا جانا پہچانا جاتا ہے، وہ ایک شاعر اور انشاپرداز بھی تھا۔ وزڈم اینڈ ڈسٹینی کے نام سے اس کے مضامین کا مجموعہ 1898ء میں شائع ہوا تھا۔ شہد کی مکھیوں پر بھی اس کی کتاب کو خاص شہرت حاصل ہے۔ میٹرلنک کا انتقال 6 مئی 1949ء کو ہوا۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......جرمنی

1912ء

گرہارٹ جوہان ہاپٹ مین

Gerhart Johann Robert Hauptmann

☆...... پیدائش 15 نومبر 1862ء ☆......وفات 6 جون 1946ء

ہاپٹ مین باقاعدہ تعلیم یافتہ نہیں تھا۔ اس نے کسی اسکول اور کالج سے کوئی تعلیمی سند حاصل نہیں کی، اس کے باوجود اپنی بے پناہ تخلیقی صلاحیتوں کی بنا پر اسے ادب کا سب سے بڑا انعام ملا اور 1912ء میں نوبل انعام کے بعد بھی اس کے ملک میں اسے بڑے بڑے اعزازات و انعامات سے نوازا گیا۔ وہ 15 نومبر 1862ء کو جرمنی کے ایک قصبے میں پیدا ہوا۔ پیشے کے اعتبار سے مجسمہ ساز اور مصنف تھا۔ اس کا شمار دنیا کے بعض بڑے ڈرامانگاروں میں ہوتا ہے۔ اس کے اہم ترین ڈرامے یہ ہیں: بی فورین رائز (ترجمہ جیمز جوائس)، دی ویورز (ترجمہ میری موریسن)، دی بیوورکوٹ (ایک کامیڈی ترجمہ لڈوگ لیوشن)، دی ریٹس (ترجمہ لڈوگ لیوشن) ڈرامے کے فن کو ہاپٹ مین نے نئی جہتوں اور معنی سے آشنا کیا۔ اپنے نیچرلسٹ ڈراموں کی وجہ سے اسے پوری دنیا میں شہرت حاصل ہوئی۔ وہ سماجی مسائل اور حقائق کو بہت اہمیت دیتا تھا اور اس نے اپنے عہد کی صداقتوں کے ساتھ انسان کے ازلی اور ابدی مسائل کو سامنے رکھ کر عظیم ڈرامے تخلیق کیے۔ اس نے مذہبی اور فلسفیانہ بنیادوں پر بھی کھیل لکھے۔ اس پر قدیم یونانی المیہ نگاروں کا بہت اثر تھا۔ ہاپٹ مین کے کچھ ڈرامے ان کی تقلید میں بھی ملتے ہیں۔ اس کا انتقال 6 جون 1946ء کو ہوا۔

☆......ادیب

☆...... بھارت

1913ء

رابندرناتھ ٹیگور

Rabindranath Tagore

☆...... پیدائش 7 مئی 1861ء ☆......وفات 7 اگست 1941ء

پہلا ایشیائی جسے نوبل انعام دیا گیا، وہ رابندر ناتھ ٹیگور تھا۔ بنگالی زبان کا عظیم شاعر، ڈراما نگار، کہانی کار، ناول نگار، مفکر، مصور، موسیقار، سیاست دان اور ماہر تعلیم۔ ایک خاص طرز زیست اختیار کرنے والا انسان۔

رابندر ناتھ ٹیگور کو "گرودیو" کا درجہ حاصل رہا۔ شانتی نکیتن کے حوالے سے اسے خاص شہرت ملی۔ اسے رشی منی تسلیم کیا گیا، ایک روحانی گورو۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بنگالی شعرو ادب اور فنون میں ٹیگور کا کنٹری بیوشن بہت شاندار اور بڑا ہے۔ موسیقی، مصوری، شاعری، فکشن اور ڈراما، شاید ہی کوئی ایسا شعبہ ہوگا جس میں ٹیگور نے کام نہ کیا ہو۔ وہ بے پناہ صلاحیتوں کا حامل انسان تھا۔

انگریزی کے علاوہ اردو اور دوسری زبانوں میں بھی اس کی تصانیف کے تراجم ہو چکے ہیں، گیتا نجلی کا ترجمہ اردو میں کئی بار ہوا ہے۔ اس کی کتابوں کے مترجموں میں عبدالمجید سالک اور عبدالعزیز خالد قابل ذکر ہیں۔ ٹیگور اپنی زندگی میں ایک ادارہ، ایک لیجنڈ اور ایک بین الاقوامی شخصیت کا درجہ حاصل کر چکا تھا۔

وہ 7 مئی 1861ء کو کلکتہ میں پیدا ہوا۔ ذات کا برہمن اور ایک وسیع المشرب مذہبی فرد تھا۔ اسے خدا نے بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ اس نے اسکول یا کالج سے کوئی ڈگری حاصل نہیں کی۔ وہ سیاسی طور پر مثالی رہنما تھا۔ ایک بڑے جاگیردار کی حیثیت سے اسے اپنی روزی کے لیے کسی پیشے سے منسلک ہونے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ ٹیگور نے اپنی زندگی

www.urduchannel.in

شاعری، ادب اور فنون کی تخلیق کے لیے وقف کردی تھی۔ 1915ء میں ٹیگور کو سر کا خطاب بھی دیا گیا۔ اس کی اہم ترین تصانیف میں گیتا نجلی، باغبان، سدھنا (لیکچروں اور مضامین کا مجموعہ) ڈراموں، افسانوں اور ناولوں اور نظموں کے کئی مجموعے شامل ہیں، تاہم بین الاقوامی سطح پر ٹیگور کی جس کتاب کو سب سے زیادہ شہرت ملی وہ اس کی نظموں کا مجموعہ گیتا نجلی ہے۔ جس میں ایک اسراریت، بھرپور نغمگی اور زندگی کا ایک فلسفہ ملتا ہے۔ ٹیگور کے ہاں بے پناہ نغمگی اور حساسیت ملتی ہے۔ اس کی شاعری میں ایک ایسی تازگی اور حسن ہے جو بنگالی شاعری میں ایک نئی چیز تھی۔ اس کا اسلوب اس کا اپنا ہے۔ ایک ناقابل تقلید اسلوب، جس کے اثرات بنگالی شاعری پر بہت نمایاں ہیں لیکن اسے پوری طرح کوئی بھی اپنانے میں کامیاب نہیں ہوسکا۔ وہ صاحب دانش تھا۔ ایک صوفی، جس کی دانش اور مذہبی بصیرت اس کے تخلیقی کاموں میں ملتی ہے۔

1914ء

ایوارڈ نہیں دیا گیا۔

☆......ادیب

☆......فرانس

1915ء

رومین رولاں

Romain Rolland

☆...... پیدائش 29 جنوری 1866ء ☆......وفات 30 دسمبر 1944ء

رولاں اپنے سیاسی نظریات اور امن کے استحکام کے حوالے سے جدوجہد کی بنا پر جہاں ایک بین الاقوامی شخصیت بن گیا، وہاں اسے یہ نقصان ہوا کہ اس کے عظیم ادبی کارنامے کو نظر انداز کیا جانے لگا۔ کم از کم اردو کی حد تک تو یہ بات خاصے یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ جن ترقی پسند نقادوں یا ادیبوں نے ترقی پسند تحریک کے حوالے سے رومین رولاں کو متعارف کرایا، انہوں نے اس کے عظیم ادبی کارنامے اور ناول ''ژاں کرستوف'' کا ذکر کبھی نہیں کیا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ بیسویں صدی میں جو چند بڑے ناول لکھے گئے ان میں 'ژاں کرستوف' کا شمار ہوتا ہے۔ رومین رولاں 29 جنوری 1866ء کو فرانس میں پیدا ہوا اور اس کا انتقال 30 دسمبر 1944ء کو فرانس ہی میں ہوا۔ رومین رولاں نے فرانس اور اٹلی کی بڑی یونیورسٹیوں سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ وہ فرانس کی کئی یونیورسٹیوں میں جن میں سوربون بھی شامل ہے، پڑھتا رہا۔ نوبل انعام کے علاوہ اسے اپنے ملک کی طرف سے کئی اعزاز اور انعام دیے گئے جن میں گرینڈ پرکس فرنچ اکادمی 1913ء بھی شامل ہے۔

اسے 1933ء میں جرمن حکومت نے گوئٹے میڈل سے نوازا لیکن چونکہ ہٹلر برسراقتدار آ چکا تھا اور رومین رولاں نازی ازم کا شدید مخالف تھا اس لیے اس نے یہ انعام لینے سے انکار کردیا۔

رومین رولاں نے ایک بھرپور زندگی بسر کی۔ ایک ادیب اور سیاسی نظریات رکھنے والے فعال کارکن اور رہنما کی حیثیت سے اس نے بہت مصروف زندگی گزاری۔ اس کے باوجود وہ

www.urduchannel.in

بحیثیت ایک خلاق مصنف کے بہت سی تخلیقات کا خالق ہے جن میں ''دی دبوز'' ''دی فورتھ آف جولائی'' 'بیتھوون، دی پیپلز تھیٹر اور دانتون، شامل ہیں تاہم اس کا سب سے بڑا تخلیقی کارنامہ اس کا ناول 'ژاں کرستوف' ہے جو دس جلدوں پر مشتمل ہے۔ رومین رولاں کی تصانیف کا ترجمہ انگریزی، روسی اور عربی تک میں ہوا ہے۔ اردو میں اس کی کوئی بڑی تصنیف منتقل نہیں کی گئی۔

رومین رولاں انسانوں کے تنوع اور ان کی متضاد نفسیات کو سمجھنے والا عظیم مصنف تھا۔ تاریخ اور ادب میں اس نے کارہائے نمایاں انجام دیے۔ ایک فعال نظریاتی انسان کی حیثیت سے عالمی امن کے لیے اس کی جدوجہد کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہے۔ موسیقی پر اسے خاص عبور حاصل تھا۔ اس حوالے سے بھی اس کی شہرت مستحکم ہوئی۔ اس کے ضخیم اور عظیم ناول 'ژاں کرستوف' کا مرکزی کردار ایک موسیقار اور موضوع موسیقی ہے۔ اس نے ٹالسٹائی، مائیکل اینجلو، گاندھی، بیتھوون اور ہینڈل پر جو کام کیا اس کی اپنی جگہ بڑی اہمیت ہے۔ تھیٹر میں اس کی دلچسپی نے بھی فرانس میں ڈرامے اور تھیٹر کو نئی جہتوں سے ہمکنار کیا۔ ژاں کرستوف کے خالق کی حیثیت سے رومین رولاں کو ہمیشہ دنیا کے ادب میں یاد رکھا جائے گا۔

☆......ادیب

☆......سویڈن

1916ء

کارل گستاف ورنر، وان ہیڈنسٹام

Carl Gustaf Verner von Heidenstam

☆......پیدائش 6 جولائی 1859ء　☆......وفات 20 مئی 1940ء

گھٹن سے نکلو، باہر نکلو، دنیا دیکھو اور ادب کی فضا تبدیل کرو، ہیڈنسٹام کو 1916ء کا نوبل انعام اس بنا پر دیا گیا کہ وہ عالمی ادب میں ایک نئے دور کا ترجمان اور نمائندہ تھا۔ اس نے اپنے عہد کے سویڈش ادب کی منجمد روایات کو توڑا۔ اس دور کی شاعری گھٹن اور حبس کے شکنجے میں جکڑی ہوئی تھی۔ وہ اس محدود دنیا سے باہر نکلا۔ سیر وسیاحت اور بیرونی مناظر کو اپنی تخلیقات میں شامل کر کے اس نے ادبی فضا کو وسعت بخشی۔ اس نے ادب میں حسن فطرت اور زندگی کی مسرتوں کو شامل کیا اور سویڈن کی تاریخ اور دیہات کے مناظر کو ادب کا حصہ بنا کر اسے نئی وسعت دی۔ وہ ایک ایسا شاعر تھا جس نے عالمی شاعری میں نئی روایات قائم کیں۔

ہیڈنسٹام 6 جولائی 1859ء کو سویڈن میں پیدا ہوا۔ اگرچہ اس کے والدین عیسائی تھے لیکن وہ خود ملحد تھا۔ اس نے اعلیٰ تعلیم حاصل نہیں کی اور وہ کسی کالج سے سند یافتہ نہیں تھا۔ اس نے تین شادیاں کیں لیکن اس کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ اس نے ساری عمر لکھنے پڑھنے میں بسر کر دی، کوئی پیشہ اختیار نہیں کیا۔ اسے 1938ء میں بیزک سٹیفنز پرائز بھی دیا گیا تھا۔ اس کے مجموعوں کا انگریزی، فرانسیسی، جرمنی اور بعض دوسری زبانوں میں بھی ترجمہ ہوا۔ اس کی اہم تصانیف میں مندرجہ ذیل مجموعے شامل ہیں، دی وانڈرر ایئرز (1889ء) پولیز (1892ء) دی چارلس مین (1920ء) سینٹ جارج اینڈ دی ڈریگنز (1902ء) نیو پولیز (1915ء)

وان ہیڈنسٹام کا انتقال 20 مئی 1940ء کو ہوا۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......ڈنمارک

1917ء (مشترک انعام)

کارل جیلرپ

Karl Adolph Gjellerup

☆...... پیدائش 2 جون 1857ء ☆......وفات 11 اکتوبر 1919ء

1917ء میں ادب کے نوبل انعام کا دو مصنفوں کو حق دار قرار دیا گیا جن میں ایک کارل جیلرپ تھا۔ وہ 2 جون 1857ء کو ڈنمارک کے ایک قصبے میں پیدا ہوا۔ اس نے یونیورسٹی کی سطح تک تعلیم حاصل کی۔ نظریات و عقائد کے اعتبار سے وہ الحاد پرست تھا۔ اس نے ایک لکھنے والے کی حیثیت سے ساری زندگی بسر کی۔ اسے 1889ء میں پوئٹس نیشن ڈنمارک کا ایوارڈ بھی دیا گیا۔ اس کا انتقال 11 اکتوبر 1919ء میں ہوا۔ کارل جیلرپ انیسویں صدی کے ان مصنفوں کی روایت میں پرویا ہوا تھا جو عیسائیت سے منہ موڑ کر زندگی کے معنی کی تلاش میں نکلے ہوئے تھے۔ یقیناً وہ اعلیٰ روش رکھتا تھا۔ اپنے نظریات کے دفاع کے لیے بھی اس نے خاصا کچھ لکھا۔ الحاد پرستی کے دفاع میں اس کی تحریریں خاصے کی چیز ہیں لیکن اس کے بعد اس کی فکر میں تبدیلی ہوئی۔ وہ بدھ مت میں گہری دلچسپی لینے لگا اور متصوفانہ عیسائیت تک پہنچ گیا۔ اس کی بہت کم کتابوں کا دوسری زبانوں میں ترجمہ کیا گیا جن میں ایک 'ورلڈ وانڈررز' قابل ذکر ہے۔ کارل جیلرپ کا یہ بھی المیہ رہا کہ ڈنمارک کے باہر اسے بہت کم پڑھا گیا۔ ہم اردو داں اور غیر ملکی ادب سے انگریزی کے ذریعے متعارف ہونے والے قارئین اس کے کام سے تقریباً بے خبر ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ اسے نوبل انعام ملا لیکن وہ ادب و افکار کی دنیا میں کبھی بڑا حوالہ نہ بن سکا۔ مغرب کے بعض نقادوں نے جیلرپ کو 'اپنی صدی کا بورترین مصنف' قرار دیا تھا۔ آج اسے تقریباً فراموش کیا جا چکا ہے۔

☆......ادیب

☆......ڈنمارک

1917ء (مشترک انعام)

هیزک پونٹوپیڈن

Henrik Pontoppidan

☆...... پیدائش 24 جولائی 1857ء ☆......وفات 21 اگست 1943ء

1917ء میں ادب کا نوبل انعام جن دو مصنفوں کو دیا گیا اس میں ایک هیزک پونٹوپیڈن تھا۔ وہ بھی ڈنمارک کا ہی ایک شہری تھا جو 24 جولائی 1857ء کو ڈنمارک میں پیدا ہوا اور 21 اگست 1943ء کو وفات پا گیا۔ وہ عقیدتاً آزاد خیال تھا۔ اپنے رفیق انعام یافتہ جیلرپ کی طرح تعلیم یافتہ نہیں تھا۔ اس نے کسی بھی تعلیمی درسگاہ سے کوئی ڈگری حاصل نہ کی تاہم وہ ایک اسکول میں کچھ برس بطور استاد درس دیتا رہا۔

جیلرپ کے برعکس وہ ناول نگار بھی تھا اور اپنے عہد کی حقیقتوں کو اپنے ناولوں میں سموتا رہا۔ اس کے سہ جلدی ناولوں کے سلسلے 'دی پرومزڈ لینڈ' کو عالمی ادب میں ایک شہ کار تسلیم کیا جاتا ہے۔ 1896ء میں برطانیہ میں اس کا ترجمہ شائع ہوا تھا اور مترجم ایڈگر لوکاس تھا۔

پونٹوپیڈن نے زندگی کے حقائق اور ڈینش زندگی کو اپنے ناولوں کا موضوع بنایا۔ وہ زبردست نثر نگار تھا۔ اس کی نثر نے ڈینش ادب پر گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔ اس کا شاہکار 'ارض موعودہ' (دی پرومزڈ لینڈ) وہ ناول ہے جس میں ڈنمارک کی دیہی زندگی کو پہلی بار وسیع تناظر میں حقائق کے ساتھ پیش کیا گیا۔ آفاقی سطح پر یہ ناول دنیا کے ہر ملک کی دیہی زندگی کی بعض سچائیوں کی ترجمانی کرتا ہے۔ پونٹوپیڈن صرف دیہات تک ہی محدود نہیں رہا۔ اصل میں وہ ڈینش زندگی کو پیش کرنے کا خواہاں تھا اور اس میں اسے خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ اس کا ناول 'لکی پیٹر' کوپن ہیگن کی شہری زندگی کا مرقع ہے۔ 'کنگڈم آف دی ڈیڈ' پر قنوطیت اور ریاسیت چھائی ہوئی ہے۔ یہ قنوطیت دراصل اس کی اپنی پیداوار نہیں بلکہ بیسویں صدی کے

اوائل میں ڈنمارک میں جیسی زندگی تھی، اس کی ترجمانی کرتی ہے۔ یوں اس نے اپنے ان ناولوں کے حوالے سے ڈنمارک کے لوگوں کی زندگی کو اپنی تخلیقی گرفت میں لانے کی کوشش کی اور اس حوالے سے وہ عالمی ادب کا ایک اہم ترین مصنف تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کے ناولوں کا خصوصی پہلو یہ بھی ہے کہ ان میں مستقل اقدار کی تلاش کا تخلیقی اظہار ہوتا ہے۔

1918ء

ایوارڈ نہیں دیا گیا۔

www.urduchannel.in

☆......شاعر

☆......سوئٹزرلینڈ

1919ء

کارل سپٹیلر

Carl Friedrich Georg Spitteler

☆...... پیدائش 24 اپریل 1845ء ☆......وفات 29 دسمبر 1924ء

وہ ایک عظیم روایت سے جڑا ہوا ایک عظیم رزمیہ شاعر تھا۔ اس کا عظیم رزمیہ 'اولپن اسپرنگ' اس کا وہ تخلیقی کارنامہ تھا جسے سراہتے ہوئے سپٹیلر کو نوبل انعام کا حق دار قرار دیا گیا۔ اکادمی کی طرف سے یہ رائے دی گئی کہ اس کا یہ عظیم رزمیہ ہومر کی شاعری اور گوئٹے کے فاؤسٹ کا ہم پلہ ہے۔

سپٹیلر 24 اپریل 1845ء کو سوئٹزرلینڈ میں پیدا ہوا۔ مذہبا وہ آزاد مشرب تھا۔ اس نے باسل یونیورسٹی سوئٹزرلینڈ سے دینیات میں ڈگری حاصل کی تھی۔ کچھ عرصہ وہ پرائیوٹ ٹیوٹر کی حیثیت سے سینٹ پیٹرز برگ (روس) میں پڑھاتا رہا۔ اس کے بعد سوئٹزرلینڈ کے کئی اسکولوں میں تدریس کے فرائض انجام دیتا رہا۔ دو اخباروں میں اس نے رپورٹر کی حیثیت سے بھی کام کیا۔ سپٹیلر کا انتقال 29 دسمبر 1924ء کو ہوا۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......ناروے

1920ء

نٹ ہمسن

Knut Pedersen Hamsun

☆......پیدائش 4 اگست 1859ء ☆......وفات 19 فروری 1952ء

ناروے کے نٹ ہمسن کو اس کی ناول نگاری پر 1920ء میں ادب کا نوبل انعام دیا گیا۔ ہمسن اس اعتبار سے اردو پڑھنے والوں میں جانا پہچانا جاتا ہے کہ عزیز احمد نے اس کے بارے میں بہت کچھ لکھا اور مخمور جالندھری نے اس کے ناول ''دی ہنگر'' کا ترجمہ بھوک کے نام سے کیا۔ عشرت رحمانی نے بھی اس ناول کا ترجمہ کیا ہے جو دراصل مخمور جالندھری کے ترجمے کا ہی چربہ لگتا ہے۔ نٹ ہمسن دنیائے ادب کی ایک دلچسپ شخصیت ہے۔ وہ 4 اگست 1859ء کولوم، ناروے میں پیدا ہوا اور اس کا انتقال 19 فروری 1952ء کو ہوا۔ وہ مذہبی آدمی نہیں تھا۔ اس نے کالج کی سطح پر بھی تعلیم حاصل نہیں کی تھی۔

زندگی کے ابتدائی دور میں وہ آوارہ گرد رہا اور اپنے ملک سے باہر گھومتا رہا جس کا عکس اس کے مشہور ناول ''بھوک'' میں بھی ملتا ہے۔ بعد ازاں وہ کسان بن گیا۔ اس کے بعد اس نے تحریر و تصنیف کو ہی اپنا مستقل پیشہ بنالیا۔ اسے 1934ء میں گوئٹے میڈل بھی دیا گیا۔ اس نے میڈل تو قبول کرلیا لیکن انعام کے ساتھ جو رقم تھی اسے لینے سے انکار کردیا۔

اس کی اہم تصانیف میں ''بھوک'' (1890ء) وکٹوریہ اے لو اسٹوری ترجمہ اولیور شالی براس۔ دی روڈ لیوز اون (1934ء) شامل ہیں تاہم اس کا سب سے اہم ناول ''گروتھ آف دی سوئل'' ہے۔ بعض نقادوں نے اس کی تصانیف کے حوالے سے اسے 'سکنڈے نیون روسو' کا لقب بھی دیا ہے۔

نٹ ہمسن فاشزم کا حمایتی تھا، اس لیے اس کی مخالفت بھی ہوئی۔ جب دوسری جنگ

عظیم میں ہٹلر کی فوجوں نے ناروے پر قبضہ کرلیا تو ناروے کے عوام نے اس کے خلاف نفرت کا بھرپور اظہار کیا اور اس کی تصانیف کو نظر انداز کرنا شروع کردیا تاہم دوسرے ملکوں میں ہمسن کو ایک بڑے ناول نگار کی حیثیت سے پڑھا جاتا رہا اور اس کی تکریم میں بھی کوئی کمی نہ آئی۔ اس کی موت کے بیس برس بعد ناروے کے عوام نے اسے اپنا عظیم مصنف تسلیم کرکے، اس کا چھینا ہوا مقام اسے واپس دے دیا۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......فرانس

1921ء

اناطول فرانس

Anatole France

☆...... پیدائش 16اپریل 1844ء ☆......وفات 12اکتوبر 1924ء

بھبھوتی بھوشن نے ایک ناول ہندی میں لکھا: ''چتر لیکھا'' اردو میں اس کا ترجمہ ہوا اور یہ کتاب ہندی اور اردو دونوں زبانوں میں بے حد مقبول ہوئی۔ اس ناول پر کیدار شرما جیسے عظیم ہدایت کار نے فلم بنائی جسے برصغیر کی فلموں میں کلاسیک کا درجہ حاصل ہے۔ برسوں بعد جب کیدار شرما نے دوبارہ بلیک اینڈ وائٹ کے بجائے پھر رنگین چتر لیکھا اپنے دور کے عظیم فنکاروں کے ساتھ بنائی تو فلم فلاپ ہوگئی۔ چتر لیکھا......اناطول فرانس کے ناول 'تائیس' سے ماخوذ تھی۔

اناطول فرانس کے کام کا ایک زمانے میں پوری دنیا میں ڈنکا بجتا تھا۔ اس کی کتابوں کے تراجم مختلف زبانوں میں شائع ہوتے رہتے تھے۔ فرانس میں اسے بڑی توقیر حاصل تھی لیکن اچانک اس کی شہرت دھندلانے لگی۔ اس کے کام پر کچھ ادبی لحاظ سے اور کچھ سیاسی وجوہ کی بنا پر تنقید ہونے لگی۔ اس کے نتیجے میں اب تک اسے دوبارہ وہ مقام نہیں مل سکا جس کا اہل تھا بلکہ ادبی اصطلاح میں یہ کہنا چاہیے کہ اسے دوبارہ دریافت نہیں کیا جاسکا۔ ایک فرانسیسی نقاد نے ہی اس کے بارے میں لکھا ہے:

''وہ عظیم شہرت کے بعد یک دم زوال کا ایک دلچسپ معمار بن کر رہ گیا۔''

اناطول فرانس 16اپریل 1844ء کو پیرس میں پیدا ہوا اور اس کا انتقال 12اکتوبر 1924ء کو ہوا۔ وہ اپنے آپ کو عقیدے کے اعتبار سے ''کافر'' کہتا تھا۔ اس نے اپنی زندگی میں لائبریرین کی حیثیت سے ملازمت کی۔ فری لانسر کی حیثیت سے مدتوں لکھتا رہا۔ 1888ء

میں وہ 'لی ٹیمپس' کا ایڈیٹر مقرر ہوا۔ اس کی اہم ترین کتابیں مندرجہ ذیل ہیں: کرائم آف سیلو سٹر بونارڈ، تائیس (جس کا ترجمہ اردو میں مولوی عنایت اللہ دہلوی نے کیا) دی مدر آف پرل، دی ریڈ للی، دی وائٹ سٹون، دی ریوولٹ آف دی انجلز، دی بلوم آف لائف، پینگوئن آئی لینڈ وغیرہ۔

وہ ایک فعال مصنف تھا۔ اس کا اسلوب بے حد منفرد اور مہذب تھا۔ اس کے دل میں انسانیت کے لیے بے پایاں محبت، خوبصورتی اور انسانی اقدار کی سربلندی کے جذبات تھے۔ اس نے پچاس برس سے زائد عرصے تک تحریر و تصنیف کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس کی پہلی کتاب 1868ء میں اور آخری کتاب 1922ء میں شائع ہوئی تھی۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......ہسپانیہ

1922ء

جینیٹو بیناونٹی

Jacinto Benavente

☆---- پیدائش 12 اگست 1866ء ☆----وفات 14 جولائی 1954ء

1922ء کا ادب کا نوبل انعام جینیٹو بیناونٹی جو ایک ہسپانوی مصنف تھا اور ایک ڈرامہ نگار کی حیثیت سے ممتاز مقام رکھتا ہے، اسے ملا۔ وہ 12 اگست 1866ء میں پیدا ہوا۔ اس نے کسی کالج سے کوئی ڈگری حاصل نہیں کی۔ اپنی زندگی میں اس نے تھیٹر کے لیے کام کیا، ڈرامے لکھے اور ایک پرچے کا مدیر بھی رہا۔ 1923ء میں اسے گراں کروز ڈی الفانسو سیزدہم سپین کا اعلیٰ ایوارڈ بھی دیا گیا۔ وہ عظیم صلاحیتوں کا ڈرامہ نگار تھا۔ اس کے ڈرامے سپین کے علاوہ دنیا کے دوسرے ملکوں کے اسٹیج پر بھی پیش ہوئے اور دوسری زبانوں میں بھی شائع کیے گئے۔ اس کے ڈراموں میں یہ ڈرامے بہت اہم ہیں، دی انٹروڈور، سیٹرڈے نائٹ، بنڈ آف انٹرسٹ، دی لیڈی آف دی ہاؤس، بروٹ فورس اور دی پرنس ہولر اینڈ ایوری تھنگ آؤٹ آف بکس۔

1982ء میں سٹار کی والٹر نے اسکے فن پر جو کتاب جینیٹو بیناونٹی کے نام سے شائع کی، اس کے فن کو سمجھنے میں بہت مدد دیتی ہے۔ بیناونٹی نے ہسپانوی ڈرامے کی روایت میں بیش بہا اضافے کیے تھے۔ ایک انشائیہ نگار اور ادبی نقاد کی حیثیت سے وہ ہسپانوی ادب میں معتبر مقام رکھتا ہے تاہم اسے دنیا میں ایک ڈرامہ نگار کی حیثیت سے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اس کے ڈراموں کا ایک ہی موضوع رہا محبت۔ ڈراموں میں محبت کو مرکزی حیثیت کے حوالے سے انصاف اور صداقت تک رسائی کا وسیلہ بنایا گیا ہے۔ وہ 14 جولائی 1954ء کو میڈرڈ میں فوت ہوا۔

☆......ادیب

☆......آئرلینڈ

1923ء

ولیم بٹلر ژیٹس

William Butler Yeats

☆---- پیدائش 13 جون 1865ء ☆-----وفات 28 جنوری 1939ء

بیسویں صدی کے عظیم شاعروں میں سے ایک ولیم بٹلر ژیٹس کو نوبل انعام دیا گیا۔

وہ آئرش تھا اور ڈبلن میں 13 جون 1865ء کو پیدا ہوا تھا۔ اس کا انتقال کیپ مارٹن فرانس میں 28 جنوری 1989ء کو ہوا۔ وہ مذہبی آدمی نہیں تھا۔ کئی پرچوں کا مدیر اور اپنے تھیٹر ڈبلن سے بھی بطور ڈائریکٹر منسلک رہا۔ 1899ء میں اسے رائل اکیڈمی پرائز دیا گیا۔ 1915ء میں اسے برطانوی حکومت نے سر کا خطاب دیا لیکن ولیم بٹلر ژیٹس سچا آئرش تھا اس لیے اس نے یہ اعزاز اور خطاب لینے سے انکار کر دیا۔

اس کی کلیات آٹھ جلدوں میں 1908ء میں شائع ہوئی اس کے بعد اس کے کئی شعری مجموعے شائع ہوئے۔

ژیٹس پر بہت کچھ لکھا گیا ہے اور لکھا جاتا رہے گا۔ اردو میں اس پر کچھ کام ہوا ہے۔ مضامین لکھے گئے ہیں حوالے موجود ہیں اور کچھ نظموں کا بھی ترجمہ ہوا ہے۔ اس کی شخصیت اور فن پر دنیا کے بڑے بڑے مصنفوں اور شاعروں نے لکھا ہے۔ تاہم 1966ء میں شائع ہونے والی بارنیز اور نوبل کی مشترکہ تصنیف ڈبلیو بی ژیٹس، می اینڈ پوئٹ، بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

ژیٹس کی شاعری کا جوہر یہ ہے کہ شعریت کو سختی سے ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی شاعری کو عوام کی روح سے ہمکنار کرتا ہے۔ اس کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ بیسویں صدی کے اہم ترین شاعروں میں سے ایک ہے، ہر طرح کے مبالغے سے خالی الدعویٰ ہے۔ اس نے آئرش

www.urduchannel.in

فوک لور، فلسفے اور علامت کو اپنی شاعری اور ڈرامے میں پیش کیا۔ وہ اپنے عہد اور اپنے وطن کا اہم ترین نمائندہ تھا۔ اپنے وطن آئرلینڈ کے لیے اس نے سیاسی جدوجہد میں حصہ لیا۔ علم و فنون کی ترویج میں بھی اسے گہری دلچسپی رہتی تھی۔ اس کی شاعری انسانی جدوجہد اور زندگی کی خوبصورتی کا موثر ترین اظہار ہے اور اس کی روح آفاقی ہے۔ ژیٹس نے کہا تھا میں اپنے خیال کو ایسی جگہ لے آیا ہوں جہاں وہ ایک آئینے میں منعکس ہوگئی ہے تاکہ آنے والا ہر دور کہہ سکے، اس کا جسم کتنا حسین تھا۔

☆......شاعر

☆......پولینڈ

1924ء

ولادی سلاوریموں

Wladyslaw Stanislaw Reymont

☆...... پیدائش 7 مئی 1867ء ☆......وفات 5 دسمبر 1925ء

پولینڈ کا عظیم رزمیہ نگار ولادی سلاوریموں 7 مئی 1867ء کو پولینڈ کے ایک قصبے میں پیدا ہوا۔ مذہباً وہ کیتھولک عیسائی تھا۔ اس نے کسی کالج سے اعلیٰ تعلیم حاصل نہیں کی۔ اس نے شاعری کے لیے اپنی زندگی وقف کردی۔ شادی بھی نہیں کی اور کوئی خاص پیشہ بھی عملی زندگی کے لیے اختیار نہیں کیا۔ اس کی تصانیف میں کامیڈین 'دی پیزنٹس' دی پرومزڈ لینڈ، وغیرہ اہم ہیں۔

ولادی سلاوریموں کو نوبل انعام کا حق دار اس کے عظیم قومی رزمیے 'دی پیزنٹس' پر دیا گیا۔ ایک طویل ترین نظم ہے جو پولش قوم کے بارے میں ہے۔ اس میں پولینڈ کا لینڈ اسکیپ اپنی تمام تر بوقلمونیوں اور خوبصورتیوں کے ساتھ ملتا ہے۔ پولینڈ کی دیہی زندگی کو پوری وسعت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ ریموں کی ابتدائی دور کی تخلیقات نیچرل ازم سے متاثر تھیں لیکن بتدریج اس کی تخلیقات میں ریئلزم اور سمبولزم نے جگہ لے لی۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......آئرلینڈ

1925ء

جارج برنارڈ شا

George Bernard Shaw

☆...... پیدائش 26 جولائی 1856ء ☆......وفات 2 نومبر 1950ء

1925ء کا نوبل ادبی انعام عظیم ڈراما نگار جارج برنارڈ شا کو دیا گیا۔ شا ہمارے ہاں پوری طرح پڑھا گیا یا نہیں لیکن وہ برصغیر کا جانا پہچانا نام ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ جب جی۔ بی شا کی وفات (2 نومبر 1950ء) ہوئی تو خواجہ حسن نظامی مرحوم نے ان کی فاتحہ خوانی کی اپیل اپنے پیروکاروں اور پڑھنے والوں سے کی۔ اپنی ظرافت اور سیاسی بصیرت کے حوالے سے بھی جی۔ بی شا کو ہمارے ہاں خصوصی مقبولیت حاصل ہوئی۔

شا، جسے 1925ء میں ادب کا نوبل انعام دیا گیا، اس کی پیدائش 26 جولائی 1856ء کو ڈبلن (آئرلینڈ) میں ہوئی۔ اسے اپنی آئرش قومیت پر ہمیشہ ناز رہا اگرچہ اس کا انتقال انگلستان میں ہوا۔ مذہبی عقائد کے اعتبار سے شا قدامت پسندی اور مذہبی بنیاد پرستی کا شدید مخالف تھا۔ وہ خداداد صلاحیتوں کا مالک تھا۔ اس نے کسی کالج وغیرہ سے اعلیٰ تعلیمی ڈگری حاصل نہیں کی۔

شا نے اپنی عملی زندگی کا آغاز ایڈیسن ٹیلی فون کمپنی لندن میں کلرک کی حیثیت سے کیا۔ ایک برس بعد اس نے نوکری چھوڑ دی اور اخبار ''اسٹار'' کے لیے ڈراموں اور موسیقی پر تنقید لکھنے لگا۔ وہ 'اسٹار' کے ساتھ 1890ء تک وابستہ رہا۔ اس کے بعد 'ورلڈ' سے منسلک ہوگیا۔ 1894ء میں ورلڈ کو چھوڑ کر وہ سیٹر ڈے ریویو سے منسلک ہوگیا اور یہ سلسلہ 1898ء تک چلا۔ اس کے بعد شا نے کوئی ملازمت نہیں کی اور ساری عمر ڈرامے اور کتابیں تحریر کرتا رہا۔

اسے برطانوی حکومت نے آرڈر آف میرٹ کا ایوارڈ پیش کیا تھا جسے شا نے مسترد کردیا۔

شا ایک زبردست طناز تھا۔ اپنے عہد کی بیشتر سربرآوردہ شخصیات سے اس کے تعلقات تھے اور اس کی ان سے نوک جھونک بھی رہتی تھی۔ شا کو ایک نیم گرو کی سی حیثیت بھی حاصل رہی ہے۔ اس کا یہ دعویٰ بھی رہا کہ وہ شیکسپئر سے بڑا ڈراما نگار ہے۔

دنیا کی بیشتر زبانوں میں اس کے اہم ڈراموں کا ترجمہ ہوا ہے اور یہ ڈرامے ملکوں ملک کھیلے جاتے رہے ہیں اور اب بھی اسٹیج پر پیش کیے جاتے ہیں جن میں 'مسز وارن پروفیشن' پر خاصا ہنگامہ ہوا۔ 'دی ڈاکٹرز ڈائیلما' پر انگلستان کے ڈاکٹر اس حد تک مشتعل ہوئے کہ یہ قرارداد تک منظور کرلی کہ شا کا کوئی ڈاکٹر علاج نہیں کرے گا۔

شا کی ایک دلچسپ بات یہ تھی کہ وہ اپنے ڈراموں کا مقدمہ بہت طویل لکھا کرتا تھا۔ اس کے کچھ ڈرامے ایسے بھی ہیں کہ جن کا مقدمہ، اس ڈرامے سے زیادہ طویل ہوگیا ہے۔ شا کو اس لیے بھی دنیا کے اہم اور بڑے ڈراما نگاروں میں شامل کیا جاتا رہے گا کہ انسان اور انسانی علوم کے بارے میں اس کا مطالعہ اور مشاہدہ بہت گہرا تھا۔ موسیقی، ڈرامے کا فن، فلسفہ اور بیالوجی پر اس کا بہت گہرا مطالعہ تھا۔ ایک ڈراما نگار کی حیثیت سے اس کی شخصیت اور فن کے کئی پہلو قدرے دھندلے ہوگئے ہیں حالانکہ وہ جتنا بڑا ڈراما نگار تھا اتنا ہی بڑا موسیقی اور ڈرامے کا نقاد بھی تھا۔ اس کے مضامین بھی بہت بلند درجہ رکھتے ہیں۔ شا نے ناول بھی لکھے۔ اس فن میں اس کی ذہانت کی جھلکیاں ملتی ہیں۔ سوشلزم پر اس کا پختہ ایقان تھا۔ اس نے سیاسی تحریکوں کے ساتھ گہری اور عملی دلچسپی کا اظہار بھی کیا۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......اٹلی

1926ء

گریزیاڈیلیڈا

Grazia Deledda

☆...... پیدائش 27 ستمبر 1871ء ☆......وفات 15 اگست 1936ء

گریزیاڈیلیڈا 1871ء میں سارڈینیا (اٹلی) میں پیدا ہوئیں۔ اگر چہ پرائمری میں ان کی تعلیم کا روایتی سلسلہ منقطع ہو گیا تھا۔ انہوں نے اپنا پہلا ناول 'سانگوسارڈو' لکھنا شروع کیا اور 1895ء میں جب انہوں نے زندگی کی صرف بیس بہاریں دیکھی تھیں، ان کی مشہور زمانہ کہانیوں Sardinion Tales کا مجموعہ چھپ کر مارکیٹ میں آچکا تھا۔ گریزیاڈیلیڈا 1900ء میں رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئیں تو اپنے شوہر کے ساتھ روم میں آبسیں مگر ان کی روح ہمیشہ سارڈینیا میں مقیم رہی۔ ان کے ناولوں اور کہانیوں سمیت اکثر تحریریں سارڈینیا کے ماحول میں لکھی گئی ہیں۔ ان کی تخلیقات کی زبان سادہ اور لب ولہجہ دیہات میں بسنے والے کسانوں سے مشابہ ہے اور پڑھنے والوں کو ان میں دیہاتیوں کی سادگی، ان کی حقیقی معاشرت، عمومی اخلاقیات اور رسوم ورواج کی سچی تصویر دکھائی دیتی ہے۔ گریزیا نے بے شمار کہانیاں اور تیس سے زائد ناول لکھے جن میں سے 'ایلیاز پورتولو' کو آفاقی شہرت نصیب ہوئی۔ اسی ناول پر انہیں 1926ء میں ادب کے نوبل انعام کا حق دار گردانا گیا۔ گریزیا ڈیلیڈا 1936ء میں اپنے خالق حقیقی سے جاملیں۔

☆......ادیب

☆......فرانس

1927ء

ہنری لوئی برگساں

Henri Bergson

☆...... پیدائش 18 اکتوبر 1859ء ☆......وفات 4 جنوری 1941ء

برگساں وہ فلسفی ہے جس کے فلسفے نے پوری دنیا کو متاثر کیا اور اس پر غور وفکر کے دریچے ہمیشہ کھلے رہیں گے۔ وہ 18 اکتوبر 1859ء کو پیرس (فرانس) میں پیدا ہوا۔ وہ یہودی تھا۔ اس نے فرانس کے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کی اور اسے کئی یونیورسٹیوں نے اعزازی ڈگریوں سے بھی نوازا۔ 1881ء سے 1918ء تک وہ فرانس کی اعلیٰ یونیورسٹیوں میں پروفیسر کی حیثیت سے پڑھاتا رہا۔ 1940ء میں اسے نکولس مرے بٹلر گولڈ میڈل بھی دیا گیا۔

برگساں نے اندرونی اور وجدانی تجربے کو علم کا سرچشمہ قرار دیا ہے۔ علامہ اقبال کے قارئین جانتے ہیں کہ انہیں برگساں کے نظریات سے گہری دلچسپی تھی اور علامہ اقبال نے برگساں سے پیرس میں ملاقات بھی کی تھی۔

اپنی جوانی کے زمانے میں وہ خاصا مادہ پرست تھا۔ سپنسر کا مداح تھا لیکن بعد میں اس کے ذہن میں سوالوں نے جنم لینا شروع کر دیا۔ اس نے مادی میکانیت کو رد کر دیا اور دنیا کو بتایا کہ اگر ذہن بھی مادہ ہے اور ذہنی عمل بھی ایک میکانکی نتیجہ ہے تو پھر ضمیر کی کیا حیثیت ہے؟ وجدان کیا ہوتا ہے، برگساں تمام الفاظ کو علامتیں تسلیم کرنے سے بھی انکار کرتا ہے۔

برگساں کا سب سے عظیم کام 'کریسٹیو ایوولیوشن' ہے۔ عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ اسے نوبل انعام اس کتاب کے حوالے سے دیا گیا، حالانکہ اسے یہ انعام اس کے جمالیات، حیاتیات اور فلسفے کے بارے میں نظریات وافکار پر دیا گیا۔

www.urduchannel.in

دنیا آج بھی اس کے نظریات پر غور کرتی ہے اور اس کے نظریات میں اتنی جان ہے کہ مدتوں اسے موضوع بنایا جاتا رہے گا۔ برگساں پر ہمارے ہاں کوئی مستقل تصنیف نہیں لکھی گئی لیکن برگساں وہ فلسفی ہے جس کا ہمارے ہاں تنقید وفن کے حوالے سے ہمیشہ ذکر ہوتا رہتا ہے۔ اس پر متعدد مقالے اردو میں لکھے گئے ہیں۔

☆......ادیب

☆......ڈنمارک

1928ء

سیگرڈ انڈسیٹ

Sigrid Undset

☆......پیدائش 20 مئی 1882ء ☆......وفات 10 جون 1949ء

ڈنمارک میں 20 مئی 1882ء کو پیدا ہونے والی سیگرڈ انڈسیٹ نے بعد میں ناروے کی شہریت اختیار کرلی تھی۔ اس نے اعلیٰ تعلیم حاصل نہیں کی۔ 1912ء میں اس کی شادی ہوئی۔ کچھ عرصے تک وہ سیکرٹری کی حیثیت سے کام کرتی رہی لیکن بعد میں اس نے اپنے آپ کو تخلیق وتصنیف کے لیے وقف کردیا۔ سیگرڈ انڈسیٹ کا انتقال 10 جون 1949ء کو ناروے میں ہوا۔

وہ ایک عظیم ناول نگار تھی۔ 'مادام ڈروتھیا' اور 'گنارز ڈاٹر' اس کے دو ایسے ناول ہیں جن کا ترجمہ کئی یورپی اور مشرقی زبانوں میں ہو چکا ہے۔

سیگرڈ انڈ کا طرز احساس رومانوی تھا۔ اس کے بیشتر ناولوں کا زمانہ سیکنڈے نیویا کا عہدِ وسطیٰ ہے۔ اس کے ابتدائی ناولوں کا موضوع ان جوان عورتوں کے مسائل تھے جن سے وہ مردوں کی دنیا میں دوچار ہوتی ہیں اور وہ اپنی زندگی کے معنی اور مقصد کی تلاش میں سرگرداں رہتی ہیں۔ یہ ایک آفاقی موضوع ہے جس سے دنیا کے بیشتر ملکوں کی عورت ہمیشہ سے دوچار رہی ہے۔ ان ناولوں میں اس کا گہرا نفسیاتی مشاہدہ ملتا ہے۔ اس کے بعد اس نے تاریخی ناول لکھنے شروع کردیے اور اس کے تاریخی ناولوں کے حوالے سے ہی اسے نوبل انعام کا حق دار قرار دیا گیا، تاہم ایک موضوع ایسا تھا جسے وہ کبھی فراموش نہ کرسکی، جو ہمیں اس کے طویل اور ضخیم تاریخی ناولوں میں بھی نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ وہ موضوع ہے شہوانی زندگی میں عورت کا کردار!

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......جرمنی

1929ء

تھامس مان

Thomas Mann

☆...... پیدائش 6 جون 1875ء ☆...... وفات 12 اگست 1955ء

یہ ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ 1929ء میں جب تھامس مان کو ادب کا نوبل انعام دیا گیا تو اس کی زندگی کی بہت سی عظیم تخلیقات کو ابھی بعد میں معرض وجود میں آنا تھا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کا ناول 'بڈن بروکس' جو 1901ء میں شائع ہوا، جس کے حوالے سے اسے ادب کا عظیم ترین انعام دیا گیا، اس وقت بھی ایک لافانی شہ کار تسلیم کیا گیا تھا۔ اب برسہا برس گزرنے کے بعد بھی اس کی عظمت کو سراہا جا رہا ہے اور اسے ایک عالمی کلاسیک کا درجہ حاصل ہو گیا ہے تاہم 1929ء میں جب اسے نوبل انعام دیا گیا تو اس کا سارا عظیم تخلیقی کام ابھی دنیا کے سامنے نہیں آیا تھا کیونکہ تھامس مان نے اس کے بعد بھی عظیم ناول تخلیق کیے۔ وہ 6 جون 1875ء کو جرمنی میں پیدا ہوا۔ اس نے کسی کالج سے تعلیمی سند حاصل نہیں کی اور اس نے تحریر و تصنیف کو ہی ساری عمر اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا۔ جب 12 اگست 1955ء کو اس کا انتقال ہوا تو دنیا میں اسے عظیم خلاق ناول نگار اور انسان تسلیم کیا جا چکا تھا۔

وہ ان مصنفوں میں سے ایک ہے، جنھوں نے انسانی حقوق اور جمہوریت کے لیے جدوجہد کی اور نازی ازم کے خلاف ڈٹ گیے۔ نازی جرمنی سے اسے نکلنا پڑا اور اس کی کتابیں ہٹلر کے جرمنی میں نذر آتش کی گئیں۔ دوسری جنگ عظیم کے زمانے میں اسے جرمنی چھوڑنا پڑا اور وہ امریکی شہری بن گیا۔

تھامس مان دنیا کے عظیم ترین ناول نگاروں میں سے ایک ہے۔ اس کے اہم ناول یہ ہیں: بڈن بروکس (1901ء) ڈیلتھ ان وینس (1912ء)، دی میجک مونٹین (1924ء)،

جوزف اینڈ ہز برادرن (1933ء)، ڈاکٹر فاؤسٹس (1948ء)، کنفیشنز آف فلیکس کرل کانفیڈنس مین (1950ء)

'بڈن بروکس' عظیم ناولوں میں سے ایک ہے۔ اسے کلاسیک کا درجہ حاصل ہو چکا ہے۔ یہ ناول ایک جرمن خاندان کی چار نسلوں پر محیط ہے اور ان کے زوال کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس میں نطشے کے فلسفہ کو تخلیقی سطح پر برتا گیا ہے: انسانی صحت اور ادارے کی کشمکش۔

'ڈیلتھ ان وینس' میں وہ زندگی اور فن کو اپنا موضوع بناتا ہے اور احساس جمال کی ایک نئی تعبیر پیش کرتا ہے۔ اس موضوع پر یہ ناول یکتا سمجھا جاتا ہے۔

'میجک مونٹین' میں ہمیں وہ بیمار یورپ کی جھلک دکھاتے ہوئے بیمار انسانیت کے ساتھ متعارف کراتا ہے، جسے پراسرار امراض نے گھیرے میں لے رکھا ہے۔ موسیقی، مان کا پسندیدہ موضوع ہے۔ اسے موسیقی سے بے حد شغف تھا۔ 'ڈاکٹر فاؤسٹس' جسے عہد جدید کا پیچیدہ اور اہم ترین ناول تسلیم کیا گیا ہے، اس میں تھامس مان نے موسیقی کے ساتھ اپنی محبت اور دلچسپی کا زبردست تخلیقی ثبوت پیش کیا ہے۔ یہ ناول نازی جرمنی کی تصویر کشی کرتا ہے، اپنے عہد کے جبر کو سامنے لاتا ہے جب بنیادی اور دوامی انسانی قدروں کو جھٹلایا جاتا ہے۔

'جوزف اینڈ ہز برادرن' اس کا عظیم شاہکار ہے جس میں وہ ہمیں ہزاروں برس پیچھے مصر میں لے جاتا ہے۔ حضرت یوسفؑ اس ناول کا مرکزی کردار ہیں۔ تھامس مان نازی ازم کے خلاف قلم اُٹھانے کی پاداش میں جلاوطن ہوا۔ نوبل انعام حاصل کرتے ہوئے اس نے اپنی تقریر میں کہا تھا:

''میں یہ انعام اپنے ملک اور اس کے عوام کے قدموں میں بھینٹ کرتا ہوں جنھوں نے اپنے آپ کو اپنے ملک کی روح کے لیے وقف کر دیا تھا۔''

تھامس مان بیسویں صدی کی برگزیدہ ادبی شخصیت تھا۔ عالمی ادب پر اس کے اثرات بہت گہرے ہیں۔ اس نے بعض لازوال کہانیاں بھی لکھیں۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......امریکہ

1930ء

سنکلیر لیوس

Sinclair Lewis

☆...... پیدائش 7 فروری 1885ء ☆......وفات 10 جنوری 1951ء

سنکلیر لیوس پہلا امریکی مصنف تھا جسے 1930ء میں ادب کا نوبل انعام دیا گیا۔ وہ 7 فروری 1885ء کو پیدا ہوا اور اس کا انتقال 10 جنوری 1951ء کو ہوا۔ اس نے ییل یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی تھی۔ عملی زندگی میں وہ کئی اخباروں کے ساتھ بطور رپورٹر منسلک رہا اور ایک اشاعتی ادارے میں بطور ایڈیٹر بھی کام کیا۔ اسے 1926ء میں پلٹزر پرائز دیا گیا جسے اس نے مسترد کر دیا۔

اس کے ناولوں پر ڈرامے بھی اسٹیج ہوئے اور فلمیں بھی بنائی گئیں۔ 'مین اسٹریٹ' اس کا اہم ترین ناول ہے جس میں اس نے امریکی سرمایہ داری کو بڑی سفاکی سے پیش کیا۔ اس نے ان سرمایہ دارانہ اقدار پر طنز کیا جو امریکی معاشرت اور زندگی میں جڑیں پکڑ چکی تھیں۔ سنکلیر لیوس جرات مند مصنف تھا۔ اسے نوبل انعام ملنے کا مفہوم یہ بھی ہے کہ جدید بین الاقوامی ادب کی حیثیت کو تسلیم کیا گیا کیونکہ امریکہ کے حوالے سے وہ نئی سرمایہ دارانہ معاشرتی اقدار کو سامنے لایا تھا۔ سنکلیر لیوس کا ایک ناول سید عابد علی عابد نے 'بشر ہے کیا کہیے' کے نام سے اردو ترجمہ کیا ہے۔ 'مین اسٹریٹ' کے بعد اس نے بہت کچھ لکھا لیکن اسے اگر کوئی ناول زندہ رکھ سکتا ہے تو یہی 'مین اسٹریٹ' ہے۔ اس کے باقی ناول فراموش کیے جا چکے ہیں اور امریکہ میں بھی وہ ایک ایسا مصنف بن چکا ہے جسے کم ہی یاد کیا اور پڑھا جاتا ہے!

☆......ادیب

☆......سویڈن

1931ء

ایرک ایکسل کریفیڈٹ

Erik Axel Karlfeldt

☆...... پیدائش 20 جولائی 1864ء ☆......وفات 8 اپریل 1931ء

وہ ایک شاعر تھا اور اصول پرست!

جب 1918ء میں اسے ادب کے نوبل انعام کا حق دار قرار دیا گیا تو کریفیڈٹ نے یہ اعزاز اور انعام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ نوبل انعام دینے والی سویڈش اکادمی کا ایک رکن تھا اور 1904ء سے اپنی وفات تک وہ اکادمی کے سیکریٹری کی حیثیت سے فرائض انجام دیتا رہا تھا۔ اس طرح اکادمی کے ساتھ اپنی وابستگی کی بنا پر اس نے یہ انعام وصول اور قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ چونکہ وہ واقعی ایک عظیم شاعر تھا اور دنیائے ادب کے سب سے بڑے نوبل انعام کا استحقاق بھی رکھتا تھا اس لیے اس کی موت کے بعد 1931ء میں اسے بعد از مرگ اس انعام اور اعزاز کا حق دار قرار دیا گیا۔ یوں کریفیڈٹ وہ شاعر ہے جسے پہلی بار اپنی زندگی میں انعام و اعزاز دیا گیا تو اس نے اسے قبول نہیں کیا لیکن اس کے شعری مرتبے کے پیش نظر بعد از مرگ اسے اس اعزاز و انعام کا حق دار قرار دیا گیا۔

وہ 20 جولائی 1864ء کو سویڈن میں پیدا ہوا اور اس کی وفات 8 اپریل 1931ء میں ہوئی۔ اس نے اپسالا یونیورسٹی سویڈن سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ وہ اپنی زندگی میں ایک اسکول میں بھی پڑھاتا رہا اور ایک اخبار کا ایڈیٹر بھی بن گیا۔ بعد میں رائل لائبریری اسٹاک ہوم کا لائبریرین بنا۔ اس کے بعد وہ 1904ء میں سویڈش اکادمی سے منسلک رہا اور اپنی وفات تک اکادمی کے سیکریٹری کے فرائض انجام دیتا رہا۔ اس نے اپنی شاعری میں انسانوں کی اجتماعی زندگی کو اس طرح پیش کیا کہ انسان اپنے آپ کو اپنی تمام تر اچھائیوں اور خرابیوں کے ساتھ قبول کر سکیں۔ اس کا اسلوب شاندار تھا۔ اس کی شاعری میں نغمگی تھی اور انسانوں کے لیے گہری اور سچی اپنائیت۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆...... برطانیہ

1932ء

جان گالزوردی

John Galsworthy

☆...... پیدائش 14 اگست 1867ء ☆......وفات 31 جنوری 1933ء

پیدائش 14 اگست 1867ء بمقام کنگسٹن ہلی سرے انگلینڈ۔ وفات 31 جنوری 1933ء۔ قومیت: برطانوی، تعلیم: آکسفورڈ یونیورسٹی، بیچلر آف لاء۔ خطاب سر کا دیا گیا جسے اس نے لینے سے انکار کردیا۔

گالزوردی شاعر بھی تھا، افسانہ نویس بھی اور ڈراما نگار بھی۔ اس کا ڈراما 'جسٹس' کلاسیکی درجہ حاصل کرچکا ہے اور اردو ادب میں بھی اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ گالز وردی مدتوں سے ہمارے انگریزی کے نصاب میں شامل ہے تاہم اس کا عظیم تخلیقی کارنامہ اس کا ناول 'فورسائٹ ساگا' ہے۔ یہ ایک سہ جلدی ناول ہے۔ اس سلسلے کا پہلا ناول دی مین آف پراپرٹی، 1906ء میں شائع ہوا اس میں اس نے فورسائٹ فیملی کے صاحب جائیداد بننے کی ہوس پر طنز سے آغاز کیا۔ اس سلسلے کا دوسرا ناول 'ان چانسری' 1920ء میں اور تیسرا اختتامی ناول ٹولیٹ 1921ء میں شائع ہوا اور یوں یہ ساگا مکمل ہوا۔

اس کے اہم ترین ڈرامے 'جسٹس' کے اثرات بہت گہرے اور وسیع اور مثبت ہیں۔ انصاف کے برطانوی نظام پر یہ ڈراما ایک کاری ضرب کی حیثیت رکھتا ہے اور ہر اس طرز انصاف کے خلاف ہے جس میں مجبور انسانوں کی مجبوریوں کو نظرانداز کرکے انہیں سزا دی جاتی ہے۔ یہ 1910ء میں اسٹیج ہوا۔ اسے دیکھ کر ونسٹن چرچل (جو اس وقت وزیر داخلہ تھا) اتنا متاثر ہوا کہ اس نے فی الفور جیل کے نظام کی اصلاحات کا کام شروع کردیا۔ اس اعتبار سے یہ ڈراما اور اس کا مصنف تاریخی حیثیت رکھتے ہیں۔

☆......ادیب

☆......روس

1933ء

آئیوان الیکسی وچ بنین

Ivan Alekseyevich Bunin

☆...... پیدائش 22 اکتوبر 1870ء ☆......وفات 8 نومبر 1953ء

بعض افراد اور مصنف ایسے ہیں جن کا ستارہ اور نام غربت میں چمکتا ہے۔ آئیوان بنین بھی ایسے ہی افراد میں سے ایک ہے۔ وہ 22 اکتوبر 1870ء کو روس میں پیدا ہوا۔ کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتا تھا اس لئے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور تحریر و تصنیف کو ہی اپنی مصروفیت بنایا۔ 1903ء میں اسے روس میں انقلاب سے پہلے پشکن پرائز سے نواز کر اس کی ادبی صلاحیتوں اور خدمات کا اعتراف کیا گیا تھا۔

روسی انقلاب کے بعد بنین کو روس سے نکلنا پڑا اور وہ فرانس چلا آیا۔ یہیں 8 نومبر 1953ء کو اس کا انتقال ہوا اور یہیں اسے بین الاقوامی شہرت حاصل ہوئی جس کی بنیاد پر وہ ادب کے سب سے بڑے نوبل انعام کا مستحق ٹھہرا۔ بنین کی تخلیقات میں سب سے زیادہ شہرت "دی جنٹل مین فرام سان فرانسسکو" کو حاصل ہوئی ہے۔ یہ ایک عظیم فن پارہ ہے۔ خوش قسمتی کی بات ہے کہ اردو میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس کے ایک تاریخی قسم کے ناول "باطوفاں" کا بھی اردو میں ترجمہ ہوا ہے۔ وہ کلاسیکی روسی روایات کا امین تھا۔ نثر میں اسے کمال حاصل تھا۔ وہ انسانی تکبر کے بے وقتی اور انسانی روح کی عظمت کا نقیب تھا۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......روم

1934ء

لیوگی پیرآندیلو

Luigi Pirandello

☆---- پیدائش 28 جون 1867ء ☆---- وفات 10 دسمبر 1936ء

بعض، نقاد اور عالمی ادب کے ان گنت قاری آج تک یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ پیرآندیلو بڑا ڈراما نگار تھا یا افسانہ نگار، تاہم اسے 1934ء کا نوبل انعام ایک عظیم ڈراما نگار کی حیثیت سے دیا گیا۔ اردو کے بے مثل افسانہ نگار غلام عباس لیوگی پیرآندیلو کو عظیم ڈراما نگار تو تسلیم کرتے تھے لیکن وہ زیادہ اسے عظیم ترین کہانی کار مانتے تھے۔

پیرآندیلو سسلی میں 28 جون 1867ء میں پیدا ہوا اور اس کی وفات 10 دسمبر 1936ء کو روم میں ہوئی۔ وہ اطالوی تھا۔ اس نے بون یونیورسٹی سے 1891ء میں فلسفے میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی تھی۔ اس نے کچھ سال پروفیسر کی حیثیت سے تدریس کا پیشہ بھی اپنایا۔ اس کی صلاحیتوں کا اظہار ڈرامے، افسانے کے علاوہ تنقید اور شاعری میں بھی ہوا۔

پیرآندیلو کا سب سے مشہور اور رسوا ڈراما "سکس کیریکٹرز ان سرچ آف این آتھر" (چھ کردار ایک مصنف کی تلاش میں) ہے۔ اس ڈرامے پر بہت لے دے ہوئی اور اس پر فحاشی کا بے بنیاد الزام بھی عائد کیا گیا۔ آج یہ عالمی ڈرامے میں ایک کلاسیک کا درجہ رکھتا ہے۔ ستار طاہر نے اسے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ غلام عباس اور ستار طاہر نے اس کی کچھ کہانیوں کو اردو میں منتقل کیا ہے۔ اس کے ڈرامے یا افسانوں کے تراجم کو اردو میں کتابی صورت میں ابھی تک شائع ہونا نصیب نہیں ہوا۔

لیوگی پیرآندیلو نے اٹلی میں ڈرامے کو حیات نو بخشی لیکن اس کا اصل مقام یہ ہے کہ وہ ایک جدید عالمی ڈراما نگار ہے جو صرف اٹلی تک ہی مقید نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس نے

ڈرامے میں ایسی تکنیک کاری اور موضوعات کا اضافہ کیا ہے کہ اس کا شمار بیسویں صدی کے ان عظیم ڈراما نگاروں میں ہوتا ہے جن کے بعض ڈرامے ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ اس نے عالمی ڈرامے میں نفسیاتی اور فلسفیانہ عناصر کو بھرپور انداز میں متعارف کرایا اور بے رحم اور سفاک سماجی حقیقتوں کو اپنے ڈراموں میں جرأت مندی کے ساتھ شامل کیا۔ اس نے عالمی افسانے کو بعض ایسے افسانے دیے جو ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

1935ء

ادبی نوبل انعام نہیں دیا گیا۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......امریکہ

1936ء

یوجین اونیل!

Eugene Gladstone O'Neill

☆...... پیدائش 16 اکتوبر 1888ء ☆......وفات 27 نومبر 1953ء

1936ء میں جب یوجین اونیل کو نوبل انعام دیا گیا تو وہ ایسے ڈرامے لکھ چکا تھا جنہوں نے اسے ایک عظیم ڈراما نگار کا مقام دلا دیا تھا تاہم اسے اپنا ایک عظیم ترین کھیل 'اے لانگ ڈیز جرنی ان ٹو نائٹ' ابھی لکھنا تھا۔

یوجین اونیل کو نوبل انعام دے کر یہ ثابت کیا گیا کہ امریکی ڈراما اپنی ترقی کی انتہا پر پہنچ گیا ہے اور امریکا میں ڈرامے نے جدید حساسیت کو اپنے اندر سمیٹ لیا ہے۔ وہ 16 اکتوبر 1888ء کو نیویارک میں پیدا ہوا۔ اس کی وفات 27 نومبر 1953ء کو ہوئی۔ اس نے معمولی تعلیم حاصل کی اور کسی کالج کا منہ نہ دیکھا۔ اس نے اپنی زندگی کا آغاز محنت مشقت اور کلرکی سے کیا۔ پھر کچھ جرائد اور اخباروں کا رپورٹر رہا۔ اسے کئی اعزازات سے زندگی میں نوازا گیا جن میں پلٹزر پرائز 1920ء، پلٹزر پرائز 1922ء، نیشنل انسٹیٹیوٹ آف آرٹس اور لیٹرز کا گولڈ میڈل 1923ء، پلٹزر پرائز 1928ء اور موت کے بعد 1957ء میں پلٹزر پرائز۔

یوجین اونیل پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ تنقید، سوانح اور مضامین! اس نے ایک ایسی زندگی بسر کی تھی اور ایک ایسے خاندان میں پرورش پائی تھی جو خود ایک بڑے المیے کا موضوع بنتا ہے۔ اپنی زندگی میں اس نے اپنے ڈراموں سے بے پناہ شہرت اور دولت حاصل کی۔ امریکا کا سب سے بڑا ادبی اعزاز اور انعام پلٹزر پرائز اس نے اپنی زندگی میں تین بار حاصل کیا اور موت کے بعد بھی اسے اس اعزاز و انعام کا مستحق ٹھہرایا گیا۔

یوجین اونیل کی زندگی کو سمجھنے کے لیے خود اس کے ڈرامے کا نام ہی کافی ہے جس پر

اسے اس کی موت کے بعد انعام و اعزاز کا خصوصی حق دار سمجھا گیا وہ ہے اس کا ڈراما 'ایک طویل دن کا سفر رات میں۔

یہ کھیل اس نے اپنی زندگی میں مکمل کیا اور وصیت کی کہ اسے اس کی زندگی میں نہ تو شائع کیا جائے اور نہ ہی اسے اسٹیج پر کھیلا جائے۔ یہ کھیل 1955ء میں اس کی وفات کے بعد شائع ہوا اور 57-1956ء میں اسے براڈوے اسٹیج پر پیش کیا گیا۔ یہ اس عظیم مصنف کی حیات اور اس کے درد و کرب پر مشتمل ہے جو ایک طرح سے اس کی آپ بیتی ہے۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......فرانس

1937ء

روجر مارٹن ڈوگارڈ

Roger Martin du Gard

☆...... پیدائش 23 مارچ 1881ء ☆......وفات 22 اگست 1958ء

1937ء کا نوبل انعام فرانس کے ناول نگار اور ڈراما نویس روجر مارٹن ڈوگارڈ کو دیا گیا۔ بالزاک نے ایک ناول نگار کی حیثیت سے ایک بہت بڑا منصوبہ بنایا تھا۔ اس منصوبے کے تحت اس نے ہیومن کامیڈی کے سلسلے کے ناول لکھے۔

روجر مارٹن ڈوگارڈ نے اس تجربے کو اپنے انداز میں برتا۔ اس نے ناولوں کا ایک سلسلہ مکمل کیا۔ جس کا نام Les Thibault ہے۔ یہ آٹھ ناولوں پر مشتمل ہے۔ ان ناولوں میں ڈوگار نے فنکارانہ صلاحیت اور صداقت کے ساتھ انسانی زندگی کے نفسادات اور تضادات کو اپنے عہد کی تصویر کشی کے ساتھ پیش کیا۔ ان ناولوں کا اسٹائل وہی ہے جس کی بدولت فرانس کے ناول نگاروں کو عالمی شہرت اور مقبولیت حاصل ہے۔ یہ وہ اسلوب ہے، جس میں کردار نگاری پر خاص توجہ دی جاتی ہے اور مصنف کہانی کی دلچسپی برقرار رکھتا ہوا اسے انجام تک پہنچاتا ہے۔

اس کا کمال یہ ہے کہ اس نے ایک بڑے اور سچے ناول نگار کی حیثیت سے انسانی فطرت اور اس کی نفسیات کو بھرپور اور تفصیلی مشاہدے کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس کے ناولوں کو حقیقت پسند اور نفسیاتی مطالعہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ اس کے ان ناولوں میں مصائب کو پیش کیا گیا ہے جو انسانی ہیں اور انسانی امراض کی علامت، دکھ اور درد اور موت کے حوالے سے جنم لیتے ہیں۔ اس زندگی میں انسان کو جس بدی سے دوچار ہونا پڑتا ہے، جس طرح وہ شر کا شکار ہو کر اپنے عقیدے کو مسخ کرتا یا توڑتا پھوڑتا ہے، اس کا احوال بھی موجود ہے جو ایک جدید عنصر ہے اور جس نے اس کے ناولوں کو خاص اہمیت عطا کی ہے۔ مارٹن ڈوگارڈ 23 مارچ 1881ء کو فرانس میں پیدا ہوا۔ اس کا انتقال 22 اگست 1958ء کو ہوا تھا۔

☆......ادیب

☆......امریکہ

1938ء

پرل ایس بک

Pearl Buck

☆...... پیدائش 26 جون 1892ء ☆......وفات 6 مارچ 1973ء

پرل ایس بک نے اپنی زندگی کا ایک حصہ چین میں گزارا تھا۔ اس چین میں جو ابھی عظیم اشتراکی انقلاب سے دوچار نہ ہوا تھا۔ پرل بک نے چین میں اپنے قیام کے مشاہدات سے پورا فائدہ اُٹھایا۔ وہ امریکی شہری تھی، 26 جون 1892ء میں امریکا میں پیدا ہوئی۔ اس کا انتقال 6 مارچ 1973ء کو ہوا۔ اس نے امریکا کی بعض اہم درس گاہوں سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی، دو شادیاں کیں اور 1921ء سے 1931ء تک وہ شا کنگ یونیورسٹی چین میں پڑھاتی رہی۔ اسے اپنی زندگی میں کئی انعام اور اعزاز ملے۔

پرل بک پر ایک زمانے میں بہت لکھا گیا، اس کا شہرہ بھی رہا لیکن کچھ عرصے سے اس کے کام اور نام پر دھند چھا رہی ہے۔ پرل کو اس کے جس ناول پر بہت شہرت ملی وہ 'گڈ ارتھ' ہے۔ یہ چینی کسان کی زندگی کی سچی تصویر تھی جو چینی انقلاب سے پہلے مصائب و آلام کا نشانہ بنا رہتا تھا۔ اس ناول پر ایک شاہکار فلم بھی بنی جس کی وجہ سے پرل بک اور اس کے ناول کو خاصی شہرت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد پرل بک نے جتنے ناول لکھے اس میں کوئی بھی ایسا نہیں، جسے 'گڈ ارتھ' کا ہم پلہ قرار دیا جا سکے۔ ذیل کا افسانہ بھی چینی زندگی کے حوالے سے پرل ایس بک کے گہرے مشاہدے کا ایک سچا عکس ہے۔

www.urduchannel.in

☆...... ادیب

☆......فن لینڈ

1939ء

فرانز سیلانپا

Frans Eemil Sillanpää

☆...... پیدائش 16 ستمبر 1888ء　　☆......وفات 3 جون 1964ء

فن لینڈ کے اس ناول نگار اور کہانی نویس کو 1939ء کا نوبل انعام دیا گیا۔ سیلانپا 16 ستمبر 1888ء کو فن لینڈ کے ایک قصبے میں پیدا ہوا۔ اس نے کسی کالج میں تعلیم حاصل نہیں کی۔ اسے اس کی زندگی میں کئی ایوارڈز اور اعزاز دیے گئے جن میں فنش سٹیٹ پنسن 1919ء الیکسز کیوی پرائز 1937ء کورڈلین فاؤنڈیشن پرائز 1938ء اور فرینکل فاؤنڈیشن پرائز 1938ء شامل ہیں۔ اس کے ناولوں میں یہ ناول اہم ہیں جن کے انگریزی میں بھی تراجم ہو چکے ہیں: میک ہیری نج (1930ء) دی میڈیلجا (1931ء)، پیپل ان اے سمر نائٹ (1934ء)

سیلانپا نے اپنے وطن کے عوام اور فطرت کو خاص طور پر اپنے ناولوں کا موضوع بنایا۔ انسان اور کائنات کے رشتے کو بھی اس نے پیش کیا۔ اس نے عوام اور عوام کی جدوجہد جو وہ زندہ رہنے کے لیے کرتے ہیں، اپنے ناولوں میں پیش کی۔ اس کے ہاں انسانی زندگی کے بارے میں ایک مثبت اور رجائی فلسفہ ملتا ہے۔ اگرچہ اسے دنیا میں کم پڑھا گیا ہے اور اب تو اسے تقریباً بیرونی ملکوں میں فراموش کیا جا چکا ہے، تاہم سویڈن اور فن لینڈ میں وہ اپنی زندگی میں بھی بہت مقبول تھا اور اب بھی اسے ان ممالک میں کلاسیکی مصنف کی حیثیت سے پڑھا جاتا ہے۔ اس کا انتقال 3 جون 1964ء کو ہیلسنکی (فن لینڈ) میں ہوا۔

1940ء

جنگ عظیم کے سبب نہیں دیا گیا۔

1941ء

جنگ عظیم کے سبب نہیں دیا گیا۔

1942ء

جنگ عظیم کے سبب نہیں دیا گیا۔

1943ء

جنگ عظیم کے سبب نہیں دیا گیا۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......ڈنمارک

1944ء

جوہانیز جینس

Johannes Vilhelm Jensen

☆...... پیدائش 20 جنوری 1873ء ☆......وفات 25 نومبر 1950ء

ڈنمارک کے جوہانیز جینس کو 1944ء کا ادب کا نوبل انعام دیا گیا۔ ایک بڑا خلاق شاعر، تاریخی رزمیہ نگار، مترجم اور انشا پرداز ہونے کے علاوہ ڈارون کے نظریات کا مؤید اور پرچارک بھی تھا۔ وہ 20 جنوری 1873ء کو ڈنمارک میں پیدا ہوا۔ اس نے کوپن ہیگن یونیورسٹی سے 1896ء میں ایم۔ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اس کی اہم ترین تصانیف یہ ہیں جن کا انگریزی میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ ہیمر لینڈ اسٹوریز (1910-1898) مادام ڈی اور (1904) دی وہیل (1905) دی لانگ جرنی (1908)۔

وہ بے پناہ شعری قوت متخیلہ کا مالک تھا اور جرات مند بھی۔ اس نے ایک نیا اور تازہ شعری اور نثری اسلوب تخلیق کیا۔ اپنے رزمیہ تاریخی ناولوں کی وجہ سے بھی اسے بہت شہرت ملی۔ اسے آج بہت کم پڑھا جاتا ہے۔ اس کا انتقال 25 نومبر 1950ء کو ہوا۔

☆......شاعر

☆......چلی

1945ء

گیبریلا مسٹرال

Gabriela Mistral

☆...... پیدائش 7 اپریل 1889ء ☆......وفات 10 جنوری 1957ء

1945ء میں چلی کی اس شاعرہ کو ادب کا نوبل انعام دیا گیا۔ وہ میکونا چلی میں 7 اپریل 1889ء میں پیدا ہوئی اور اس کا انتقال 10 جنوری 1957ء کو نیویارک میں ہوا۔ اس نے چلی کے اساتذہ کے ٹریننگ کالج سے تعلیم حاصل کی اور 1911ء سے 1920ء تک تعلیمی اداروں میں استاد اور منتظم کی حیثیت سے کام کیا۔ 1922ء سے 1924ء تک وزارت تعلیم میکسیکو میں بطور مشیر اس نے کام کیا۔ اس نے کچھ عرصے تک سفارت کار کی حیثیت سے بھی فرائض انجام دیے۔ اس کی زندگی میں اسے کئی انعامات واعزازات سے نوازا گیا جن میں لارل ریلتھ اینڈ گولڈ کراؤن رائٹرز سوسائٹی سانتیا گو کا 1914ء کا ایوارڈ بھی شامل ہے۔

گیبریلا مسٹرال عظیم شاعرہ تھی۔ اس نے پورے لاطینی امریکا کے عوام کی اُمنگوں اور جذبات کی تخلیقی سطح پر نمائندگی کی۔ اسے لاطینی امریکا کی آواز سمجھا جاتا تھا۔ اس کے محبوب نے خودکشی کی تو اس کی شاعری میں ایک نئی شدت اور جذباتی کیفیت پیدا ہوئی۔ گیبریلا مسٹرال کو بچوں سے بے حد محبت تھی۔ بچوں کے لیے اس نے جو نظمیں لکھیں، وہ پوری دنیا میں مقبول ہوئیں۔ اس حوالے سے آج اس کا شعری مرتبہ مستحکم ہے۔ اس نے سفارت کار اور ماہر تعلیم کی حیثیت سے بھی اہم خدمات انجام دیں۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......جرمنی

1946ء

ہرمن ہیسے

Hermann Hesse

☆...... پیدائش 2 جولائی 1877ء ☆......وفات 9 اگست 1962ء

ہرمن ہیسے بڑا لکھنے والا تھا، منفرد مصنف تھا تاہم اسے امریکیوں نے چھٹی دہائی میں اس طرح سے دوبارہ دریافت کیا کہ اس کا نام پوری دنیا میں پھیل گیا اور ہیسے ایک کریز بن گیا۔ اس کی سماجی، معاشرتی اور اقتصادی وجوہ تھیں۔ مادہ پرست سرمایہ دارانہ نظام کی پروردہ نئی نسل کے لیے ہرمن ہیسے گویا ایک مداوا بن کر سامنے آیا۔

ہرمن ہیسے 2 جولائی 1877ء کو کلا (جرمنی) میں پیدا ہوا۔ اس کا انتقال 9 اگست 1962ء کو سوئٹزرلینڈ میں ہوا۔ وہ جرمن تھا بعد میں اس نے سوئٹزرلینڈ کی شہریت اختیار کی۔ اس نے کسی کالج میں اعلیٰ تعلیم حاصل نہ کی۔ عملی زندگی میں اس نے ایک کلاک فیکٹری میں کام کیا۔ بک سیلر بھی رہا۔

اسے اپنی زندگی میں کئی اعلیٰ ادبی انعامات اور اعزازات سے نوازا گیا جن میں بائیر نیفسلڈ پرائز وی آنا (1904ء) فونٹین پرائز (1920ء) جسے اس نے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ گوئٹے پرائز فرینکفرٹ (1946ء)، راب پرائز برنو یک جرمنی (1950ء)، جرمن بک ٹریڈ پیس پرائز (1955ء) نائٹ آف دی آرڈر پورلا میرٹ جرمنی (1955ء)

اس کی کتابوں کے تراجم انگریزی میں 1960ء کے بعد ہوئے۔ ہرمن ہیسے کے کئی ناولوں بطور خاص 'سدھارتا' پر فلمیں بنائی گئیں۔ اردو میں سدھارتا کا ترجمہ آصف فرخی نے کیا۔ ہرمن ہیسے ان مصنفوں میں سے ہے جنہوں نے انسان کی متجسس اور متلاشی روح کو موضوع بنایا ہے اور وہ نئی نئی انوکھی سرزمینوں کو بھی پس منظر کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ اس کا

اسلوب بے حد شاندار تھا۔ وہ کلاسیکی انسانیت دوست مصنفوں کی روایت میں ایک عظیم اضافے کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ آج کی دنیا میں جو انتشار اور روحانی بحران ہے اس میں رہنے والے انسان کی ترجمانی کرتا ہے اور اپنے زمانے کی روح کو اپنی تخلیقات میں پیش کرتے ہوئے وہ ابدی صداقتوں کے سراغ کی نشاندہی کرتا ہے۔

۞

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......فرانس

1947ء

آندرے ژید

André Paul Guillaume Gide

☆...... پیدائش 22 نومبر 1869ء ☆......وفات 19 فروری 1951ء

1947ء میں فرانسیسی مصنف آندرے ژید کو ادب کا نوبل انعام دیا گیا۔ آندرے ژید 22 نومبر 1869ء کو فرانس میں پیدا ہوا۔ عقیدے کے اعتبار سے وہ پروٹسٹنٹ تھا۔ اس نے فرانس کے اعلیٰ تعلیمی اداروں سے تعلیم حاصل کی۔ 1895ء میں شادی کی۔ 1908ء میں اس نے فرانسیسی زبان میں ایک جریدہ نکالا جس کے بانی اور ایڈیٹر کی حیثیت سے وہ اس کے ساتھ 1941ء تک وابستہ رہا۔ اس کا پہلا ناول 'دی ام مورلسٹ' 1902ء میں شائع ہوا اور ایک متنازعہ ناول کی حیثیت سے مشہور ہوا۔ اس ناول کے حوالے سے آندرے ژید کی عالمی شہرت کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد اس کے کئی ناول اور تصانیف منظر عام پر آئیں۔

آندرے ژید پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ ان مصنفوں میں سے ایک ہے جو ہمیشہ موضوع بحث رہے ہیں۔ اس کی تصانیف کی تعداد 50 سے زائد ہے جن میں ناول، ڈرامے، نظمیں، ترجمے، تنقید اور سفرنامے شامل ہیں۔ اس کی اہم ترین تصانیف میں اس کے 'جرنلز' کو بڑا مقام حاصل ہے۔ اسے نوبل انعام اس کی ایک کتاب پر نہیں بلکہ اس کی مجموعی تخلیقات پر دیا گیا۔ اس کی تحریروں میں ایجاز و اختصار اور ایمائیت ہے۔ اس نے انسانی زندگی اور انسان کے مسائل کو بڑی جرأت مندی اور صداقت اور گہری نفسیاتی بصیرت کے ساتھ اپنی تخلیقات میں پیش کیا ہے۔ فرانسیسی ادب اور بیسویں صدی کے ادب پر آندرے ژید کے گہرے اثرات واضح ہیں۔ وہ اس اعتبار سے بھی اہمیت رکھتا ہے کہ اس نے سماجی اور اخلاقی قدامت پسندی کے خلاف آواز اُٹھائی۔ وہ ذاتی دیانت داری اور فرد کی اہمیت پر بہت اصرار کرتا تھا۔

آندرے ژید کا انتقال 19 فروری 1951ء میں ہوا۔

☆......شاعر

☆......امریکہ

1948ء

ٹی ایس ایلیٹ

Thomas Stearns Eliot

☆...... پیدائش 26 ستمبر 1885ء ☆......وفات 4 جنوری 1965ء

انگریزی شاعر، ڈراما نگار اور نقاد ٹی ایس ایلیٹ کو 1948ء میں ادب کا نوبل انعام دیا گیا۔ وہ 26 ستمبر 1885ء کو پیدا ہوا اور اس کا انتقال 4 جنوری 1965ء کو ہوا۔ شہریت کے لحاظ سے وہ امریکی تھا۔ اس نے ہاورڈ یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ پھر برطانیہ چلا گیا جہاں اس نے ساری عمر بتادی۔ اسے نوبل کے علاوہ کئی دیگر انعامات و اعزازات سے بھی نوازا گیا: آرڈر آف میرٹ 1948ء، فرنچ لیجن آف آنر 1948ء، گوئٹے پرائز 1954ء، ڈانٹے میڈل 1959ء، جرمن آرڈر آف میرٹ 1959ء، یونائیٹڈ سٹیٹس میڈل آف فریڈم 1964ء

ٹی ایس ایلیٹ کی تصانیف میں ویسٹ لینڈ، ایش ویڈنس ڈے، مرڈران دی کیتھڈرل (ڈراما)، فور کوارٹٹس اور کاک ٹیل پارٹی (ڈراما) وغیرہ شامل ہیں۔

تنقید پر بھی اس کی کئی کتابیں موجود ہیں۔ اس کی شاعری اور تنقید نے بیسویں صدی کے ادب پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ ویسٹ لینڈ کا شمار بیسویں صدی کی عظیم نظم کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ جدید شاعری میں ٹی ایس ایلیٹ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ وہ ساری عمر انفرادیت پسندی کا قائل رہا۔ اس نے شاعری کو نئی جہات سے آشنا کیا۔ اس کی ابتدائی دور کی شاعری میں ایک خاص طرح کی قنوطیت ملتی ہے لیکن بعد کے دور میں اس نے مذہب کو اہمیت دی اور کلچر، سیاست اور مذہب کے حوالے سے انسانی رشتوں کی تفہیم کی۔ ایک نقاد کی حیثیت سے بھی عالمی ادب پر اس کے اثرات واضح ہیں۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......امریکہ

1949ء

ولیم فاکنر

William Faulkner

☆......پیدائش 25 ستمبر 1897ء ☆......وفات 6 جولائی 1962ء

1949ء میں جب ولیم فاکنر کو ادب کا نوبل انعام دیا گیا تو اس وقت اس کی بیشتر تصانیف آؤٹ آف پرنٹ تھیں۔ اس کے باوجود وہ سنجیدہ طبقے میں بہت پسند کیا جاتا تھا اور سارتر تک اس کے مداح تھے۔ وہ نیو البنی (جنوبی امریکا) میں 25 ستمبر 1897ء کو پیدا ہوا۔ اس نے کسی کالج سے کوئی ڈگری حاصل نہیں کی۔ اپنی عملی زندگی میں نیشنل بک اسٹور میں کلرکی کرتا رہا۔ رائل فورس میں بھی رہا۔ پوسٹ ماسٹر کی حیثیت سے بھی کام کیا۔ پاور کمپنی میں بھی ملازمت کی۔ اس نے نوبل انعام کے علاوہ دیگر بے شمار اعزازات وانعامات بھی حاصل کیے۔

فاکنر ایک صاحب طرز اور منفرد ناول نگار تھا۔ اس نے کہانیاں اور ڈرامے بھی لکھے۔ امریکا میں جنوب اور شمال میں جو اختلافات رہے اور جو حبشیوں اور امریکی خانہ جنگی کے حوالے سے امریکی تاریخ میں بہت اہمیت رکھتے ہیں، فاکنر نے ان اختلافات کو مخصوص انداز میں اپنے فکشن میں پیش کیا۔ وہ ایک بے رحم لکھاری تھا۔

امریکا میں جدید ناول کے بانیوں میں ایک فاکنر ہے۔ اس کے ہاں جو نفسیاتی بصیرت ملتی ہے، اس کی مثال بیسویں صدی کا ناول پیش کرنے سے قاصر ہے۔ گستاف ہیلسٹروم نے اس کے بارے میں کہا تھا کہ انسانی نفسیات کی گہرائی تک جانے میں، امریکا اور یورپ کا کوئی ناول نگار فاکنر کے ہم پلہ نہیں۔ وہ سب سے عظیم ہے۔

فاکنر کا انتقال 6 جولائی 1962ء کو ہوا۔ اس کے کئی ناولوں پر فلمیں بھی بنیں۔

☆......ادیب

☆......برطانیہ

1950ء

برٹرینڈ رسل

Earl (Bertrand Arthur William) Russell

☆......پیدائش 18 مئی 1872ء ☆......وفات 2 فروری 1970ء

بیسویں صدی کی ایک اہم مگر متنازعہ شخصیت، لارڈ برٹرینڈ رسل ہے جسے 1950ء میں ادب کا نوبل انعام دیا گیا۔ رسل ایک طبیعیات دان، فلسفی، افسانہ نگار، سماجی اور سیاسی شخصیت کی حیثیت سے بیسویں صدی پر چھایا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کی بے باکی اور جرأت مندی نے اسے قید و بند سے بھی دوچار کیا لیکن اس نے سیاسی امور میں اپنی آواز بلند رکھی اور جدوجہد کو آخری عمر تک جاری رکھا۔ وہ 18 مئی 1872ء میں ویلز (برطانیہ) میں پیدا ہوا۔ وہ انگلستان کے طبقہ اشرافیہ سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ لارڈ تھا، مذہباً لاادریت کا قائل۔ اس نے کیمبرج یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ وہ کیمبرج یونیورسٹی میں پڑھاتا بھی رہا۔ اس کے علاوہ نیشنل یونیورسٹی آف پیکنگ چین، یونیورسٹی آف کیلی فورنیا اور کئی دوسرے اعلیٰ تعلیمی اداروں سے بطور پروفیسر منسلک رہا۔

برٹرینڈ رسل نے عالمی سیاسی صورت حال کے حوالے سے بھی ترقی پسند جدوجہد میں حصہ لیا اور ایک اہم شخصیت کی حیثیت سے سامنے آیا۔ ویت نام کے جنگی جرائم اور امریکی سامراج کے خلاف اس نے موثر آواز اُٹھائی۔ پیرانہ سالی کے باوجود وہ اپنی عمر کے آخری ایام تک جدوجہد میں شریک رہا اور نوجوانوں کے محبوب رہنما کی حیثیت سے عالمگیر شہرت حاصل کی۔ رسل نے انسانیت کی سربلندی اور آزادی کے لیے اپنے آپ کو وقف کر رکھا تھا۔ اس کی تحریریں بھی انہی اہم پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہیں۔ بطور ریاضی دان بھی پوری دنیا پر اس کے اثرات موجود ہیں۔ فلسفی اور اس نے مورخ کی حیثیت سے بھی اس کا مقام بہت بلند ہے۔

www.urduchannel.in

سیاست اور تعلیم کے شعبوں میں بھی رسل بے حد نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ وہ بہت جری انسان تھا۔ اپنی تحریروں میں بھی اس نے صداقت کو سربلند کیا۔ اس کی آواز توانا تھی اور ساری دنیا میں سنی جاتی تھی۔ رسل کے نزدیک تین اہم مقاصد تھے جس کے لیے ساری عمر جدوجہد کی: محبت، علم کی تلاش اور مصیبت زدہ انسانیت کے لیے ہمدردی۔

☆......ادیب

☆......سویڈن

1951ء

فے بیان لیگر کیوسٹ

Pär Fabian Lagerkvist

☆......پیدائش 23 مئی 1891ء ☆......وفات 11 جولائی 1974ء

1951ء کے ادب کا نوبل انعام سویڈن کے ناول نویس اور ڈراما نگار لیگر کیوسٹ کو دیا گیا۔ وہ 23 مئی 1891ء کو واکسجو (سویڈن) میں پیدا ہوا تھا۔ اس کے والدین پروٹسٹنٹ عقیدے کے عیسائی تھے لیکن لیگر کیوسٹ ملحد تھا۔ اس نے ابتدائی اور معمولی تعلیم حاصل کی، کسی کالج سے کوئی ڈگری حاصل نہ کر سکا۔ اس نے اپنی زندگی میں دو شادیاں کیں اور اپنی ساری زندگی میں اس نے تصنیف و تخلیق کے سوا کوئی دوسرا کام نہ کیا۔ نوبل انعام و اعزاز کے علاوہ اسے زندگی میں کئی دوسرے انعامات و اعزازات بھی ملے۔ لیگر کیوسٹ کا انتقال 11 جولائی 1974ء کو اسٹاک ہوم سویڈن میں ہوا۔

جب اس کا انتقال ہوا تو وہ عالمگیر شہرت حاصل کر چکا تھا۔ ایک بڑے ناول نگار اور مصنف کی حیثیت سے اسے یہ خصوصیت حاصل تھی کہ اس کا ذہن آزاد تھا۔ اس کی تحریروں میں بغاوت ملتی ہے۔ وہ رسمی مذہب و رواج کے خلاف ہے۔ پھر وہ ایسے موضوعات کو پیش کرنے لگا جن میں قنوطیت تھی۔ وہ انسان کی بقا کو بہت اہمیت دینے لگا۔ اس کے علاوہ وہ انسان کو اس کائنات میں یکا و تنہا اور تنہائی کا شکار سمجھتا رہا۔ وہ محبت اور امید کو بھی بے ثمر سمجھتا تھا لیکن بعد میں اس کے ہاں اعتدال پیدا ہوا۔ اس دور میں اس نے ایسے کردار تخلیق کیے جو بے ایقان تھے۔ یوں تو لیگر کیوسٹ نے کئی شاہکار ناول اور ڈرامے لکھے لیکن ''دی برابا'' لیگر کیوسٹ کا معرکہ آرا ناول ہے۔ اس پر ایک زبردست فلم بھی بنی تھی جس میں انتھونی کوئین نے لازوال پرفارمانس دی تھی۔

www.urduchannel.in

''براہا'' ایک ایسا کردار ہے جو انجیل مقدس اور حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کے حوالے سے ایک علامت بن چکا ہے۔ یہ وہ ڈاکو اور قاتل ہے، جس کی رہائی کاہنوں کی وجہ سے ہوتی ہے کہ اس کی جگہ مسیح کو مصلوب کر دیا جائے۔

براہا...... انسان کی تلاش کی کہانی ہے۔ رہائی پانے کے بعد براہا اس آدمی کے بارے میں جاننا چاہتا ہے جس کو اس کی جگہ مصلوب کیا گیا۔ یوں وہ دراصل اپنی تلاش میں نکل کھڑا ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا عظیم ناول ہے جو لیگر کیوسٹ کو زندہ رکھنے کیلئے کافی ہے۔

✡

☆......ادیب

☆......فرانس

1952ء

فرانسو ماریئس

François Mauriac

☆...... پیدائش 11 اکتوبر 1885ء ☆......وفات یکم ستمبر 1970ء

فرانس کے مصنف فرانسو ماریئس کو 1952ء کا نوبل انعام برائے ادب دیا گیا۔ وہ 11 اکتوبر 1885ء کو پیدا ہوا۔ اس کا انتقال یکم ستمبر 1970ء کو پیرس میں ہوا۔ ماریئس نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور وہ عقیدے کے اعتبار سے کیتھولک تھا۔ اسے 1926ء میں فرانسیسی اکیڈمی کا گرینڈ پرکس رومن ایوارڈ دیا گیا۔ ماریئس نے اپنی زندگی تخلیق و تصنیف کیلئے وقف کر دی تھی۔ وہ ایک ہمہ وقتی مصنف تھا۔

ماریئس پر خاصا لکھا گیا ہے جس میں جینکو سیسل کی کتاب ''ماریئس'' جو 1965ء میں لنڈن سے شائع ہوئی ایک اہم کتاب ہے۔ وہ ایک بڑا ناول نگار تھا جو اپنے ناولوں میں زندگی کے ڈرامے کو پوری ڈرامائی شدت اور روحانی بصیرت کے ساتھ پیش کرتا تھا۔ اگرچہ اس کی شہرت کی بڑی وجہ اس کے ناول ہیں، تاہم وہ ایک صحافی، ڈراما نگار اور شاعر بھی تھا۔ اس کے ناولوں میں خیر وشر اور جسم اور روح کی کشمکش پوری ڈرامائی شدت سے ملتی ہے۔ اس کی مذہبی تربیت کے اثرات اس پر ساری عمر موجود رہے اور اس کے ہاں جو روحانی اور مذہبی پہلو ناولوں میں پایا جاتا ہے، اس میں اس کی اپنی زندگی کی روداد اور تجربات بھی شامل ہیں۔ اسے اس حوالے سے بھی شناخت ملی کہ وہ ایک کیتھولک ناول نگار تھا۔ ناولوں کے علاوہ اس نے اپنی شاعری کے چار اور کہانیوں کے دو مجموعے اور چار ڈرامے بھی شائع کئے۔ ماریئس ایک نقاد بھی تھا۔ اس کے تنقیدی مضامین کے مجموعے بھی شائع ہوئے۔ ماریئس کی تحریروں کا اہم پہلو اس کی سوانح نگاری ہے۔ ڈی گال پر اس کی سوانح عمری 1964ء میں شائع ہوئی۔ فرانسیسی المیہ نگار راسین کی سوانح عمری کو بھی خاص شہرت نصیب ہوئی۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆...... برطانیہ

1953ء

سرونسٹن چرچل

Sir Winston Leonard Spencer Churchill

☆---- پیدائش 30 نومبر 1874ء ☆---- وفات 24 جنوری 1965ء

30 نومبر 1874ء کو پیدا ہونے والے چرچل نے ایک بھرپور زندگی بسر کی اور عالمی مدبروں میں ان کا شمار ہوا۔ سیاست، ادب، سوانح، فوجی زندگی، مصوری اور اعلیٰ سرکاری عہدے، وزارت عظمیٰ، چرچل کو اس کی زندگی ہی میں ایک لیجنڈ کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ 24 جنوری 1965ء کو جب چرچل کا انتقال ہوا تو وہ بقائے دوام کے دربار کا ایک فرد بن چکے تھے۔

چرچل انگلستان کی اشرافیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے خاندان کی تاریخ بہت شاندار تھی۔ اس خاندان نے بڑے بڑے لوگوں کو جنم دیا تھا۔ چرچل نے رائل ملٹری کالج سے تعلیم حاصل کی۔ فوج میں ملازمت کی۔ بلوچستان میں ان کی تقرری رہی۔ فوج میں کئی اہم عہدوں پر فائز رہے اور پھر 1898ء سے 1955ء تک کئی اہم عہدوں پر متمکن ہوئے۔ دوبار وہ برطانیہ کے وزیراعظم بھی رہے۔

چرچل کو ادب کا نوبل انعام ان وجوہ کی بنا پر دیا گیا: تاریخ اور سوانح عمری میں کمال، اور انسانی اقدار کی حمایت کرتی ہوئی زبردست نثر۔

چرچل ایک قومی ہیرو، ایک سیاست دان اور ایک بین الاقوامی شخصیت تھے۔ اپنی ان حیثیتوں سے بھی انہیں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ دوسری جنگ عظیم میں برطانیہ کے وزیراعظم کی حیثیت سے ان کی مدبرانہ رہنمائی نے انہیں تاریخ عالم میں ایک مستقل جگہ دلوادی ہے۔ اپنی بے پناہ مصروفیت کے باوجود چرچل نے اپنی تخلیقی صلاحیتوں کا بھی بھرپور اظہار کیا۔ وہ ایک اچھے مصور بھی تھے، لیکن ایک مورخ اور ایک سوانح نگار کی حیثیت سے انہوں نے جو کتابیں لکھیں، وہ انسانی تاریخ کا ایک ناقابل فراموش حصہ بن گئی ہیں۔

☆......ادیب

☆......امریکا

1954ء

ارنسٹ ہیمنگ وے

Ernest Miller Hemingway

☆...... پیدائش 12 جولائی 1899ء ☆......وفات 2 جولائی 1961ء

1988ء میں ایک امریکی نقاد نے لکھا: ادب میں بھی ہیمنگوے کی کوئی جگہ نہیں لے سکا اور جیسا آدمی تھا، ویسا آدمی تو شاید ہی کوئی سامنے آسکے۔ ارنسٹ ہیمنگوے نے ایک بھرپور زندگی گزاری۔ فوج میں رہا۔ شکاری کی حیثیت سے خطرناک مہموں میں شامل رہا۔ کئی بار جان لیوا حادثوں کا شکار ہوا لیکن اتنا سخت جان تھا کہ بچ نکلا۔ بل فائٹنگ کی۔ خطروں سے کھیلنا اس کا معمول تھا۔ اسپین کی خانہ جنگی میں باقاعدہ حصہ لیا۔

وہ 12 جولائی 1899ء کو امریکا میں پیدا ہوا۔ اس نے زیادہ تعلیم حاصل نہیں کی۔ قدرت نے اسے بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا اور ہیمنگوے نے اس سے بھرپور فائدہ اُٹھایا۔ وہ عملی زندگی میں کنساس سٹی اسٹار کا رپورٹر رہا۔ 1918ء میں وہ امریکن ریڈ کراس ایمبولینس کے ڈرائیور کی حیثیت سے اٹلی میں تھا۔ ٹورانٹو ویکلی اسٹار سے وابستہ رہا۔ اسپین میں نارتھ امریکن نیوز پیپر الائنس کا اس زمانے میں کارسپانڈنٹ رہا جب خانہ جنگی ہورہی تھی۔ 1952ء میں اسے ادب کا پلٹزر پرائز دیا گیا۔

ارنسٹ ہیمنگوے نے 2 جولائی 1961ء کو خود کو گولی مار کر خودکشی کرلی تھی۔ وہ کہانی کار بھی تھا مگر اپنی زندگی میں خطرات سے کھیلنے والے مہم جو اور نڈر انسان کی حیثیت سے شہرت رکھتا تھا۔ اس کی کئی کہانیوں اور ناولوں پر فلمیں بنیں جن میں ''سنوز آف کلیمن جارو'' ''دی سن آلسو رائزز'' ''فار ہوم دی بیل ٹال'' ''اے فیرویل ٹو آرمز' اور 'اولڈ مین اینڈ دی سی' بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

www.urduchannel.in

ہیمنگوے کا ابتدائی کام خاصا سفا کانہ اور قنوطیت سے بھرپور ہے تاہم وہ زندگی کی بنیادی حقیقتوں کا شعور رکھتا ہے۔ اس کے کردار ہیرو کے عناصر رکھتے ہیں، مہم جو اور خطرات سے نبرد آزما ہونے کا مردانہ حوصلہ رکھنے والے۔ اس کے ناول ہمیں بتاتے ہیں کہ وہ اس انسان کا تصور شاندار انداز میں پیش کرتا ہے جو انفرادی طور پر ایک ایسی دنیا میں اچھائی کے لیے لڑتا ہے، جس پر تشدد اور موت کے سائے ہیں۔ وہ ایک صاحب طرز لکھنے والا تھا۔ اس کا اسلوب منفرد اور ماڈرن ہے۔ بیانیہ میں اس نے جدت پیدا کی: کفایت لفظی اور بھرپور معنی! اس کے اثرات امریکی ادب پر بہت گہرے ہیں۔

☆......ادیب

☆......آئس لینڈ

1955ء

ہالڈور لیکس نس

Halldór Kiljan Laxness

☆...... پیدائش 23 اپریل 1902ء ☆......وفات 8 فروری 1998ء

ہالڈور لیک سنس کا تعلق آئس لینڈ سے تھا۔ اس چھوٹے سے ملک نے یہ عظیم لکھنے والا پیدا کیا۔ وہ 23 اپریل 1902ء کو ریک جویک میں پیدا ہوا۔ اس نے کسی کالج یا اعلیٰ تعلیمی ادارے سے تعلیم حاصل نہیں کی۔ ہالڈور لیکسنس نے ساری عمر تصنیف وتحریر میں گزاری۔ اسے 1943ء میں سٹالین پرائز 1969ء میں سونگ پرائز اور 1955ء میں ادب کا نوبل انعام دیا گیا۔

ہالڈور لیکسنس کی تصانیف کو سمجھنے کے لیے اس کی زندگی اور اس کے عقائد کو کسی حد تک جاننا ضروری ہے۔ پیدائشی لحاظ سے وہ عیسائی تھا۔ جوانی میں اس نے کیتھولک عقیدے کو اپنایا۔ اس کے بعد اس کی ساری عمر طبقاتی جدوجہد میں گزری اور اس نے مذہب کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق برقرار نہ رکھا۔

اس کا شمار بیسویں صدی کے اہم ترین مصنفوں میں ہوتا ہے۔ وہ آئس لینڈ کا ترجمان تھا۔ رزمیہ لکھنے میں اسے خاص ملکہ حاصل تھا۔ اس نے آئس لینڈ کے عظیم بیانیہ اسلوب میں اضافہ کیا۔ اس کی تمام اہم تصانیف اس کے اپنے وطن آئس لینڈ کے موضوعات سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس نے اپنے عہد کے سیاسی سماجی مسائل کو دریافت کیا۔ اس کی تصانیف میں اس کے اپنے قوی اور پر جوش جذبات بھی شامل ہیں۔ اپنے وطن کے ساتھ اس نے اپنی محبت کا بھرپور انداز میں اظہار کیا ہے۔ اپنے وطن کو سنوارنے میں اس کا بڑا ہاتھ ہے۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......اسپین

1956ء

جوآن ریمون جمینیز

Juan Ramón Jiménez

☆...... پیدائش 24 دسمبر 1881ء ☆......وفات 29 مئی 1958ء

جوآن ریمون جمینیز نے ساری عمر تحریر و تصنیف کو اپنائے رکھا اور دوسرا کوئی کام نہیں کیا حالانکہ اسپین کی اعلیٰ درس گاہ سے تعلیم یافتہ تھا۔ اس کی پیدائش 24 دسمبر 1881ء کو موگیور سپین میں ہوئی اور 29 مئی 1958ء کو پورٹو ریکو میں اس کا انتقال ہوا۔

جمینیز ایک عہد ساز آفریں شاعر تھا۔ اس کی شاعری نے اس کے بعد کی نسل کو بے حد متاثر کیا اور ہسپانوی شاعروں البرٹی سانتیاس لورکا اور منسترال پر اس کے اثرات بہت نمایاں اور گہرے دکھائی دیتے ہیں۔

جمینیز ڈاریو، بیقر اور دوسرے جدید شعراء سے متاثر تھا۔ وہ فرانسیسی علامت نگاروں سے بھی متاثر دکھائی دیتا ہے۔ لیکن اس نے اپنے لیے نئی راہ نکالی۔ اس نے نیا اسلوب ایجاد کیا جس میں مابعد الطبیعیاتی، تجریدی اور خالص لیریکل اور روحانی عناصر کی آمیزش کی۔ اس نے اپنی شاعری کے حوالے سے ہسپانوی زبان کی نئی وسعتوں کی نشاندہی کی۔ اس کی شاعری فنکارانہ اسلوب اور روحانیت کی معراج ہے۔

☆......ادیب

☆......الجزائر

1957ء

البرٹ کامیو

Albert Camus

☆...... پیدائش 7 نومبر 1913ء ☆......وفات 4 جنوری 1960ء

جدید عالمی ادب پر کامیو کے اثرات بہت واضح ہیں۔ ہمارے اردو ادب پر بھی اس کے اثرات کی واضح نشاندہی ہوتی ہے۔ کامیو اردو ادب میں ایک جانا پہچانا حوالہ ہے۔ اس کے کئی اہم کام اردو میں منتقل ہو چکے ہیں، جس میں اس کے دو ناول اجنبی (بشیر چشتی) زوال (محمد عمر میمن) اور سی فس (انیس ناگی) بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ آلبیر کامیو پر اردو میں خاصا کچھ لکھا گیا ہے۔

کامیو 7 نومبر 1913ء کو الجزائر میں پیدا ہوا جو اس وقت فرانس کی کالونی تھی۔ عقیدے کے اعتبار سے کامیو اپنے آپ کو 'ملحد انسان دوست' کہتا تھا۔ اس نے الجزائر یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ جون 1936ء میں پہلی شادی کی جو طلاق پر ختم ہوئی۔ اس کی دوسری شادی 1940ء میں ہوئی۔

4 جنوری 1960ء کو وہ کار کے ایک حادثے میں ہلاک ہو گیا۔ اس کی موت اس کے وجودی نظریات کے عین مطابق تھی۔ اس کی جیب میں ریل گاڑی کا ٹکٹ تھا، لیکن عین وقت پر ریل کا سفر ترک کر کے وہ کار میں روانہ ہوا اور حادثاتی موت مارا گیا۔

کامیو کا زندگی میں تھیٹر سے بھی مختلف حیثیتوں سے رابطہ رہا۔ اداکار، مصنف اور پروڈیوسر کی حیثیت سے وہ 1935ء سے 1938ء تک اسٹیج سے منسلک رہا۔

صحافی کی حیثیت سے اس کا الجزائر کے ایک اخبار کے ساتھ 1938ء سے 1940ء تک وابستہ رہا۔ پھر ایک اسکول میں مدرس رہا۔ اس کے بعد فری لانس کی حیثیت سے کئی برس

www.urduchannel.in

کام کیا۔ فرانس پر ہٹلر کے قبضے کے زمانے اس نے مزاحمتی تحریریں لکھیں اور 'کمبا' لئے جریدے کا مدیر رہا۔

فرانس کی آزادی کی تحریک میں اس نے نمایاں حصہ لیا اور 1946ء میں اسے میڈل آف دی ہریشن فرانسیسی حکومت نے دیا۔ 1947ء میں اسے پرکس ڈی کرٹیکس ایوارڈ ملا۔ 1947ء میں اسے لیجن آف آنر کا اعزاز دیا گیا جسے اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ 1957ء میں اسے ادب کا نوبل انعام دیا گیا۔

کامیو اور سارتر کی قلمی جنگ بھی ایک اہم ادبی واقعہ ہے۔ ایک زمانے میں وہ ایک دوسرے کے بہت قریب تھے لیکن بعد میں ادبی اختلافات نے جنم لیا جن کی بازگشت پوری ادبی دنیا میں سنی گئی۔ کامیو کی موت پر سب سے اچھا تعزیتی بیان سارتر نے دیا اور اس کی ادبی عظمت کو خراج تحسین پیش کیا۔

کامیو نے اپنی تصانیف کے ذریعے عہد حاضر کے انسان کے ضمیر کے مسائل کو پیش کیا۔ وہ ایک نظریے کا مالک تھا جس کی ترویج اس نے اپنی تصانیف سے کی۔ اس نے اپنی نسل کے لئے اخلاقی ماحول کو پیش کیا: جنگ سے نبرد آزما نسل کا اخلاقی بحران!

کامیو کے ہاں مایوسی ہے لیکن یہ مایوسی مکمل نفی...... (نہلزم) سے ماورا ہے۔ وہ انسانی وجود کا ایک جواز بھی پیش کرتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کے ہاں مسرت کے حصول کے امکانات بھی ملتے ہیں۔

☆...... ادیب

☆...... روس

1958ء

بورس پاسٹرناک

Boris Leonidovich Pasternak

☆...... پیدائش 10 فروری 1890ء ☆...... وفات 30 مئی 1960ء

1958ء میں جب روسی مصنف بورس پاسٹرناک کو ادب کا نوبل انعام دیا گیا تو پوری دنیا میں یہ انعام ایک مسئلہ بن کر سامنے آیا۔ اس کے ناول 'ڈاکٹر ژواگو' پر جہاں بے حد لے دے ہوئی وہاں اسے بے حد سراہا بھی گیا۔ ایک موثر حلقے کی طرف سے اسے ایک سیاسی انعام قرار دیا گیا۔ دنیا بھر کی زبانوں میں اس کے ناول کے تراجم ہوئے۔ عالمی تنظیموں اور عالمی ادیبوں نے روس کے رویے کے خلاف احتجاج کیا۔ اس ناول پر ایک زبردست فلم بنی جس میں عمر شریف نے مرکزی کردار ادا کیا۔ رابرٹ بولٹ نے اس کا منظر نامہ لکھ کر شہرت حاصل کی۔ فلم کی تاریخ میں یہ فلم ہمیشہ یادگار رہے گی۔

صورت حال ایسی ہوگئی کہ بورس پاسٹرناک کو اپنا انعام حاصل کرنے کے لیے سوئٹزرلینڈ آنا مشکل ہوگیا۔ اس کی طرف سے بھی کئی متضاد بیانات آئے تاہم وہ اپنا انعام لینے نہ آسکا۔ اس نے انعام لینے سے انکار کر دیا جس کی وجہ روسی حکومت کا جبر تھا۔ 'ڈاکٹر ژواگو' کو ایک بڑے امتحان سے گزرنا پڑا۔ روس اور مشرقی یورپ میں لوگوں نے اسے خفیہ ایڈیشنوں کے ذریعے پڑھا لیکن اب صورت حال بدل چکی ہے۔ بورس پاسٹرناک کا مقام نہ صرف روس میں بحال کر دیا گیا ہے بلکہ روسی زبان میں بھی 'ڈاکٹر ژواگو' شائع ہو چکا ہے۔

بورس پاسٹرناک 10 فروری 1890ء کو ماسکو (روس) میں پیدا ہوا۔ اس نے ماسکو یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ تعلیم کے بعد وہ ماسکو میں بطور ٹیوٹر پڑھاتا رہا۔ کچھ عرصہ

www.urduchannel.in

کلرکی کی۔ پاسٹرناک بہت بڑا روسی شاعر تھا جس کی عظمت کا اعتراف روس میں بہت پہلے کیا جا چکا تھا۔ اس نے عالمی ادب کے بعض فن پاروں کا روسی زبان میں منظوم ترجمہ کیا تھا۔ اس کی شاعری کے کئی مجموعے روسی، انگریزی، فرانسیسی اور دوسری زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔

ناول 'ڈاکٹر ژواگو' میں اس نے انقلاب روس کے بعد ابتری اور انسانی اقدار کی بے حرمتی کو پیش کیا تھا۔ یہ ناول روس میں شائع نہ ہو سکا اور اس کا مسروقہ ایڈیشن بیرون روس پہنچا۔ اس کا انگریزی میں ترجمہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی پاسٹرناک پر روسی حکومت کا دباؤ شروع ہو گیا اور سیاسی معتوب ٹھہرا۔

'ڈاکٹر ژواگو' کی مغرب میں اشاعت ایک ہنگامے کا باعث بنی۔ بورس پاسٹرناک کے حوالے سے انسانی حقوق کے مسائل اٹھ کھڑے ہوئے۔ بورس پاسٹرناک پر تحریروں کتابوں اور بیانات کے انبار لگ گئے۔

نوبل انعام کمیٹی نے اسے نوبل انعام کا حقدار اس کی عظیم شاعری اور روسی رزمیے کی روایت کو زندہ رکھنے کی وجہ سے قرار دیا تھا، تاہم نوبل انعام کمیٹی کے مستقل سیکرٹری اینڈریس اوسٹرلنگ کے بیان نے، ڈاکٹر ژواگو کو نمایاں کیا۔ اس نے یہاں تک کہا کہ 'ڈاکٹر ژواگو' ٹالسٹائی کے شاہکار 'جنگ اور امن' کا ہم پلہ ہے۔ ظاہر ہے کہ وقت نے یہ ثابت کر دیا ہے ڈاکٹر ژواگو بھلے کتنا ہی بڑا ناول کیوں نہ ہو، اسے جنگ اور امن کا ہم پلہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

☆......ادیب

☆......اٹلی

1959ء

سلواٹور قاسیمڈو

Salvatore Quasimodo

☆...... پیدائش 20 اگست 1901ء ☆......وفات 14 جون 1968ء

1959ء کا نوبل انعام سلواٹور قاسیمڈو، اٹلی کے شاعر اور مترجم کو دیا گیا۔ قاسیمڈو خداداد صلاحیتوں کا مالک تھا۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ اعلیٰ تعلیم حاصل نہ کر سکا۔ کچھ عرصہ تک اٹلی کی وزارت پبلک ورکس، میں ملازم رہا۔ 1938ء سے 1940ء تک وہ 'ال ٹیمپو' کا مدیر رہا۔ 1938ء سے 1940ء تک وہ ویروی کنزرویٹری آف میوزک میلان سے منسلک رہا۔ اس کے بعد اس نے 1941ء سے 1964ء تک پروفیسر کی حیثیت سے فرائض انجام دیے۔ اسے 1953ء اور 1958ء میں اٹلی کے اعلیٰ شعری اعزازات سے نوازا گیا۔ وہ 20 اگست 1901ء کو سسلی میں پیدا ہوا اور اس کا انتقال 14 جون 1968ء کو نیپلز (اٹلی) میں ہوا۔

سلواٹور قاسیمڈو نے بعض یادگار سمنفیاں بھی لکھیں۔ وہ ایک بڑے شاعر کی حیثیت سے نوبل انعام کا حق دار ٹھہرا تھا۔ اس کی شاعری میں کلاسیکی روایت کے ساتھ عہد حاضر کی انسانی زندگی کے المیے کا اظہار ذات کے تجربے کے حوالے سے ہوا۔ قاسیمڈ و اپنے عہد میں اٹلی میں کئی شعری تحریکوں کا بانی رہا۔ بیسویں صدی کے تیسرے عشرے میں اسے ایک شعری تحریک کا بانی قرار دیا گیا جس نے یورپ کی شاعری پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ دوسری جنگ عظیم میں اٹلی جن حوادث سے گزرا اس کے بعد قاسیمڈو کی شاعری کا رنگ اور اسلوب بھی تبدیل ہوا۔ اس نے کلاسیکی میجری کو اپنی شاعری میں برقرار رکھتے ہوئے شاعری کو سماجی اور سیاسی اصلاح کا ذریعہ بنایا۔ اس کے عہد کی آخری شاعری کو خاصی اہمیت حاصل ہے۔ آخری دور کی اسی شاعری کے حوالے سے اسے نوبل انعام کا حق دار قرار دیا گیا۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......ویسٹ انڈیز

1960ء

سینٹ جان پرس

Saint-John Perse

☆...... پیدائش 31 مئی 1887ء ☆......وفات 20 ستمبر 1975ء

سینٹ جان پرس نے بہت کچھ لکھا لیکن اس کے بہت سے مسودے نازیوں کی تباہ کاریوں کی وجہ سے ضائع ہوگئے۔ تاہم اس کی جتنی شعری تصانیف بھی شائع ہوکر منظر عام پر آسکیں وہ اس پائے کی ہیں کہ اس کا شمار بیسویں صدی کے عظیم شاعروں میں ہوتا ہے۔ وہ فرانسیسی تھا اور فرانسیسی ویسٹ انڈیز میں 31 مئی 1887ء کو پیدا ہوا۔ اس نے قانون کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی تھی۔ اپنی زندگی تک وہ کئی اہم سفارتی عہدوں پر فائز رہا۔ 1941ء سے 1945ء تک وہ لائبریری آف کانگریس میں امریکہ کا مشیر بھی رہا۔

سینٹ جان پرس نے امیجری تخلیق کی۔ اس کی شاعری بلاشبہ مشکل ہے۔ لیکن اس کی تہہ داری ہی اس کا ایک وصف ہے جس نے اس کی شاعری کو عظیم بنایا ہے۔

سینٹ جان پرس کے تعلقات اپنے عہد کے بڑے بڑے شاعروں سے تھے لیکن اس کی شاعری پر کسی کا اثر نہیں، وہ شاعری کے کسی مکتب سے کبھی وابستہ نہ ہوا۔

'ہوائیں' بھی ایک جدید رزمیہ نظم ہے۔ جس کا ترجمہ اردو میں انیس ناگی نے کیا ہے۔ ایک عرصے تک سینٹ جان پرس کی شہرت صرف فرانسیسی بولنے والوں تک محدود رہی، لیکن آہستہ آہستہ اس کا شعری مقام بین الاقوامی حیثیت اختیار کرچکا ہے۔ اس کی شاعری آسان نہیں، یہ شاعری کا اعلیٰ ترین ذوق رکھنے والوں کے لیے ہے۔

سینٹ جان پرس کا انتقال 20 ستمبر 1975ء کو ہوا۔

☆......ادیب

☆......یوگوسلاویہ

1961ء

آئیو آندریک

Ivo Andric

☆---- پیدائش 10 اکتوبر 1892ء ☆---- وفات 13 مارچ 1975ء

آئیو آندریک (1892ء سے 1975ء) یوگوسلاوی ادب و معاشرت کی ان عظیم روایات کا نمائندہ ہے جو تقریب قریب تین صدیوں تک محیط ہیں۔ وہ یوگوسلاوی ناول اور نئے مختصر افسانے اور منفرد حیثیت کا مالک ہے۔ اپنی چالیس سالہ ادبی زندگی میں اس نے سو سے زیادہ مختصر کہانیاں، مضامین اور ناول لکھے جو موضوع کے تنوع اور طرز تحریر کے باعث ادب کے شاہکاروں میں سے شمار ہوتے ہیں۔ 'درینہ کا پل' سربوکروٹ زبان کا سب سے بڑا ناول ہے جسے 1961ء میں دنیا کے عظیم ادبی انعام 'نوبل پرائز' سے نوازا گیا۔ یہ وازے گراڈ (بوسنیا) کے اس تاریخی پل کے گرد بنی ہوئی ایک شاہکار کہانی ہے۔ جسے 1571ء سے 1577ء میں محمد پاشا نے تعمیر کیا اور جس کا حسن اور شکوہ چار صدیاں گزرنے کے باوجود قائم و دائم ہے۔

ڈاکٹر آئیو آندریک کا لڑکپن وازے گراڈ میں گزرا۔ اس لیے اسے بوسنیا کی تہذیب و معاشرت کو بڑے قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ 'درینہ کا پل' میں اس عہد کی جیتی جاگتی زندگی کی بھرپور عکاسی ملتی ہے جو اس ناول کا موضوع ہے۔ اپنے زندہ، متحرک کرداروں، مقامی رنگ و اثرات، اچھوتے طرز تحریر، گہرے مطالعہ حیات اور سادگی کے باعث یہ ناول نہ صرف یوگوسلاوی ادب بلکہ دنیا کے عظیم ناولوں میں شمار ہوتا ہے، اس میں حقیقت و افسانہ کا خوبصورت امتزاج نظر آتا ہے۔ آندریک نے 'درینہ کا پل' میں جس طرح اپنے قومی ورثہ اور ماضی کی عکاسی کی ہے اس نے اس ناول کو ایک عظیم ادبی دستاویز بنادیا ہے۔ دنیا کی تقریباً چالیس زبانوں میں اس کے سو سے زائد ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......امریکا

1962ء

جان سٹین بک

John Steinbeck

☆----- پیدائش 27 فروری 1902ء ☆----- وفات 20 دسمبر 1968ء

1962ء کے ادب کا نوبل انعام جان سٹین بک کو دیا گیا جو امریکی مصنف تھا۔ وہ 27 فروری 1902ء کو سالیناس کیلیفورنیا میں پیدا ہوا۔ وہ بھی ان عالمی مصنفوں میں سے ایک تھا جن کا اصل استاد کوئی درسگاہ نہیں بلکہ زندگی تھی۔ اس نے اپنی زندگی میں کئی چھوٹے موٹے کام کیے۔ اس کے بعد جب لکھنا شروع کیا تو پھر صحافت اور ادب کو اپنا پیشہ بنالیا۔ اسے نوبل انعام کے علاوہ کئی دوسرے ادبی انعامات و اعزازات سے بھی نوازا گیا جن میں گولڈ میڈل کامن ویلتھ کلب آف کیلیفورنیا 1936ء، 1937ء، اور 1940ء شامل ہے اور سرکل سلور پلاق نیویارک ڈراما کریٹکس 1938ء اور پلٹزر پرائز 1940ء بھی۔

جان سٹین بک کا انتقال 20 دسمبر 1968ء کو نیویارک میں ہوا۔ اس کا شمار عہد حاضر کے مقبول ناول نگاروں میں ہوتا ہے۔ اس کی تصانیف کے تراجم دنیا کی تقریباً ہر زبان میں ہو چکے ہیں۔ اردو میں بھی وہ ایک جانا پہچانا نام ہے۔ اس کے ناول "ٹورٹیلا فلیٹ" کا ایک ناقص سا ترجمہ اردو میں شائع ہو چکا ہے۔ "دی مون از ڈاؤن" کا کرشن چندر نے اخذ و ترجمہ کیا تھا۔ "دی پرل" کا ترجمہ ممتاز شیریں نے کیا تھا اور حسینہ معین نے اسے ٹیلی پلے کا روپ دیا۔ "دی ریڈ پونی" کا بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔

☆......ادیب

☆......یونان

1963ء

یارگوس سیفریز

Giorgos Seferis

☆----- پیدائش 29 فروری 1900ء ☆----- وفات 20 ستمبر 1971ء

1963ء کا نوبل انعام یونان کے عظیم شاعر سیفریز کو دیا گیا جو 29 فروری 1900ء کو سمرنا (ترکی) میں پیدا ہوا۔ اس نے 1924ء میں سوربون یونیورسٹی پیرس سے قانون کی ڈگری حاصل کی تھی۔ 1941ء میں اس نے شادی کی۔ اس کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ وہ یونانی سفارت کار کی حیثیت سے 1931ء سے 1962ء تک فرائض انجام دیتا رہا۔ اس کا انتقال 20 ستمبر 1971ء کو ایتھنز میں ہوا۔

سیفریز ندرت خیال کا شاعر ہے۔ اس کا اسلوب بے حد جاندار ہے یونانی زندگی کے وہ عناصر جو ناقابل شکست اور دوامی ہیں، انہیں سیفریز نے اپنی شاعری میں پیش کیا۔ وہ یونان کی جدید شاعری کی زندہ علامت سمجھا جاتا ہے۔ اس نے یونانی زبان کو نئی وسعتوں اور امکانات سے ہمکنار کیا۔ اس نے اپنی شاعری میں یونان کی عظمت پارینہ اور جدید عہد کے یونان کے تجربات و مصائب کو بیان کیا ہے۔ اس نے عہد جدید کے عصری موضوعات، جدید کشمکش، جنگ، جلاوطنی اور ناسٹلجیا کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔

وہ ایک عملی انسان تھا۔ ایک جدید، اہم اور بڑا شاعر جو نہ صرف اپنی شاعری سے یونان کی علامت بنا بلکہ 31 برس تک یونانی سفارت کار کی حیثیت سے بھی اس نے یونان کے لیے اہم خدمات انجام دیں۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......فرانس

1964ء

ژاں پال سارتر

Jean-Paul Sartre

☆......پیدائش 21 جون 1905ء ☆......وفات 15 اپریل 1980ء

1964ء کے نوبل انعام برائے ادب کا حقدار ژاں پال سارتر کو قرار دیا گیا لیکن سارتر نے یہ انعام قبول کرنے سے انکار کردیا۔

ژاں پال سارتر بیسویں صدی کی اہم شخصیات میں سے ایک ہے۔ وہ فرانس کی علامت بن کر زندہ رہا۔ وہ اور فرانس ہم معنی بنے۔ ایک بار جب اس کی خیالات وافکار کے حوالے سے صدر ڈیگال کے مشیروں نے اسے مشورہ دیا کہ سارتر کو گرفتار کرلیا جائے تو صدر ڈیگال نے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ سارتر فرانس ہے اور میں فرانس کو کیسے گرفتار کرسکتا ہوں۔

سارتر بین الاقوامی شخصیت تھا۔ ناول نگار، فلسفی، ڈراما نویس، نقاد، صحافی اور سیاسی مدبر اور سیاسی شخصیت۔ وہ 21 جون 1905ء کو پیرس میں پیدا ہوا۔ اس کے والدین لوتھرن عقیدے کے عیسائی تھے۔ لیکن سارتر نے بالغ و باشعور ہوکر مذہب سے قطعی بے گانگی کا اظہار کیا۔ وہ ملحد تھا۔ اس نے فلسفے میں اعلیٰ ڈگری حاصل کی، شادی نہیں کی۔ تاہم اپنی عمر بھر کی ساتھی سیمون ڈی بیووار کی رفاقت میں پچاس برس تک زندگی بسر کی۔ اس کی اپنی کوئی اولاد نہیں تھی لیکن اس نے اپنی ایڈیٹوریل اسسٹنٹ مس آرلیت کو بطور بیٹی اپنایا تھا۔

سارتر نے اپنی زندگی کا آغاز فرانسیسی فوج میں سارجنٹ کی حیثیت سے کیا یعنی 1929ء سے 1931ء تک۔ 1931ء سے 1939ء تک وہ فرانس کے مختلف اعلیٰ تعلیمی اداروں میں بطور پروفیسر فلسفہ پڑھاتا رہا۔ 1939ء سے 1941ء تک وہ پھر فرانسیسی فوج میں شامل ہوا اور فاشزم اور ہٹلر کے قبضے کے خلاف مزاحمتی خفیہ جنگ میں حصہ لیا۔ اسے کئی دوسرے اعزازات

بھی دیے گئے۔ جن میں فرنچ پاپولر ناول پرائز 1940ء، جب کہ لی جن آف آنر کا اعزاز 1945ء میں دیا گیا لیکن سارتر نے اسے بھی قبول کرنے سے انکار کردیا۔

پس ماندہ اقوام کے لیے سارتر کی جدوجہد بیسوی صدی کا ایک اہم حصہ ہے۔ ایک نقاد کی حیثیت سے بھی اس کا رتبہ بلند ہے، تاہم وجودیت کے فلسفے کے فروغ، نشوونما اور اس میں بے پناہ عطا کی وجہ سے اسے بطور خاص شہرت ملی۔ سارتر کی تصانیف نئے خیالات سے لبریز ہیں۔ سچائی کی تلاش اور آزادی کی روح ان تحریروں کا خاصہ ہے۔ اس کے خیالات وافکار کے اثرات بہت گہرے ہیں۔ سیاسی صحافت اور ادبی تنقید میں سارتر کا رتبہ اتنا ہی بلند ہے جتنا کہ ناول ڈرامے اور فلسفے کے میدان میں۔

سارتر کا انتقال 15 اپریل 1980ء کو پیرس میں ہوا۔ دنیا اسے الجزائر کی آزادی اور ویت نام کے مظالم اور حریت فکر کی تحریکوں کے حوالے سے بھی ہمیشہ یاد رکھے گی۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......روس

1965ء

مائی خل شولوخوف

Mikhail Aleksandrovich Sholokhov

☆...... پیدائش 24 جون 1905ء ☆......وفات 21 فروری 1984ء

شولوخوف ویرلنسکایا روشوف (روس) میں 24 جون 1905ء کو پیدا ہوا۔ اس نے معمولی تعلیم حاصل کی اور کسی کالج سے ڈگری حاصل نہیں کی۔ 1918ء سے 1922ء تک روسی فوج میں رہا۔ 1922ء سے 1926ء تک وہ ماسکو میں محنت مزدوری کرتا رہا۔ اس کے بعد وہ سیاست دان اور مصنف کی حیثیت سے معروف رہا۔

اسے 1941ء میں سٹالین پرائز، 1960ء میں آرڈر آف دی فادر لینڈ، لینن پرائز اور 1967ء ہیرو آف سوشلسٹ لیبر کا ایوارڈ ملا۔ اسے آرڈر آف لینن سے آٹھ بار نوازا گیا۔

شولوخوف اس اعتبار سے خوش قسمت ہے کہ اردو میں اس کا خاصا کام منتقل ہو چکا ہے۔ 'اینڈ کوائٹ فلوز دی ڈان' کا ترجمہ 'اور ڈان بہتا رہا' کے نام سے مخمور جالندھری اور سراج نظامی نے کیا۔ 'دی سیڈز آف ٹومارو' کا ترجمہ قرۃ العین حیدر نے کیا۔ شولوخوف نے اپنا معرکہ آراء ناول 'اور ڈان بہتا رہا' چودہ برسوں میں لکھا تھا۔ یہ ایک رزمیہ ناول ہے۔ جو انیسویں صدی کی حقیقت پسندی کا مظہر ہے۔ اس کا انتقال 21 فروری 1984ء کو ہوا۔

☆......ادیب

☆......آسٹریا

1966ء (مشترک انعام)

شموئیل اگنون

Shmuel Yosef Agnon

☆...... پیدائش 17 جولائی 1888ء ☆......وفات 17 فروری 1970ء

1966ء میں ادب کا نوبل انعام دو مصنفوں میں تقسیم کیا گیا۔

شموئیل اگنون اور نیلی ساشز۔

شموئیل اگنون یہودی تھا۔ 17 جولائی 1888ء کو وہ آسٹریا میں پیدا ہوا۔ بعد میں وہ اسرائیل چلا گیا اور وہاں کی شہریت اختیار کر لی۔ اس نے معمولی تعلیم حاصل کی۔ کچھ عرصہ اس نے اسرائیل میں ایک سرکاری ایجنسی میں ملازمت کی۔ باقی عمر اس نے تحریر و تصنیف میں بسر کی۔ اگنون کا انتقال 17 فروری 1970ء کو اسرائیل میں ہوا۔

اگنون زبردست بیانیہ کا مالک تھا۔ اس نے اپنی صلاحیتیں یہودی عوام کی ترجمانی کے لیے وقف کر دیں۔ اس نے نظمیں، کہانیاں اور ناول لکھے۔ ساٹھ برسوں تک وہ مسلسل لکھتا رہا۔ پہلے وقت میں اس کی تصانیف کا موضوع مشرقی یورپ میں رہنے والے یہودی تھے۔ بعد میں اس نے کافکا کے زیر اثر لکھنا شروع کیا۔ اس کی کتاب 'دی برائیڈل کینوپی' کو عبرانی زبان میں 'ڈان کیخوٹے' کے ہم پلہ قرار دیا جاتا ہے۔ اس نے بعض ایسی تحریریں بھی لکھیں جو اسرائیل میں یہودیوں کی حالت پر تنقید کی حیثیت رکھتی ہے۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆...... جرمنی

1966ء (مشترک انعام)

نیلی ساشز

Nelly Sachs

☆...... پیدائش 10 دسمبر 1891ء ☆......وفات 12 مئی 1970ء

1966ء کے نوبل انعام برائے ادب کی دوسری حق دار نیلی ساشز تھی۔ وہ 10 دسمبر 1891ء کو برلن (جرمنی) میں پیدا ہوئی۔ بعد میں اس نے سویڈن کی شہریت اختیار کرلی جہاں اس کا انتقال 12 مئی 1970ء کو ہوا۔ اس نے شادی کی اور اعلیٰ تعلیم بھی حاصل نہ کرسکی۔ وہ ایک مترجم کی حیثیت سے معاشی ضرورتوں کو مدتوں پورا کرتی رہی۔

وہ یہودی تھی۔ اسے اتفاق سمجھیے یا خاص منصوبہ بندی کہ 1966ء کے نوبل انعام کے دونوں حق دار یہودی تھے اور یہودیوں کے ترجمان۔

نیلی ساشز کو اس کی زندگی میں نوبل انعام کے علاوہ دیگر کئی انعامات واعزازات سے نوازا گیا۔ جن میں جاہنرنگ لٹریری پرائز (1959ء) پیس پرائز جرمن بک سیلرز ایسوسی ایشن 1966ء شامل ہیں۔ نیلی ساشز ایک معمولی درجے کی غنائیہ نظمیں لکھنے والی شاعرہ تھی۔ جب جرمنی میں ہٹلر نے یہودی قوم پر مظالم کا سلسلہ شروع کیا تو وہ بھی نشانہ بنی لیکن وہاں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہوگئی۔ اس ہولناک تجربے نے اسے ایک بڑی مصنفہ بنادیا اور اس کی زندگی اور تحریروں کو یکسر بدل کر رکھ دیا۔ وہ جو فطرت اور دیومالائی کرداروں پر لکھتی تھی وہ اپنی قوم کے مصائب کی زبردست تخلیقی ترجمان بن کر سامنے آئی۔ بعد میں اس کے فکر ونظر میں وسعت پیدا ہوئی اور اس کی تخلیقات کو ہمہ گیر مقبولیت ملی۔ یہودی قوم کے مصائب کے دائرے سے نکل کر وہ پوری انسانیت کے دکھوں کی ترجمان بن گئی۔ اس کی تحریریں عفو ودرگزر، امن اور محبت کا پیغام دیتی ہیں اور آنے والی نسلوں کو امید کی روشنی بھی عطا کرتی ہیں۔ اس کے ڈراموں میں بعض ڈرامے بین الاقوامی سطح پر پیش کیے گئے۔

☆......ادیب

☆...... گوئٹے مالا

1967ء

میگوئل آسٹوریاس

Miguel Angel Asturias

☆...... پیدائش 19 اکتوبر 1899ء ☆......وفات 9 جون 1974ء

گوئٹے مالا میں پیدا ہونے والے مصنف میگوئل آسٹوریاس کو 1967ء کا نوبل انعام برائے ادب دیا گیا۔ وہ 19 اکتوبر 1899ء کو گٹ مالا سٹی میں پیدا ہوا اور 9 جون 1974ء کو میڈرڈ میں اس کا انتقال ہوا۔

عقیدے کے لحاظ سے وہ کیتھولک تھا۔ اس نے سان کارلوس یونیورسٹی گٹ مالا سے قانون کی ڈگری 1923ء میں حاصل کی تھی۔ اس نے اپنی زندگی میں دو شادیاں کیں۔ 1922ء سے 1933ء تک وہ ایک اخبار کا کارسپانڈنٹ رہا۔ اس کے بعد اس نے ایک سفارت کار اور مصنف کی حیثیت سے باقی زندگی بسر کی۔

آسٹوریاس ایک جمہوریت پسند انسان دوست تھا۔ اپنے ملک گٹ مالا میں اس نے عرصے تک آمریت کی مخالفت کی اور اس کی پاداش میں اسے جلاوطنی کی زندگی بسر کرنی پڑی جس کا تذکرہ اس کی اہم تصانیف میں ملتا ہے تاہم وہ بین الاقوامی سطح پر زیادہ پڑھا نہیں گیا۔ اس کی تصانیف انگریزی میں بھی اب نایاب ہیں۔

آسٹوریاس شاعر، ڈرامانگار، ناول نگار اور کہانی کار تھا۔ اپنی تصانیف میں اس نے اپنی قومی انفرادیت اور ہندی روایات کا اظہار کیا۔ مغربی امریکہ میں سرخ ہندی کی روایات دیومالا ورفوک لور کو اس نے اپنے ادب میں رچایا بسایا اور بڑے موثر تخلیقی انداز میں پیش کیا۔ جنوبی امریکہ کی قدیم سرخ ہندی تہذیب کو اجاگر کرنے میں اس نے اہم کردار ادا کیا۔ وہ ہر طرح کے استبداد کا مخالف تھا۔

ایسے مصنف کی تخلیقات کا عالمی سطح پر اب ناپید ہوجانا یقیناً ایک بڑے المیے سے کم نہیں۔

www.urduchannel.in

☆...... ادیب

☆...... جاپان

1968ء

یسوناری کاواباٹا

Yasunari Kawabata

☆...... پیدائش 11 جون 1899ء ☆......وفات 16 اپریل 1972ء

یسوناری کاواباٹا کے والدین کے بارے میں کسی طرح کی معلومات موجود نہیں۔ وہ اوساکا (جاپان) میں 11 جون 1899ء کو پیدا ہوا اور اس کا انتقال زوشی، جاپان میں 16 اپریل 1972ء کو ہوا۔ وہ مذہبی آدمی نہیں تھا تاہم بدھسٹ لٹریچر سے بے حد متاثر تھا اور اسی پر مبنی عقائد رکھتا تھا۔

وہ جاپان کے کئی جریدوں کا مدیر رہا اور ساری عمر لکھنے پڑھنے میں ہی بسر کی۔ اپنی زندگی میں اسے کئی بین الاقوامی اور ملکی اعزازات و انعامات سے نوازا گیا۔ جن میں بنگی نوا کی پرائز 1937ء، جویسٹن شولٹریری 1952ء، نوما لٹریری پرائز 1954ء گوئٹے میڈل جرمنی 1959ء، آرڈری آرٹس اینڈ لیٹرز فرانس 1960ء، کلچرل میڈل جاپان 1961ء اور آ کتا کادا پرائز 1961ء شامل ہیں۔

وہ جاپانی ذہن کا زبردست ترجمان تھا۔ اس اعتبار سے بھی اس کی اہمیت ہے کہ وہ پہلا جاپانی مصنف تھا جسے نوبل انعام برائے ادب دیا گیا۔ کاواباٹا نے کئی تجربے کیے تھے، ایک زمانے میں گرٹروڈ سٹین سے متاثر رہا۔ اس کے بعد اس نے جیمز جوائس کی سٹریم آف کانشی انیس کو بھی برتا لیکن پھر وہ روایتی کلاسیکی جاپانی اسلوب کی طرف لوٹ آیا۔ وہ سمجھتا تھا کہ جاپان کی روایات زندہ، مستحکم، سادہ اور جان دار ہیں۔

☆...... ادیب

☆...... آئرلینڈ

1969ء

سموئیل بیکٹ

Samuel Beckett

☆...... پیدائش 13 دسمبر 1906ء ☆......وفات 22 دسمبر 1989ء

بیکٹ ڈبلن (آئرلینڈ) میں 13 دسمبر 1906ء کو پیدا ہوا۔

مذہباً وہ پروٹسٹنٹ تھا۔ 1927ء سے 1932ء تک وہ آئرلینڈ پیرس کی درس گاہوں میں بطور استاد پڑھاتا رہا۔ اس کے بعد اس نے بطور مصنف زندگی بسر کی۔

1948ء میں اس کی شادی ایک دلچسپ واقعہ ہے۔ بیک کو ایک شخص نے لوٹنے کی غرض سے زخمی کردیا۔ اس حالت میں اسے ایک خاتون نے ہسپتال پہنچایا۔ اسی خاتون سے بعد میں بیکٹ نے شادی کرلی۔ اس کی بیوی اس کی اپنی موت سے چند ماہ پہلے انتقال کرگئی تھی۔ بیکٹ کو پیرس کے ایک قبرستان میں اسی کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ بیکٹ کو اپنی زندگی میں کئی انعامات واعزازات سے نوازا گیا۔

اردو میں جانا پہچانا نام ہے۔ اس کے سب سے مشہور اور اہم کھیل 'ویٹنگ فار گوڈو' کا اردو ترجمہ کرشن چندر نے کیا جو شب خون الٰہ آباد میں شائع ہوا تھا۔ سموئیل بیکٹ کی زندگی اور فن پر بہت کچھ لکھا گیا اور مستقل اہمیت کی کتابیں بھی شائع ہوئیں۔

'ویٹنگ فار گوڈو' کو لاہور کے اسٹیج پر بھی کھیلا گیا۔ بیکٹ نے ناول اور بطور خاص ڈراما میں نئی فارم کو متعارف کرایا۔ ایبسرڈ تھیٹر میں اس کی کنٹری بیوشن بہت اہم ہے۔ اس کے ڈرامے اور ناول ہمارے آس پاس پھیلی ہوئی بے معنویت اور ابتری کو پیش کرتے ہیں۔ وہ انسانی وجود کو ناکارہ ثابت کرتا ہے۔ انسان جو بے سمت چلا جارہا ہے، لایعنیت میں مبتلا ہے۔ اس کے کردار لمبی لمبی گفتگو کرتے ہیں۔ کہ اس طرح کچھ تسلی ہو سکے۔ وہ روحانی ابتری اور خلا میں گھرے ہوئے ہیں۔ وہ زندگی کو لایعنی قرار دیتا تھا۔ اس کی موت پیرس میں 22 دسمبر 1989ء کو ہوئی۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......روس

1970ء

الیکسانڈر سولزے نیتسن

Aleksandr Isayevich Solzhenitsyn

☆......پیدائش 11 دسمبر 1918ء ☆......وفات 3 دسمبر 2008ء

1970ء میں جب ادب کا نوبل انعام روسی مصنف الیکسانڈر سولزے نیتسن کو دیا گیا تو ایک بار پھر عالمی ادبی دنیا اور سیاست میں ہنگامہ اٹھ کھڑا ہوا۔ سولزے نیتسن روس میں معتوب تھا۔ خروشیف کے زمانے میں اس کا کچھ کام شائع ہوا لیکن اس کے بعد وہ معتوب ٹھہرا۔ اس پر کئی پابندیاں لگادی گئی تھیں اور وہ ایک طویل جدوجہد سے گزرا۔

جب وہ روس سے یورپ آیا تو پھر اس کی سیاسی اور ادبی سطح پر بہت پزیرائی ہوئی۔ بڑی بڑی خبروں نے جنم لیا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی اہمیت پہلے جیسی نہ رہی۔

وہ 11 دسمبر 1918ء کو روس کے ایک قصبے میں پیدا ہوا۔ 1941ء میں اس نے روستوف یونیورسٹی روس سے گریجویشن کیا۔

1940ء میں اس نے نتالیا سیوٹلووا سے شادی کی تھی۔ 1949ء میں اسے طلاق دی پھر 1956ء میں دوبارہ اسی سے شادی کی۔ 1972ء میں اسے پھر طلاق دی اور 1973ء میں پھر اسی سے شادی کرلی۔ 1941ء سے 1945ء تک روسی فوج میں رہا۔ اس کے بعد اسے قید کرلیا گیا۔ جلاوطن ہوا اور امریکہ میں مقیم رہا۔

کسی بہت بڑے مصنف کی حیثیت سے اس کا مقام اور رتبہ ہمیشہ مشکوک رہے گا۔ وہ خاصا بوجھل اور بور مصنف ہے۔ نوبل انعام کمیٹی نے اسے انعام کا حق دار قرار دیتے ہوئے اس کے کام کے بارے میں جو رائے دی آج اس پر یقیناً نظرثانی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے' البتہ اس کی ذاتی جدوجہد شاندار تھی اور اس حوالے سے اس کا ایک مقام بنتا ہے۔ روسی ادب میں بھی اس کا مقام وہ نہیں ہے جو عظیم روسی ناول نگاروں کا ہے۔

☆......ادیب

☆......چلی

1971ء

پابلو نرودا

Pablo Neruda

☆......پیدائش 12 جولائی 1904ء ☆......وفات 23 ستمبر 1973ء

پابلو نرودا کئی حیثیتوں سے عالمگیر شخصیت تھا۔ ایک عظیم شاعر، ایک سفارت کار، ایک اہم سیاسی شخصیت اور ایک انقلابی!

وہ 12 جولائی 1904ء کو پارل چلی میں پیدا ہوا۔ اس نے اعلیٰ تعلیم حاصل نہیں کی تھی۔ سفارت کار کی حیثیت سے وہ کئی ملکوں میں سفیر رہا جس میں ہندوستان بھی شامل ہے۔

نرودا ان جدید شاعروں میں سے ایک ہے جو مشرق و مغرب میں یکساں مقبول ہوئے۔ دنیا کی شاید ہی کوئی زبان ہو جس میں اس کی نظموں کا ترجمہ نہ ہوا ہو۔ اردو میں بطور خاص انیس ناگی، کشور ناہید، انور زاہدی وغیرہ نے اس کی بہت سے تخلیقات کو اردو میں منتقل کیا۔

ایک انقلابی کی حیثیت سے بھی وہ عالم گیر شہرت رکھتا ہے۔ کمیونزم کے ساتھ اس کی سچی وابستگی نے بھی اسے بلند مرتبے پر فائز کیا۔ اس کی شاعری میں جہاں اس کے وطن چلی کی جدوجہد اور خواب رچے بسے ہوئے ہیں، وہاں اس کی شاعری پوری انسانیت کی امنگوں کی ترجمانی کرتی ہے۔ اس نے سیریلزم کو بھی اپنی شاعری کے عناصر میں شامل کیا۔ وہ ان شاعروں میں سے ایک ہے جس کی شاعری دلوں کو چھوتی ہے۔ وہ استبداد کے خلاف موثر آواز اٹھاتا ہے اور انسانی تقدیر کیلئے جدوجہد کرتا ہے۔

چلی میں آلندے کی عوامی اشتراکی حکومت میں وہ صدر آلندے کا نائب تھا۔ جب چلی میں فوجی انقلاب آیا اور چلی کی عوامی حکومت کا تختہ سی آئی اے کے ذریعے الٹایا گیا تو پابلو نرودا کو بھی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کا انتقال 23 ستمبر 1973ء کو ہوا۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......

1972ء

ہینرخ بوئل

Heinrich Böll

☆...... پیدائش 21 دسمبر 1917ء ☆......وفات 16 جولائی 1985ء

وہ 21 دسمبر 1917ء کو کولون جرمنی میں پیدا ہوا تھا۔ اس نے کسی کالج سے کوئی تعلیمی سند حاصل نہیں کی۔

اسے نوبل انعام کے علاوہ اپنی زندگی میں بہت سے بین الاقوامی اور ملکی انعامات و اعزازات سے نوازا گیا۔

ہینرخ بوئل نے جرمن ادبی روایت کا احیا کیا۔ یہ اس کا اہم کارنامہ ہے لیکن اس سے بھی بڑا اس کا ادبی کارنامہ یہ ہے کہ اس نے موجودہ عہد کو اپنی تحریروں میں پیش کیا۔ علامتی سطح پر اس کے ناول اور کہانیاں پوری انسانیت کی ترجمانی کرتی ہیں۔ وہ ان لوگوں کے بارے میں لکھتا رہا جو سماج کا نشانہ بنتے ہیں۔ وہ بہت بڑا انسان دوست تھا۔ اس نے اپنے عہد کی بدصورت انسانی صورت حال کو موضوع بنایا۔

بوئل کا انتقال 16 جولائی 1985ء کو ہوا۔

☆......ادیب

☆...... برطانیہ

1973ء

پیٹرک وائٹ

Patrick White

☆...... پیدائش 28 مئی 1912ء ☆......وفات 30 ستمبر 1990ء

پیٹرک وائٹ لندن میں پیدا ہوا لیکن بعد میں وہ آسٹریلیا کا شہری بنا اور اسے آسٹریلیا کے مصنف کی حیثیت سے 1973ء کا ادب کا نوبل انعام دیا گیا۔

وہ 28 مئی 1912ء کو لندن میں پیدا ہوا تھا۔

اس نے 1935ء میں کیمبرج یونیورسٹی لندن سے بی اے کیا۔ اس نے ساری عمر شادی نہیں کی۔ کچھ عرصہ وہ رائل ائیرفورس میں رہا۔ اس کے بعد اس نے اپنی زندگی تحریر و تصنیف کے لیے وقف کر دی۔

پیٹرک وائٹ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ آسٹریلیا کا پہلا مصنف ہے جسے نوبل انعام سے نوازا گیا۔ اردو میں اس کا بہت کم حوالہ ملتا ہے۔ اس کے ناول 'دی ٹری آف مین' کو عالمگیر شہرت حاصل ہوئی۔ اس کے ہاں رزمیہ اور نفسیات کے امتزاج سے اس کی منفرد بیانیے نے جنم لیا ہے۔ بطور ناول نگار بیسویں صدی کا وہ اہم ناول نگار ہے۔ اس کی قوت تخلیق بے پناہ ہے۔ اس کے ہاں انسان کا اضطراب ایک اہم موضوع بنتا ہے۔ وہ زبان کو برتنے کے خاص قرینے کا اہل ہے۔

اس کی وفات 30 ستمبر 1990ء کو ہوئی۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......سویڈن

1974ء (مشترک انعام)

آئیونڈ جونسن

Eyvind Johnson

☆...... پیدائش 29 جولائی 1900ء ☆......وفات 25 اگست 1976ء

1974ء کا نوبل انعام دو مصنفوں میں تقسیم ہوا اور اتفاق یہ ہے کہ دونوں کا تعلق سویڈن سے تھا۔

آئیونڈ جونسن 29 جولائی 1900ء کو سویڈن میں پیدا ہوا۔ اس نے کسی کالج سے تعلیم حاصل نہیں کی اور ساری زندگی تحریر و تصنیف میں بسر کی۔ کچھ عرصہ تک وہ یونیسکو میں سویڈن کا نمائندہ رہا۔ جونسن کا انتقال 25 اگست 1976ء کو سٹاک ہوم سویڈن میں ہوا۔

جونسن کو نوبل انعام دینے پر بہت سے حلقوں کی طرف سے اعتراض ہوا کیونکہ اسے سویڈن کے باہر اس وقت کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔ جونسن کے ناولوں میں موضوعاتی تنوع ہے۔ ایک زمانے میں اس کے ہاں سوشلزم اور اصلاح کا پہلو نمایاں تھا۔ اس کے بعد اس نے سویڈش زندگی کے نفسیاتی مسائل کو موضوع بنایا۔ نازی ازم کے فروغ میں اس نے آمریت کے خلاف آزادی کے لیے آواز اٹھائی۔

☆......ادیب

☆......سویڈن

1974ء (مشترک انعام)

ہیری مارٹن سن

Harry Martinson

☆...... پیدائش 6 مئی 1904ء ☆......وفات 11 فروری 1978ء

1974ء کے نوبل انعام کا دوسرا حق دار ہیری مارٹن سن تھا جو سویڈن کا شہری تھا۔ 6 مئی 1904ء کو وہ سویڈن میں پیدا ہوا اور 11 فروری 1978ء کو اس کا انتقال ہوا۔ وہ بھی زیادہ تعلیم یافتہ نہیں تھا۔ اس نے اپنی زندگی کا آغاز ایک ملاح کی حیثیت سے کیا۔ اس کے بعد لکھنے پڑھنے کو اس نے اپنا پیشہ بنالیا۔ اسے 1972ء میں پیٹرک سٹیفز پرائز بھی دیا گیا۔ اس کی اہم تصانیف میں کیپ فیرویل فلارنگ نیٹس، ریلوم ان ٹو ڈیتھ، ٹریڈ ونڈ اور دی روڈ وغیرہ شامل ہیں۔

مارٹن سن شاعر، ناول نگار، انشاء پرداز اور ڈراما نگار تھا۔ اس کے نوبل انعام پر وہی اعتراض ہوا جو 1974ء کے دوسرے نوبل انعام یافتہ پر ہوا تھا۔ کہ اس کی شہرت صرف سویڈن تک محدود تھی۔ اس کی ابتدائی کتابوں میں خام کاری ملتی ہے جو اس کی تعلیمی کمی اور عدم تجربے کا اظہار کرتی ہے۔ اس کے بعد کے کام میں بھی بے ترتیبی نمایاں ہے تاہم آخری دور کی تصانیف میں آفاقی رنگ ہے۔ اس اعتبار سے اس کا مرتبہ زیادہ اہم ہے کہ وہ سائنس فکشن لکھنے والا تھا۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......اٹلی

1975ء

یوجینو مون ٹیل

Eugenio Montale

☆----- پیدائش 12 اکتوبر 1896ء ☆-----وفات 12 ستمبر 1981ء

1975ء کا نوبل انعام برائے ادب اٹلی کے شاعر، مترجم اور صحافی یوجینو مونٹیل کو دیا گیا۔ اس کی اہم تصانیف یہ ہیں کٹ فلیش بونز، دی سٹارم اینڈ ادر تھنگز، دی بٹر فلائی آف ڈنیارڈ، زینیا اور پوئیٹس ان آور ٹائمز وغیرہ

یوجینو مون ٹیل 12 اکتوبر 1896ء کو جینوا اٹلی میں پیدا ہوا تھا۔ اس کا انتقال 12 ستمبر 1981ء کو ہوا۔ مذہباً وہ کیتھولک تھا۔ اس نے اعلیٰ تعلیم حاصل نہیں کی۔ اس نے ساری عمر تحریر و تصنیف میں بسر کی۔ وہ نقاد، مترجم، ایڈیٹر اور صحافی رہا۔

مون ٹیل ایک صاحب طرز شاعر تھا۔ اس کی شاعری فنی اعتبار سے پختہ اور شعری حساسیت سے مالا مال تھی۔ اس کا نقطہ نگاہ بہت واضح تھا اور انسانی اقدار کے حوالے سے اس کے ہاں کسی قسم کا کوئی واہمہ یا ابہام نہیں ملتا۔ جب اسے انعام ملا تو اس وقت تک اس کے پانچ مختصر شعری مجموعے شائع ہو چکے تھے لیکن بقامت کہتر قیمت بہتر کے مصداق وہ ایک بڑا شاعر تھا جس نے اٹلی اور یورپ کی شاعری کو متاثر کیا۔

☆......ادیب

☆......امریکا

1976ء

ساؤل بیلو

Saul Bellow

☆----- پیدائش 10 جون 1915ء ☆......وفات 5 اپریل 2005ء

ساؤل بیلو امریکہ کا شہری ہے لیکن وہ کینیڈا میں 10 جون 1915ء کو پیدا ہوا۔ وہ مذہباً یہودی ہے اور اس نے یہودی زبان اور قوم کو اپنے ادب میں بطور خاص جگہ دی ہے۔ اس نے نارتھ ویسٹرن یونیورسٹی کینیڈا سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ ساؤل بیلو نے اپنی زندگی میں چار شادیاں کی ہیں۔ وہ 1938ء سے 1942ء تک شکاگو میں پڑھاتا رہا۔ 1943ء سے 1946ء تک انسائیکلوپیڈیا برٹینکا کا ایڈیٹر رہا۔ اس کے بعد وہ امریکہ کی متعدد یونیورسٹیوں میں بطور پروفیسر پڑھاتا رہا۔

ساؤل بیلو پر امریکہ اور دوسرے ملکوں میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ متعدد بڑی زبانوں میں اس کے تراجم ہوئے ہیں۔ اردو میں بھی اس کی کچھ کہانیاں منتقل کی گئی ہیں۔ لیکن کوئی بڑا ناول ترجمہ نہیں ہوا۔ بہرحال اردو میں وہ جانا پہچانا نام ہے۔ اس نے مضامین اور ڈرامے بھی لکھے ہیں تاہم اس کا اصل کام اس کے ناول اور کہانیاں ہیں۔

ساؤل بیلو کے افسانوں اور ناولوں میں عہد حاضر کی عکاسی ملتی ہے اور وہ موجودہ کلچر کی تفہیم کراتا ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد کی نسل نے عالمی سطح پر جو سنجیدہ ناول نویس پیدا کیے ہیں، ان میں ساؤل بیلو ایک اہم نام ہے۔ اس نے ناول کو انسانیت کا ترجمان بنایا۔ اس کے ہاں رمز و ایجاز کا حسن ہے۔ جذباتی شدت نے بھی اس کے ناولوں اور کہانیوں کو نیا انداز بخشا ہے۔ اس کے ہاں جدید انسان کا تصور یہ ملتا ہے کہ اس کانپتی لرزتی دنیا میں یہ جدید ترین انسان اپنے قدم جمانے میں کوشاں ہے جو عقیدے اور یقین سے محروم رہتا ہے۔ ساؤل بیلو انسان کی کامیابی کو اس کا جوہر نہیں سمجھتا بلکہ انسان کا وقار اس کی اصل عظمت ہے۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......اسپین

1977ء

وی سنٹ الیکسندر

Vicente Aleixandre

☆...... پیدائش 26 اپریل 1898ء ☆......وفات 14 دسمبر 1984ء

اسپین کے جس شاعر وی سنٹ الیکسندر کو 1977ء کا نوبل انعام برائے ادب دیا گیا، اس کے بارے میں یہ انکشاف بہت دلچسپ ہوگا کہ 1988ء تک اس کی کوئی کتاب انگریزی میں دستیاب نہیں تھی۔ اس کے کسی شعری مجموعے کا انگریزی میں ترجمہ نہیں ملتا۔ ڈان کارکس نے اس پر جو مضمون لکھا ہے اس کے حوالے سے کہا جاسکتا ہے کہ 1988ء تک اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں نہیں ہوا تھا۔ اس کے باوجود اسے ایک عالمی اور دُنیائے ادب کے سب سے بڑے انعام کا حق دار ٹھہرایا گیا۔

وی سنٹ الیکسندر 26 اپریل 1898ء کو سیویئل اسپین میں پیدا ہوا۔ اس کے بارے میں جو دیگر معلومات ملتی ہیں، ان کے مطابق وہ مذہباً کیتھولک تھا۔ اس نے یونیورسٹی آف میڈرڈ سے 1919ء میں قانون کی ڈگری حاصل کی، پھر 1919ء میں ہی اسی یونیورسٹی سے بزنس ایڈمنسٹریشن میں ڈپلومہ حاصل کیا۔ ساری عمر اس نے شادی نہیں کی۔

وی سنٹ الیکسندر عصر حاضر کا ترجمان ہے۔ اس نے ہسپانوی شاعری کی عظیم شعری روایات کا احیا کیا ہے۔ اسپین اور لاطینی امریکہ میں اسے ایک عظیم عوامی شاعر کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کی شاعری فری ورس میں ہے اور اس میں اس نے محبت، موت اور ابدیت کو اپنا موضوع بنایا ہے۔ اس کی ابتدائی شاعری محبت کی حزنیہ شاعری تھی لیکن بعد میں اس کی شاعری قنوطی خالی پن کو ترک کر کے بلند انسانی اقدار اور موضوعات کی شاعری بنی۔

☆......ادیب

☆......پولینڈ

1978ء

آئزک باشیوز سنگر

Isaac Bashevis Singer

☆...... پیدائش 14 جولائی 1904ء ☆......وفات 24 جولائی 1991ء

سنگر پولینڈ میں 1904ء میں پیدا ہوا، بعد میں وہ امریکی شہری بن گیا۔ مذہباً وہ یہودی ہے۔ اس نے کسی کالج سے کوئی تعلیمی ڈگری حاصل نہیں کی۔ اس نے ساری عمر تخلیق و تصنیف کو ہی اپنا ذریعہ معاش بنائے رکھا۔

شیوز سنگر کی کہانیوں کے تراجم بہت سی زبانوں میں ہوئے۔ اردو میں بھی اس کی بعض کہانیاں ترجمہ ہو چکی ہیں۔ اس نے اپنی کہانیوں میں زبردست تخلیقی مہارت سے پولش یہودی روایات کی جڑوں کو پیش کیا جس کے حوالے سے اس نے عالمی انسانی صورت حال کی اپنی کہانیوں میں عکاسی کی۔ سنگر نے مشرقی یورپ میں بسنے والے یہودیوں کی بطور خاص اپنے افسانوں میں نمائندگی کی ہے۔ اس نے اپنے بچپن، جوانی اور پختہ عمر کے تجربات سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور قدیم اور جدید روایات کے درمیان تصادم کو تخلیقی حسن و معنویت کے ساتھ پیش کیا۔ اس کے ہاں تصوف کے عناصر بھی ملتے ہیں۔ اس کی کہانیوں میں آزاد فکری، انسانی شکوک اور افکار کی متضاد و متصادم آمیزش ملتی ہے۔ وہ بچوں اور بڑوں کا محبوب افسانہ نگار ہے۔

www.urduchannel.in

☆......شاعر

☆......یونان

1979ء

اوڈی سیس ایلیٹس

Odysseus Elytis

☆...... پیدائش 2 نومبر 1911ء ☆......وفات 18 مارچ 1996ء

1979ء کا نوبل انعام برائے ادب بھی ایک شاعر کو دیا گیا۔ اس شاعر کا تعلق یونان سے ہے۔

ایلیٹس 2 نومبر 1911ء کو کریٹ یونان میں پیدا ہوا۔ اس نے معمولی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ ساری عمر شادی نہیں کی۔ آرٹ کے نقاد کی حیثیت سے بھی اس کا ایک مقام ہے۔

ایلیٹس کی شاعری کا موضوع آج کا انسان ہے۔ اپنی تمام تر ذہنی اور نفسیاتی پیچیدگیوں کے ساتھ اس نے عصر حاضر کے انسان کی جدوجہد کو پیش کیا ہے کہ وہ کس طرح آزادی اور تخلیق کے لیے کوشاں ہے۔

ایلیٹس کی شاعری کا ایک اور پہلو بہت اہم ہے کہ یہ شاعری نہ صرف بہت حد تک ذاتی ہے بلکہ یہ یونانی عوام کی بھی نمائندگی کرتی ہے۔

☆......ادیب

☆......پولینڈ

1980ء

سلاؤ میلوز

Czeslaw Milosz

☆...... پیدائش 30 جون 1911ء ☆......وفات 14 اگست 2004ء

سلاؤ میلوز پولینڈ میں 30 جون 1911ء کو پیدا ہوا۔ بعد میں اس نے امریکہ میں شہریت اختیار کرلی۔ اس نے پولینڈ میں اعلیٰ قانونی ڈگری حاصل کی تھی۔ 1935ء سے 1939ء تک وہ پولش ریڈیو سے بطور پروگرامر منسلک رہا۔ 1945ء سے 1950ء تک پولش وزارت خارجہ میں کام کیا اور سفارت کار کی حیثیت سے مختلف ملکوں میں رہا۔ اس کے بعد وہ امریکہ چلا گیا اور وہاں کچھ برسوں تک کیلفورنیا یونیورسٹی میں پروفیسر رہا۔

نوبل انعام کے علاوہ اسے دوسرے بین الاقوامی اعزازات سے بھی نوازا گیا۔

ایک ایسی دنیا میں جہاں انسان تضادات اور مصائب میں گھرا ہوا ہے، اس دنیا میں شاعر کی آواز گونجتی ہے جس میں بصیرت اور راستی ہے۔ وہ ایک جلاوطن شاعر ہے۔ اس نے اپنے بارے میں کہا تھا: 'میری جسمانی جلاوطنی نے میری روحانی جلاوطنی کو تخلیق کیا ہے۔' اور یہ روحانی جلاوطنی بنی نوع انسان سے عمومی طور پر تعلق رکھتی ہے۔

وہ ایک شاعر ہونے کے علاوہ ناول نگار، مترجم اور نقاد بھی تھا۔ ایک دانشور کی حیثیت سے تاریخ، عمرانیات اور سیاسی اور روحانی اقدار کے حوالے سے بھی اس نے اہم کام کیا۔ اس نے نازی ازم کی تباہ کاریاں دیکھیں اور کمیونزم کے تشدد اور گھٹن کا بھی تجربہ کیا جس کی جھلکیاں اس کی شاعری میں ملتی ہیں۔ وہ انسانی دنیا کی ان کمینگیوں اور مظالم کے بارے میں بھی لکھتا ہے لیکن اس کی شاعری ہمیں امید کی روشنی دکھاتی ہے۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......بلغاریہ

1981ء

الیاس کینیٹی

Elias Canetti

☆...... پیدائش 25 جولائی 1905ء ☆......وفات 14 اگست 1994ء

الیاس کینیٹی جسے 1981ء میں ادب کا نوبل انعام دیا گیا، بلغاریہ میں 25 جولائی 1905ء کو پیدا ہوا۔ بعد میں وہ آسٹریا چلا گیا اور وہاں سے برطانیہ۔ مذہباً وہ یہودی ہے۔ اس نے 1929ء میں یونیورسٹی آف دی آنا سے کیمسٹری میں ڈگری حاصل کی۔

کینیٹی کو اقتدار واختیار کے موضوع سے زندگی بھر دلچسپی رہی۔ وہ اقتدار کے موضوع پر لکھتا رہا اور اس کے مطالعے کا مرکز بھی یہی موضوع رہا۔ کینیٹی طرفہ تماشا آدمی ہے۔ بلغاریہ میں وہ پیدا ہوا لیکن اس نے اپنی پہلی تصانیف ہسپانوی میں لکھیں۔ تعلیمی اعتبار سے وہ سائنس دان تھا۔ برطانیہ، جرمنی، سوئزرلینڈ، اور آسٹریا میں وہ اپنے آپ کو "وی آنا کا مصنف" کہتا تھا۔ وہ گوئٹے کا مداح تھا اور اس کے بریخت، کافکا اور کراس وغیرہ سے تعلقات بھی رہے اور انھیں وہ پسند بھی کرتا تھا۔

جب تک اسے 1981ء میں نوبل انعام نہیں ملا، وہ انگریزی دان ادبی دنیا کے لئے اجنبی تھا۔ عالمی سطح پر اسے نوبل انعام کے بعد ہی وسیع پیمانے پر پڑھا گیا۔ وہ سادہ بیانیہ کا قائل تھا۔ کہانی میں وہ مزاح اور خوف و دہشت کے روایتی عناصر پیش کرتا تھا۔ اس کا اہم ترین ناول "کراوڈز اینڈ پاور" تسلیم کیا گیا ہے۔

✿

☆......ادیب

☆......لاطینی امریکا

1982ء

گبرئیل گارشیا مارکیز

Gabriel García Márquez

☆...... پیدائش 6 مارچ 1928ء

مارکیز کولمبیا (لاطینی امریکہ) میں 6 مارچ 1928ء کو پیدا ہوا۔ اس نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ وہ کسی بھی مذہب پر اعتقاد نہیں رکھتا تھا۔ 1950ء سے وہ لاطینی امریکہ اور کئی دوسرے ملکوں کے جرائد و اخبارات کے ساتھ بطور صحافی منسلک رہا۔ اس نے ایڈیٹر، اسکرین رائٹر اور کاپی رائٹر کی حیثیت سے بھی کام کیا۔

گبرئیل گارشیا مارکیز عہد جدید کا عظیم ناول نگار اور کہانی کار ہے اور ساری دنیا میں مقبول ہے۔ اس کے ہر ناول اور کہانی کا ترجمہ دنیا کی متعدد زبانوں میں ہو چکا ہے۔ اردو میں بھی اس کی کئی کہانیاں اور ناول ترجمہ ہوئے ہیں۔ اس کا ناول "تنہائی کے سو سال" اس دور کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔ اس کے ناولوں اور کہانیوں میں حقیقت اور صداقت کے ساتھ فنکارانہ انداز میں قوت متخیلہ کو بروئے کار لایا گیا ہے۔ اس نے انسانی زندگی کی کشمکش کو بڑی فنکاری سے بیان کیا ہے۔ اس کے ہاں الیگوری، سرئیلزم اور عہد حاضر کی صداقت یک جان ہو جاتے ہیں۔ وہ نظریاتی اعتبار سے دنیا بھر کے محنت کشوں اور ناداروں کا حامی ہے۔ اس کی سیاسی تحریریں بھی بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ مارکیز بیسویں صدی کی اہم شخصیت بن گیا ہے۔

مارکیز کے اثرات عالمی ادب پر واضح طور پر محسوس کیے جا رہے ہیں۔ وہ بیسویں صدی کا ایک خلاق ترین کہانی کار اور ناول نویس ہے۔

✿

www.urduchannel.in

☆...... ادیب

☆...... برطانیہ

1983ء

ولیم گولڈنگ

William Golding

☆...... پیدائش 19 ستمبر 1911ء ☆......وفات 19 جون 1993ء

1983ء کا نوبل انعام برائے ادب ولیم گولڈنگ کو دیا گیا۔ ولیم گولڈنگ کی اہم تصانیف درج ذیل ہیں: دی لارڈ آف دی فلائیز، دی انہیرٹرز، پنچر مارٹن، فری فال، ڈارک نیس ویزیبل، رائٹس آف پیج!

ولیم گولڈنگ 19 ستمبر 1911ء کو انگلستان میں پیدا ہوا۔ اس کا کسی بھی چرچ سے کوئی تعلق نہیں، وہ مذہبی آدمی نہیں۔ 1960ء میں اس نے آکسفورڈ یونیورسٹی سے ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ اسی یونیورسٹی سے بی اے 1935ء میں کیا تھا۔ 40-1939ء میں وہ ایک اسکول میں پڑھاتا رہا۔ 1940ء سے 1945ء دوسری جنگ عظیم کے زمانے میں وہ بحریہ میں ملازم ہوگیا۔ اس کے بعد کچھ عرصہ ایک اسکول اور پھر ہاکنز کالج میں پڑھاتا رہا۔

نوبل انعام کے علاوہ اسے یہ انعامات واعزازات بھی مل چکے ہیں: کمانڈر آرڈر آف دی برٹش ایمپائر، بوکر پرائز، بلیک میموریل ایوارڈ، بوکر میکونیل پرائز وغیرہ۔

ولیم گولڈنگ کو جب نوبل انعام ملا تو اس پر خاصی لے دے ہوئی۔ اس کا وہ ناول جو اہم سمجھا جاتا ہے ”لارڈ آف فلائیز“ ہے۔ اس کے ناولوں کا موضوع وہ بدی ہے جو آج کی انسانی صورت حال میں خود انسان کے اندر کی گہرائیوں سے پھوٹتی ہے۔ اس کے ہاں انسان کا بدی کی طرف جھکاؤ ایک مستقل موضوع ہے۔

☆...... ادیب

☆...... چیکوسلواکیہ

1984ء

باروسلاف سیفرے

Jaroslav Seifert

☆...... پیدائش 23 ستمبر 1901ء ☆......وفات 10 جنوری 1986ء

سیفرے چیکوسلواکیہ کا مصنف تھا جسے 1984ء کا نوبل انعام برائے ادب دیا گیا۔ وہ 23 ستمبر 1901ء کو پراگ میں پیدا ہوا اور پراگ میں ہی اس کا انتقال 10 جنوری 1986ء کو ہوا۔ وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ نہیں تھا مگر پراگ چیکوسلواکیہ سے شائع ہونے والے کئی ادبی پرچوں کا مدیر رہا۔ اسے کئی انعامات اور اعزازات سے نوازا گیا۔

سیفرے ناول نگار اور شاعر تھا۔ بطور شاعر اس کا مقام بہت اونچا ہے۔ اس کے ہاں انسانی روح کی آزادی اور تنوع کو موضوع بنایا گیا ہے۔ اس نے اپنی تحریروں میں ایک بند معاشرے میں رہتے ہوئے اس آزادی کا بھی دفاع کیا جو ظلم واستبداد کی دنیا میں تو دکھائی نہیں دیتی لیکن اپنا وجود رکھتی ہے۔ یہ آزادی اس کے نزدیک ہماری نظروں سے چھپی ہوئی ہے اور پابہ زنجیر ہے لیکن وہ صرف ہمارے خوابوں میں ہی دکھائی نہیں دیتی بلکہ اپنا وجود بھی رکھتی ہے۔ یہ ہماری روح، ہمارے آرٹ اور تخلیقات میں ظہور کرتی ہے۔ اس کی شاعری انسانی نجات کی امید دلاتی ہے۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......فرانس

1985ء

کلائیڈ سائمن

Claude Simon

☆...... پیدائش 10 اکتوبر 1913ء ☆......وفات 6 جولائی 2005ء

1985ء کا نوبل انعام حاصل کرنے والے فرانسیسی مصنف کی اہم کتابیں مندرجہ ذیل ہیں: دی چیٹ، دی ٹائٹ روپ، انوٹمنٹ آف سپرنگ، دی گراس، دی فلینڈرز روڈ، بلائینڈ اوریون، کنڈکٹنگ باڈیز، لسبن ان تھنگو۔

کلائیڈ سائمن 10 اکتوبر 1931ء کو مڈغاسکر میں پیدا ہوا۔ وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ نہیں تھا۔ کسی مذہبی عقیدے سے بھی منسلک نہیں تھا۔ تحریر و تصنیف ہی اس کا پیشہ رہا ہے۔ اسے پرکس ڈی لا اور ایکسپریس 1940ء اور پرکس میڈیچی 1967 کے اعزازات نوبل انعام سے پہلے مل چکے تھے۔

سائمن ایک بڑا خلاق ناول نگار ہے۔ اس کے ناولوں میں شاعری اور مصوری کا امتزاج ملتا ہے۔ اس کے علاوہ انسانی صورت حال کے بارے میں اس کا مطالعہ اور مشاہدہ اور بیانیہ بہت عمیق ہے۔

☆......ادیب

☆......نائیجیریا

1986ء

وول سوئیکا

Wole Soyinka

☆...... پیدائش 13 جولائی 1934ء

وول سوئیکا کا تعلق نائیجیریا سے ہے۔ نوبل انعام کے آغاز کے 85 برس بعد بالآخر سویڈش اکادمی نے ایک افریقی کو ادب کے نوبل انعام کا حقدار قرار دے ہی دیا۔ پیدائش: 1934ء، والد: اسکول انسپکٹر، مقام پیدائش: اپوکیوٹا، مذہب: عیسائی۔ آباؤ اجداد جنگجو قبیلے سے تعلق رکھتے تھے جو روحوں کی عبادت کرتے تھے۔ تعلیم: ایم اے، اباداں یونیورسٹی۔ ادب میں گریجویشن: لیڈز یونیورسٹی (1957ء)۔ وول سوئیکا کی تصانیف: مرگیا انسان (سیاسی قید کا تجربہ، ناول)، بچپن کے سال (خودنوشت)، دلدل کے باسی (ڈراما)، شہر اور نگینہ (ڈراما)، جنگلوں کا ڈرامہ، جنگلوں کا رقص (ڈراما)، پاگل اور ماہرین (ڈراما)۔

سوئیکا نے ایک بھرپور زندگی گزاری اور اس حوالے سے زندگی میں اس کا رویہ بھی بدلتا رہا۔ وہ تیسری دنیا کے ان معدودے چند لکھنے والوں میں سے ایک ہے جن کے ڈرامے یورپ اور امریکہ کی اسٹیج پر کھیلے جاتے ہیں۔ ڈرامے اور فلم کی دنیا میں وہ ایک معتبر نام ہے۔ ریڈیو کے لئے بھی اس نے بہت کچھ لکھا۔ اس کی سیاسی وابستگی اور عقیدے پر شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس نے 26 ماہ تک اپنے نو آزاد ملک میں اپنے خیالات کی وجہ سے قید و بند کی انتہائی صعوبتیں برداشت کیں۔ وہ انتہائی جرات مند لکھنے والا ہی نہیں بلکہ ذاتی طور پر بھی وہ بہت نڈر واقع ہوا ہے۔ 1965ء میں وہ بندوق تھامے ریڈیو اسٹیشن چلا گیا جہاں اس نے وزیر اعظم کی تقریر کی، ٹیپ نکال کر جو نشر ہو رہی تھی، اپنی تقریر شروع کردی جو حکومت وقت کے خلاف تھی۔ اس کی پاداش میں اسے سخت سزا کا سامنا کرنا پڑا۔

www.urduchannel.in

☆......شاعر

☆......روس

1987ء

جوزف بروڈسکی

Joseph Brodsky

☆...... پیدائش 24 مئی 1940ء ☆......وفات 28 جنوری 1996ء

1987ء کا نوبل انعام ایک ایسے منحرف روسی شاعر کو دیا گیا جو امریکہ میں آباد ہو چکا تھا۔ بروڈسکی کو نوبل انعام دینے کا اعلان ہوا تو ایک بار پھر ایسے سوالات کا سلسلہ شروع ہو گیا جو 1987ء کے نوبل انعام کے حق دار شاعر کی شعری اور فنی قدر و قیمت کے حوالے سے پیدا ہوئے تھے۔ اس حقیقت میں کوئی شک نہیں کہ نوبل انعام کے اعلان سے پہلے جوزف بروڈسکی کو عالمی شاعری کی دنیا میں کوئی خاص شہرت حاصل نہ تھی۔ یورپ اور امریکہ میں بھی اس کے پڑھنے والے بہت کم تھے۔

ایک امریکی یونیورسٹی کے استاد کی حیثیت سے بھی وہ زیادہ جانا پہچانا نہیں تھا۔ جوزف بروڈسکی کو اس وقت محدود حلقے میں جانا پہچانا گیا جب نوبل انعام کے اعلان سے پندرہ برس پہلے وہ روس چھوڑنے پر مجبور ہوا اور اس نے امریکہ کا رخ کیا۔ امریکہ میں اس کی آمد پر کچھ خبریں شائع ہوئیں اور کچھ مضامین اور اس کے بعد قصہ ختم۔ اسے وہ پذیرائی اور شہرت حاصل نہ ہو سکی جو سولزے نیتسن کو حاصل ہوئی تھی۔

جوزف بروڈسکی روسی زبان کا شاعر ہے۔ امریکہ آنے کے بعد اس کی نظموں کا ترجمہ انگریزی میں ہوا۔ اس کے بعد اس نے خود بھی اپنی نظموں کو انگریزی میں منتقل کرنے کا سلسلہ شروع کیا اور پھر براہ راست انگریزی زبان میں بھی نظمیں لکھنے لگا۔

جب اسے 1987ء کے نوبل انعام کا حق دار قرار دیا گیا تو تب اسے عالمی شہرت حاصل ہوئی۔

☆......ادیب

☆......مصر

1988ء

نجیب محفوظ

Naguib Mahfouz

☆...... پیدائش 11 دسمبر 1911ء ☆......وفات 30 اگست 2006ء

نجیب محفوظ مصر اور عربی زبان کا پہلا مصنف ہے جسے ادب کا نوبل انعام دیا گیا۔ وہ 11 دسمبر 1911ء کو قاہرہ کے ایک قدیم محلے الجمالیہ میں پیدا ہوا۔ قاہرہ کے ان گلی کوچوں کا ذکر نجیب محفوظ کے ناولوں اور کہانیوں میں عام ملتا ہے۔

اس نے 1934ء میں قاہرہ یونیورسٹی سے فلسفے کے ساتھ گریجویشن کی اور فلسفیانہ موضوعات پر لکھنا شروع کر دیا لیکن بعد میں ادب کی طرف رجوع کرنے کے بعد اس نے فلسفیانہ مضمون لکھنے بند کر دیئے۔

1936ء سے 1939ء تک وہ اپنی مادر علمی میں ملازم رہا۔ پھر سرکاری ملازمت کی۔ وزارت اوقاف میں کچھ عرصہ رہا۔ 1971ء میں وہ وہاں سے ریٹائر ہوا اور قاہرہ کے مشہور اخبار ''الاہرام'' سے وابستہ ہوا۔ نوبل ادب انعام سے پہلے مصری حکومت اسے کئی اعزازات و انعامات سے نواز چکی ہے۔ جن میں جائزہ الدولہ التقدیریہ اور جمہوری اعزاز میں شامل ہیں۔ نوبل انعام ملنے کے بعد مصری حکومت نے اسے مصر کے سب سے بڑے اعزاز ''قلادۃ النیل'' سے مشرف کیا ہے۔ نجیب محفوظ پہلا مصری مصنف ہے جس کی کہانیوں اور ناولوں پر مصر میں متعدد فلمیں بنائی گئیں اور ریڈیو اور ٹی وی کے لئے بھی اس کی تخلیقات کو بنیاد بنایا گیا۔

نجیب محفوظ بہت بڑا کہانی کار ہے لیکن اس کا اصل میدان ناول ہے۔ اس کے درجنوں ناول انگریزی، فرانسیسی، روسی اور جرمن زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ ''القصرین''، ''قصر الشوق'' اور ''اسکریہ'' اس کی Triology ہے جو عربی زبان میں پہلی الثلاعیہ ہے۔ اس

www.urduchannel.in

کی اشاعت نے اس دنیا کے عظیم ناول نگاروں کی صف میں پہنچا دیا تھا۔ اس کا ناول ''ہمارے محلے کے بچے'' ایک ایسا ناول ہے جو اب تک مصر میں شائع نہیں ہوا، یہ ناول ''بیروت'' سے شائع ہوا۔ اس کی اشاعت پر مصر میں اب تک پابندی عائد ہے۔

نجیب محفوظ کے فن کی اساس عام انسانوں کی زندگی پر ہے۔ اس حوالے سے وہ بڑا اہم ناول نگار اور کہانی کار ہے۔ مابعد الطبیعات روحانیات کے ساتھ ساتھ اشتراکیت کے عناصر بھی اس کے فن میں گتھے ہوئے ہیں، لیکن نمایاں عنصر عام انسان کی زندگی اور اس کا مطالعہ ہے۔ اس نے اپنے عہد کے سیاسی امور کو بھی اپنے ناولوں کا حصہ بنایا ہے۔ اس اعتبار سے اسے متنازعہ بھی بنایا گیا۔

☆......ادیب

☆......ہسپانیہ

1989ء

کامیلو جوز سیلا

Camilo José Cela

☆......پیدائش 11 مئی 1916ء ☆......وفات 17 جنوری 2002ء

1989ء کا نوبل انعام ہسپانوی ادیب کامیلو جوز سیلا کو دیا گیا۔ جوز سیلا پانچواں ہسپانوی ادیب ہے جسے ادب کا نوبل انعام دیا گیا۔ وہ 1916ء میں اسپین کے شمال مغربی شہر اوریا خلاویا میں پیدا ہوا۔ اس کے والد ہسپانوی تھے اور والدہ کی رگوں میں برطانوی اور اطالوی خون دوڑ رہا تھا۔ ابتدائی تعلیم کے بعد کامیلو نے ڈاکٹر بننے کا فیصلہ کر لیا اور طب کی تعلیم حاصل کرنے لگا لیکن 1937ء میں جب اسپین میں خانہ جنگی کا آغاز ہوا تو وہ اپنی تعلیم جاری نہ رکھ سکا۔ خانہ جنگی کے بعد اس نے دوبارہ یونیورسٹی میں داخلہ لیا تاہم وہ اپنی تعلیم مکمل نہ کر سکا اور ڈاکٹر بھی نہ بن سکا۔

اس کی زندگی گوناگوں تجربات سے بھری ہوئی ہے۔ کچھ عرصہ وہ بطور بل فائٹر اکھاڑے میں دکھائی دیا۔ اداکاری سے بھی اسے دلچسپی تھی، اس لئے اداکار بھی بنا۔ مصوری کے حوالے سے بھی اپنی ذات کا اظہار کرتا رہا پھر اس نے سرکاری ملازمت کر لی۔ ادب کی طرف آیا تو اس کی شناخت ہوئی اور 1989ء میں نوبل انعام حاصل کر کے عالمگیر شہرت حاصل کی۔ اس نے ایک ادبی جریدہ بھی جاری کیا تھا۔ وہ رائل ہسپانوی اکادمی کا رکن بھی ہے۔

ناولوں کے علاوہ کامیلو نے سفرنامے، انشائیے اور ڈرامے بھی لکھے ہیں۔ اس کا ایک شاہکار ناول Beehive ہے جس کا ترجمہ دنیا کی مختلف زبانوں میں ہو چکا ہے۔ اس پر فلم بھی بنائی گئی۔

اس کا دوسرا عظیم شاہکار ناول ''فیملی آف پاسکل ڈورائے'' ہے۔ اس ناول کی اشاعت

www.urduchannel.in

پر اسپین کی حکومت نے اسے ضبط کر کے اس کی اشاعت پر پابندی لگا دی تھی تاہم بعد میں یہ پابندی ختم کردی گئی۔اس ناول کا شمار عہد جدید کے بڑے ناولوں میں ہوتا ہے۔

کامیلو کے ناول ہیئت اور مواد کے اعتبار سے جدت کے نمایاں عناصر رکھتے ہیں۔وہ زندگی کی سفاکی کو معروضی انداز میں پیش کرتا ہے۔اس کے باوجود قنوطیت اس کے ہاں نہیں ملتی، وہ سیاسی گھٹن کو تشدد کا منبع قرار دیتا ہے۔انسانی اضطراب کی عکاسی کامیلو نے موثر ترین انداز میں کی ہے۔

☆......شاعر

☆......لاطینی امریکا

1990ء

اوکتاویو پاز

Octavio Paz

☆...... پیدائش 31 مارچ 1914ء ☆......وفات 19 اپریل 1998ء

اوکتاویو پاز کو بالعموم لاطینی امریکہ کا اہم ترین شاعر تسلیم کیا جاتا ہے۔وہ 1914ء میں میکسیکو سٹی میں تولد ہوا۔اسے مبدء فیاض سے تخلیق کا ایسا جوہر عطا ہوا تھا کہ اس نے نوعمری ہی میں شاعری کا آغاز کردیا۔1937ء میں جب اسپین کو خانہ جنگی نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تو حساس اوکتاویو نے اس سے گہرا اثر قبول کیا اور اس کی شاعری پختگی کے ایک نئے دور میں داخل ہوئی۔اس نے اپنے ملک کی سفارتی سروس میں شمولیت اختیار کرلی تھی۔اس ملازمت کے دوران اسے فرانس، ہندوستان اور افغانستان میں طویل قیام کا موقع ملا۔اس نے ان ممالک کی شعری و ادبی روایات کی خوشہ چینی بھی کی اور اپنی تخلیقی مساعی کو کائناتی رنگ دیا۔ہندوستان کے پس منظر میں اس نے کئی نظمیں لکھیں جن میں ہمایوں کا مقبرہ، برندابن، ہماچل پردیش اور لودھی باغ وغیرہ شامل ہیں۔کسی بھی دھرتی کی روح سے ہم کلام ہوئے بغیر ایسی کامیاب شاعری کرنا ممکن نہ تھا۔1968ء میں میکسیکو کی حکومت نے طلبہ کی شورش کو دبانے کے لئے تشدد کا استعمال کیا جس کے خلاف احتجاج کے طور پر اوکتاویو پاز نے اپنی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔اس کی نثر، نظم اور افسانے کی حد بندیوں کو توڑتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔1990ء میں اسے ادب کا نوبل انعام ملا۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......جنوبی افریقہ

1991ء

ناڈائن گورڈیمر

Nadine Gordimer

☆...... پیدائش 20 نومبر 1923ء

جنوبی افریقہ کی عظیم ناول نگار اور افسانہ نویس ہیں۔ آپ 1923ء میں جنوبی افریقہ کے شہر سپرنگز میں ایک متوسط انگریز گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ یونیورسٹی آف وٹاٹرز رینڈ سے گریجویشن کے بعد انہوں نے درس و تدریس کا شغل اپنایا اور ساتھ ہی ساتھ قلم کاری بھی شروع کردی۔ ان کی کہانیوں کا پہلا مجموعہ "سافٹ وائس آف دی سرپنٹ" 1956 میں منظر عام پر آیا۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے ان کے افسانوں کے کئی مجموعے شائع ہوئے جن میں "سکس فیٹ آف دی کنٹری" مطبوعہ 1956ء اور "فرائڈے فٹ پرنٹ" مطبوعہ 1960 بہت مشہور ہوئے اور متعدد ادبی انعامات کے حق دار ٹھہرے۔ ناڈائن کئی ناول بھی لکھ چکی ہیں جن میں سے "اے ورلڈ آف سٹرینجر" مطبوعہ 1958ء "اوکیون فار لوونگ" مطبوعہ 1963ء اور "دی لیٹ بورجیوسن ورلڈ" مطبوعہ 1966ء عالمی شہرت کے حامل ہیں۔ ناڈائن کی تحریروں میں جنوبی افریقہ میں گوروں کی طرف سے کالوں کے استحصال، عدم رواداری اور عصبیت کے بارے میں حقیقت نگاری اپنی انتہا پر سانس لیتی نظر آتی ہے۔ ناڈائن کا قلم ایک دردمند ادیبہ کا قلم ہے۔ جسے اپنی سرزمین سے پیار ہے اور جو اعلیٰ انسانی قدروں پر یقین رکھتی ہے۔ جو محبت، ایثار، اخلاق اور قربانی کے سوا کچھ نہیں۔ ناڈائن گورڈیمر کو ان کی ادبی خدمات کے اعتراف میں 1991ء میں ادب کے نوبل انعام سے نوازا گیا۔

☆......ادیب

☆......ویسٹ انڈیز

1992ء

ڈیرک والکاٹ

Derek Walcott

☆...... پیدائش 23 جنوری 1930ء

ویسٹ انڈیز کے عالمی شہرت یافتہ ڈراما نگار اور شاعر ہیں۔ آپ 1930ء میں جزیرہ سینٹ لوسیا میں تولد ہوئے۔ آپ نے سینٹ میریز کالج سینٹ لوسیا اور جمیکا یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں 1959ء سے 1976ء تک آپ ٹرنڈاڈ تھیٹر میں بطور ڈائریکٹر کام کرتے رہے۔ اس دوران ان کے تخلیق کردہ کئی ڈرامے اسٹیج کی زینت بنے۔ 1981ء میں آپ امریکہ تشریف لے گئے اور بوسٹن میں سکونت اختیار کرلی۔ آپ بوسٹن اور ہاورڈ یونیورسٹی میں پڑھاتے بھی رہے۔ آپ نے شاعری کی پندرہ سے زائد کتب تخلیق کی ہیں جبکہ 30 کے قریب معرکتہ لآرا ڈرامے آپ کے کریڈٹ پر ہیں۔ آپ ایک خوبصورت فطرت نگار کے طور پر جانے جاتے ہیں، جبکہ آپ کی تحریروں میں افریقی، انگریزی اور ڈچ تہذیبوں کی تمام تر خوبیاں اس انداز میں رچی بسی ہیں کہ ان کی علیحدہ شناخت کرنے کے بجائے متنوع خصوصیات کی حامل معاشرت میں محبت کی فضا میں سانس لینے کو جی چاہتا ہے۔ والکاٹ کی شاعری کی کتابوں کے نام یہ ہیں۔ "انیدر لائف (1973ء) سی گریپس (1976ء) دی سٹار ایپل کنگڈم (1979ء) دی فار چونیٹ ٹریولر (1981ء) دی آرکناس میٹامنٹ (1987ء) اور ادمرساس (1990ء)۔ ڈراموں میں "ڈریم آن منکی ماؤنٹین" مطبوعہ (1970ء) بے حد مشہور ہیں۔ آپ کو 1992ء میں نوبل انعام عطا کیا گیا۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......جرمنی

1993ء

ٹونی موریسن

Toni Morrison

☆......پیدائش 18 فروری 1931ء

امریکہ کی عظیم خاتون افسانہ نگار اور ناول نگار ہیں۔ آپ کا اصل نام کلو انتھونی ووفورڈ ہے۔ آپ 1931ء میں لورین (اوہیو) میں ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ آپ بچپن ہی سے بہت ذہین تھیں۔ اپنی ذہانت اور علمی لگن کی بدولت آپ ہاورڈ یونیورسٹی میں داخلہ لینے میں کامیاب ہوگئیں۔ وہاں آپ کو تھیٹر سے دلچسپی پیدا ہوگئی اور آپ نے ایک ڈراما گروپ میں شمولیت اختیار کر لی۔ ساتھ ساتھ پڑھنے، اور جزوقتی لیکچرر شپ کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ بعد ازاں آپ نے مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے کارنیل یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور 1955ء میں وہاں سے انگریزی میں ماسٹر ڈگری حاصل کی۔ یونیورسٹی کے دنوں میں آپ کی ملاقات جمیکا کے آرکیٹیکٹ ہیرلڈ موریسن سے ہوئی اور باہمی پسند کے نتیجے میں دونوں رشتہ ازدواج میں بندھ گئے۔ ہاورڈ یونیورسٹی ہی کے دنوں میں ٹونی موریسن قلم کاری کی طرف مائل ہوگئی تھیں۔ 1964ء میں آپ نے اپنا پہلا ناول شائع کیا جسے خاصی پذیرائی ملی۔ اس کے بعد ''دی بلوئسٹ آئی'' نامی ناول 1970ء میں منظر عام پر آیا جس نے ان کی شہرت کو چار چاند لگا دیے۔ اس کے یکے بعد دیگرے ان کے کئی ناول شائع ہوئے جن میں سولا (1973ء)، سانگ آف سالمن (1977ء)، ٹار بے بی (1981ء)، بیلوڈ (1987ء)، جاز (1992ء) اور وائٹ نیس اینڈ لٹریری امیجنیشن (1993ء) کا شمار اعلیٰ ترین ادبی تخلیقات میں ہوتا ہے۔ آپ کو 1993 میں ادب کا نوبل انعام دیا گیا۔ آپ کا تازہ ناول ''پیراڈائز'' ہے جو 1998ء میں شائع ہوا ہے۔

☆......ادیب

☆......جاپان

1994ء

اوکنزابرو

Kenzaburo Oe

☆......پیدائش 31 جنوری 1935ء

جاپان کے عظیم ادیب ہیں۔ جنگ عظیم دوئم کے بعد آج تک جاپان میں ان کا مدمقابل ادیب پیدا نہیں ہوا۔ اوکنزا 1935ء میں جاپان کے ایک دور دراز پہاڑی علاقے شی کوک میں تولد ہوئے۔ 1954ء میں آپ نے ٹوکیو یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ آپ زمانہ طالب علمی ہی میں لکھنے لکھانے کی طرف مائل ہوگئے تھے۔ 1958ء میں آپ نے شی ای کو (گرفت) کے نام سے ایک کہانی لکھی جسے جاپان کے سب سے بڑے ادبی اعزاز ''آکوٹا گاوا'' کا مستحق سمجھا گیا۔ اس کے بعد ان کے تین ناول شائع ہوئے جنھوں نے ان کی ادبی عظمت پر مہر لگا دی۔ ابتداء میں آپ زمانہ جنگ کے بعد کے جاپانی معاشرے کے مسائل پر ایک ایسے قلمکار کے طور پر لکھتے رہے جو بائیں بازو کے افکار کا پرچارک تھا۔ مگر 1963ء میں اپنے ہاں ایک ذہنی معذور بیٹے کی ولادت اور ہیروشیما کے دورے کے بعد ان کے اندر ایک نیا انقلاب آیا۔ انہوں نے ان دنوں اپنی رلا دینے والی کہانی ''مابن فوٹوبرو'' (خاموش چیخ) تحریر کی۔ اس کے بعد ان کے کئی ناول منظر عام پر آئے جن میں جوہری بموں کی تباہ کاری، انسانی معاشرے پر پڑنے والے اثرات اور مصائب و آلام کو دردمندی سے پیش کیا گیا ہے۔ اس سلسلے کے مشہور ناول میڈوری نوکی (جلتا ہوا سبز درخت) مطبوعہ 1993ء اور شی زدکاناسیکاٹو (خاموش زندگی) مطبوعہ 1988ء ہیں۔ مؤخر الذکر پر ان کے نسبتی بھائی اتامی جوزو نے 1995ء میں ایک پراثر فلم بھی بنائی ہے۔ آپ کو 1994ء میں ادب کا نوبل انعام ملا۔ آپ دوسرے جاپانی ادیب ہیں جنہیں اس اعزاز کا حق دار سمجھا گیا۔

www.urduchannel.in

☆...... ادیب

☆...... آئرلینڈ

1995ء

سیمس ہینے

Seamus Heaney

☆...... پیدائش 13 اپریل 1939ء

آئرلینڈ کے شہرہ آفاق شاعر، مضمون نگار اور نقاد ہیں۔ آپ 1939ء میں شمالی آئرلینڈ کے علاقے لنڈنڈری میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کسان تھے۔ آپ نے کوئنز کالج بیلفاسٹ سے گریجویشن کی اور بعد ازاں وہیں لیکچرار مقرر ہوئے۔ آپ نے 1966ء سے 1972ء تک تدریسی خدمات سرانجام دیں جس کے بعد کلی طور پر قلم کاری کو اپنا ذریعہ معاش بنا لیا۔ آپ نے ''فیلڈ ڈے'' نامی تھیٹر کمپنی کی بنیاد رکھی اور انگریز شاعر ٹیڈ ہوز کے ساتھ مل کر بہترین اور مقبول شاعری کے مجموعے ''دی ریٹل بیگ'' کی ادارت بھی کرتے رہے۔ 1984ء میں آپ کو ہاورڈ یونیورسٹی کی جانب سے پروفیسری کی پیش کش ہوئی جسے آپ نے قبول کر لیا۔ 1989ء میں آپ آکسفورڈ یونیورسٹی منتقل ہو گئے جہاں 1994ء تک وہ شاعری کے پروفیسر رہے۔ ہینے کی شاعری میں فطرت کی نیرنگی اور آئرلینڈ کی سیاسی جدوجہد کی عکاسی ایک ساتھ دیکھی جا سکتی ہے۔ آپ ایک ایسے انقلاب پسند شاعر ہیں جو فرد کی آزادی، اعلیٰ قدروں کے فروغ اور رواداری کا پرچار کرتا دکھائی دیتا ہے۔ آپ کے مشہور مجموعہ ہائے فن یہ ہیں۔ ڈیتھ آف اے نیچرلسٹ (1984ء)، ڈور انٹو دی ڈارک (1969ء)، ونٹرنگ آؤٹ (1972ء)، فیلڈ ورک (1979ء)، نارتھ (1975ء)، اسٹیشن آئی لینڈ (1984ء)، ہالینٹرن (1987ء)، سی انگ تھنگز (1991ء) اور اسپرٹ لیول (1995ء)۔ آپ کو 1995ء میں ادب کا نوبل انعام عطا کیا گیا۔

☆...... ادیب

☆...... پولینڈ

1996ء

وسلاوا زمبروسکا

Wislawa Szymborska

☆...... پیدائش 2 جولائی 1923ء ☆...... وفات یکم فروری 2012ء

پولینڈ کی عالمی شہرت یافتہ شاعرہ ہیں۔ آپ 1923ء میں پولینڈ کے علاقے کراکاؤ میں پیدا ہوئیں۔ آپ کی شاعری نے پولینڈ کی نئی نسل کو بے حد متاثر کیا ہے۔ آپ اگرچہ ایک حقیقت پسند شاعرہ ہیں تاہم آپ نے رومانس کی چاشنی سے اپنی شاعری کو خالی نہیں رکھا۔ آپ کی مقبول نظم ''پہلی نظر کی محبت'' اس کی زندہ مثال ہے۔ آپ کی کتابوں کی تعداد نصف درجن سے زائد ہے۔ آپ کی ادبی خدمات کے باوصف آپ کو 1996ء میں نوبل انعام عطا کیا گیا۔ آپ کراکاؤ ہی میں مقیم تھیں۔

www.urduchannel.in

☆......ادیب

☆......اٹلی

1997ء

ڈاریوفو

Dario Fo

☆...... پیدائش 24 مارچ 1926ء

اٹلی کے معروف ڈرامانگار اور اداکار ہیں جنہیں ان کے سیاسی طور پر متنازعہ ڈراموں کی وجہ سے بے حد شہرت ملی۔ فو 24 مارچ 1926ء کو سان جیانو میں پیدا ہوئے۔ آپ نے میلان اکیڈمی آف فائن آرٹس سے گریجوایشن کی اور 1950ء میں ایک مقامی تھیٹر سے بطور پلے بیک رائٹر منسلک ہوگئے۔ اس دوران ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے لیے بھی کام کیا۔ 1955ء میں آپ روم چلے گئے اور تین سال تک دوسرے اداروں میں کام کیا۔ پھر اپنی بیوی اداکارہ فرانکا ریمے کے ساتھ اپنے تھیٹر گروپ ''ڈاریوفو فرانکا کمپگنا'' کی بنیاد ڈالی۔ اس دوران متنازعہ ڈرامے تخلیق کرنے کی وجہ سے جہاں انہیں عوام میں شہرت ملی، وہیں حکام کی نظروں میں معتوب قرار پائے۔ آپ نے بعدازاں 1968ء اور 1970ء میں دو مزید تھیٹر گروپ قائم کیے جو فیکٹریوں، کارخانوں اور مزدوروں کے کلبوں میں جاکر ان کے تخلیق کردہ ڈرامے اسٹیج کرتے تھے۔ آپ کے ڈراموں میں پولیس اور انتظامیہ کے رویے، سیاست دانوں کی مکاریاں، عوام کی زبوں حالی اور معاشرے کی تمام منافقتیں اصل رنگ میں نظر آتی ہیں۔ آپ کی خوبصورت تخلیقات کی بدولت 1997ء میں آپ کو ادب کے نوبل انعام سے نوازا گیا۔

☆......ادیب

☆......پرتگال

1998ء

جوزساراامیگو

José Saramago

☆...... پیدائش 16 نومبر 1922ء ☆......وفات 18 جون 2010ء

1998ء کا نوبل ادب انعام پرتگالی ادیب اور دنیا کے ایک منفرد ناول نگار جوز ساراامیگو کو دیا گیا۔ وہ 1922ء کو پرتگال کے جنوبی صوبے ریبا تیجو کے ایک گاؤں میں عام سے گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ہوش سنبھالتے ہی غربت و افلاس سے پالا پڑا جس کے سبب اسکول کی تعلیم ادھوری رہ گئی۔ فکر معاش میں مزدوری کی، صحافت اپنائی، کئی اور پیشوں سے رجوع کیا اور آخر کار ایک اشاعتی ادارے سے منسلک ہوگئے۔ 1975ء کے ملکی سیاسی بحران نے یہ ملازمت بھی گنوادی اور چند برس کے اندر اندر جوز ساراامیگو نے اپنی ساری توجہ لکھنے پر مرکوز کردی۔ ان کا پہلا ناول ''اے مینوئل آف پینٹنگ اینڈ کیلی گرافی'' 1977ء میں شائع ہوا۔ اس کا بنیادی موضوع ایک فنکار کی نشوونما ہے۔ 1982ء میں اپنے دوسرے ناول ''بلتزر اراینڈ بلیمونڈا'' سے وہ ادبی افق پر یکدم چمک اٹھے۔ یہ ایک پہلو دار تاریخی ناول ہے جس کے بنیادی اوصاف میں تخیل کی فراوانی اور بصیرت افروز اسلوب کو اہمیت حاصل ہے۔ 1984ء میں ان کا ناول ''رکاردورائز کی موت کا سال'' شائع ہوا۔ ان کا ناول ''پتھر کا بیڑا'' سیاست دانوں اور صاحبان اقتدار پر گہری نظر ہے۔ ''لزبن کے محاصرے کی تاریخ،'' نامی ناول 1989ء میں شائع ہوا۔ زبان پرشکوہ اور اسلوب پیچیدہ ہے اور ساراامیگو تاریخ کو ازسرنو لکھنے میں نہایت کامیاب رہے، اسی کامیابی نے انہیں یہ راہ دکھائی کہ وہ یسوع مسیح کی زندگی پر قلم اٹھائیں۔ اس ناول پر بہت شور مچا۔ ''اندھاپن---ایک ناول'' 1995ء میں شائع ہوا اس کا تانا بانا ایک مرکزی علامت کے گرد بنا گیا ہے۔ سرخ بتی پر ٹریفک رکی ہوئی ہے۔ بتی

www.urduchannel.in

سبز ہونے پر ٹریفک چل پڑتی ہے سوائے ایک گاڑی کے جس کے اندر بیٹھا آدمی چیخ رہا ہے۔ ''میں اندھا ہوگیا'' ان کی تازہ ترین کتاب ''سارے نام'' (All The Names) ہے۔ سارا میگو کو زبان کے استعمال پر بے پناہ قدرت حاصل ہے۔ انہوں نے زبان و بیان میں نت نئے تجربے کیے اور اپنے اسلوب کی روانی و نغمگی سے بے حد داد پائی۔ ان کے ناولوں کے بنیاد پرتگال کی تاریخ، سیاسی جبر اور غربت پر رکھی گئی ہے۔ اس حوالے سے ان کا موازنہ کولمبیا کے گبریل گارشیا مارکیز سے کیا جاتا ہے۔ خود کو نوبل انعام ملنے پر جوز سارامیگو نے کہا: ''پرتگیزی زبان کو اس انعام کے لیے سو برس تک انتظار کرنا پڑا۔''

☆...... ادیب

☆...... جرمنی

1999ء

گنتر گراس

Günter Grass

☆...... پیدائش 16 اکتوبر 1927ء

''اگر کتابیں دستیاب نہ ہوں گی تب بھی داستان گو موجود ہوں گے!''

یہ الفاظ جرمن شاعر، ناول نگار اور ڈراما نویس گنتر گراس کے ہیں جس نے اپنے غیر معمولی ناول ''دی ٹن ڈرم'' سے جرمن نسل کی ادبی ترجمانی کا اعزاز حاصل کر لیا۔ وہ نازی دور میں پروان چڑھا۔ 1999ء میں نوبل ادبی انعام حاصل کرنے پر اس نے اپنے آپ کو آگہی کا ایک ایسا پیام بر قرار دیا جو بعد از وقت آیا اور جس کا دل دلیل سے بھر چکا تھا۔ اس کے بیشتر ناولوں کا پس منظر اس کی جائے ولادت ڈان زگ ہے جہاں اس کا باپ سبزی بیچتا تھا۔ گراس نے ابتدائی تعلیم کے بعد سولہ برس کی عمر میں فوج میں شمولیت اختیار کر لی۔ دوسری جنگ عظیم میں وہ زخمی ہوا اور چیکوسلواکیہ میں جیل کاٹی۔ 1946ء میں رہائی پانے کے بعد گراس نے مجسمہ سازی سیکھنے کے لیے آرٹ اکیڈمی میں داخلہ لیا۔ 1955ء تک اس کا یہی مشغلہ رہا۔ اس دوران اس نے اٹلی، فرانس اور اسپین کے سفر بھی کیے اور 1954ء میں اینا مار گریٹ بچوارڈز سے شادی کی۔ 1978ء میں طلاق ہونے کے بعد گراس نے اگلے برس آئی گرونٹ سے شادی کی۔ اس نے ناول نگاری کے علاوہ بے شمار ڈرامے لکھے اور اپنے مضامین میں حالیہ جرمن تاریخ کے ساتھ ساتھ سیاست اور دیگر مسائل پر قلم اٹھایا۔ گراس کی اہم تخلیقات میں ''The Rat''، ''The Call of the Toad''، ''Dog years'' اور ''Mouse and Cat'' کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اول الذکر میں ناول کا بیان کنندہ ایک چوہیا کو بطور تحفہ پاتا ہے جو مختلف کہانیوں میں یہ ثابت کرتی ہے کہ چوہے زمین کے وارث بنیں گے۔

موخرالذکر ناول دو بیواؤں کی کہانی ہے جو ان جرمنوں کی واپسی کے متعلق ہے جو بعد از جنگ جلا وطن کیے گئے۔ گراس ''برلن اکادمی فنون'' کا صدر بھی رہا۔ اس نے بے شمار انعامات حاصل کیے جن میں گرپیل 47 پرائز (1958ء) کریٹکس پرائز (1960ء جرمنی) فارن بک پرائز (1968ء) بوزہمنیس پرائز (1949ء) اور مانڈیلو پرائز (1977ء پالرمو) وغیرہ شامل ہیں۔ کئی نامزدگیوں کے بعد اسے ''The Rat'' پر 1999ء میں نوبل انعام ملا۔

www.urduchannel.in

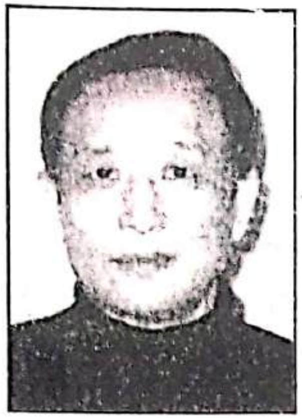

☆...... ادیب

☆...... چین

2000ء

گاؤزنجیان

Gao Xingjian

☆...... پیدائش 4 فروری 1940ء

گذشتہ صدی کے آخری برس میں ادب کا نوبل انعام پانے والے گاؤزنجیان 4 فروری 1940ء کو مشرقی چین کے صوبے یانگ سی میں ''یان ژوا'' کے مقام پر پیدا ہوئے۔ باپ ایک بینکار اور ماں شوقیہ اداکارہ تھی۔ بنیادی تعلیم عوامی جمہوریہ چین کے مختلف اسکولوں سے حاصل کی اور پھر بیجنگ سے 1962ء میں فرانسیسی زبان میں ڈپلومہ حاصل کیا۔ 1966-67 کے ثقافتی انقلاب کے دوران انہیں واپس تعلیم کے کیمپ میں بھیجا گیا جہاں گاؤ نے وہ سارے مسودے نذر آتش کر دیے جو اس نے اس وقت تک لکھے ہوئے تھے۔ 1979ء میں انہوں نے فرانس اور اٹلی کے سفر کیے۔ 1986-87 کے دوران ان کی مختصر کہانیاں، مضامین اور ڈرامے چین کے ادبی رسالے میں شائع ہوئے اور درج ذیل چار کتابیں شائع ہوئیں (1) جدید افسانوی ادب کے فن پر ابتدائی بحث (2) ''سرخ چونچ نامی کبوتر'' 1985ء (3) ڈراموں کا مجموعہ 1985ء (4) ڈرامائی پیش کش جدید ہیت کی تلاش میں۔ ان کی انگریزی تصانیف میں ''جنگلی آدمی''، ''بھگوڑے''، ''دوسرا کنارہ''، ''پہاڑ کی روح'' اور ''ایک آدمی کی بائبل'' خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ ڈراما نگار کے طور پر گاؤ نے 1982ء میں اپنی پہچان کرائی اور ان کا پہلا ڈراما منظر عام پر آیا تاہم اگلے برس اس پر پابندی عائد کر دی گئی۔ ان کے ڈرامے ''بس اسٹاپ'' (1983) کو ذہنی آلودگی کے خلاف مہم کے دوران فضول قرار دیا گیا۔ 1986ء میں دوسرا کنارہ پر پابندی لگا دی گئی اور تب سے اب تک ان کا کوئی ڈراما چین میں نہیں کھیلا گیا۔ 1987ء میں انہوں نے فرانس میں سیاسی پناہ حاصل کر لی۔ ''بھگوڑے'' 1989ء کے قتل عام پر لکھا گیا جس پر حکومت چین نے انہیں ''ناپسندیدہ شخصیت'' قرار دے دیا۔ ان کی بیشتر تصانیف دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہیں۔

www.urduchannel.in

☆...... ادیب

☆...... برطانیہ

2001ء

وی ایس نائپال

Sir Vidiadhar Surajprasad Naipaul

☆...... پیدائش 17 اگست 1932ء

نئی صدی کے اولیں برس میں نوبل ادبی انعام کے لئے سویڈش اکادمی نے جس ادیب کا انتخاب کیا۔ وہ ہندی نژاد برطانوی مصنف وی ایس نائپال ہے۔ انعام کا اعلان ہوتے ہی ہندوستان کے ساتھ ساتھ دنیا کے دیگر گوشوں سے بھی انتخاب پر تنقید کا آغاز ہوگیا اور اکادمی کا یہ فیصلہ اعتراضات کی لپیٹ میں آ گیا۔ روزنامہ ''دی ٹائمز آف انڈیا'' نے نائپال کی اسلام دشمنی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ''نائپال کے نظریات ناپختہ اور جذباتیت سے آلودہ ہیں۔ اسلام کے بارے میں اس کا رویہ معاندانہ ہے۔ اسے ایسے حالات میں نوبل انعام دیا گیا جب سارا عالم اسلام مضطرب ہے......'' اس کے برعکس نوبل کمیٹی نے نائپال کے استحقاق کے جواز میں لکھا۔ ''وہ ایسے ادیب ہیں جن کا ہاتھ وقت کی نبض پر ہے۔ انہوں نے ادب کے عصری رجحان اور آدرش سے لاتعلقی اختیار کر کے اپنے لئے الگ راہ نکالی ہے۔ یہ وہ راہ ہے جس میں فکشن اور نان فکشن کے مابین روایتی فرق خاصا کم ہوگیا ہے۔'' کمیٹی کے مطابق نائپال نے ایک گمنام، پسماندہ اور کچلے ہوئے طبقے کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے جو اب تک اس کی نگاہوں سے روپوش تھا۔ یہ پسا ہوا طبقہ ہندوستان کے غریب لاچار عوام ہیں جن کی بدحالی سے متعلق نائپال کے تین ناول قابل ذکر ہیں۔ (1) اندھیر نگری۔ 1964ء (2) ہندوستان...... ایک زخمی تہذیب (1977) (3) ہندوستان...... اب دس لاکھ غدر (1990)

وی ایس نائپال کا خاندان بھی اسی کچلے طبقے سے تعلق رکھتا ہے۔ 1880ء میں اس کے

دادا ایک جبری مزدور کے طور پر ہندوستان سے ٹرینی داد گئے۔ ان کی زندگی افلاس میں گزری۔ نائپال کے والد شیو پرساد نے پڑھ لکھ کر صحافت کا پیشہ اختیار کیا۔ ان کی تحریروں میں جدوجہد اور احتجاج کی واضح جھلک ہے۔ نائپال کے ناول ''اے ہاؤس فار مسٹر بسواس'' کو ایک اہم تصنیف قرار دیا گیا ہے۔ اس میں کہانی کا ہیرو نائپال کا والد شیو پرساد ہے۔ کہانی کے مطابق ایک ہندوستانی برہمن ٹرینی داد میں جا بسا ہے لیکن اپنی جڑ سے اکھڑ جانے کا غم اسے کچوکے لگاتا رہتا ہے۔ اس کی بیشتر تخلیقات کا موضوع یہی جڑ کی تلاش ہے جو آفاقی صورت اختیار کر گیا ہے۔ اپنی جڑ کی تلاش میں نائپال خود بھی کئی بار ہندوستان آیا اور پٹنہ سے لے کر پورے ملک کو ایک ایسا پیشاب خانہ قرار دیا جس میں عفونت، سڑاند اور تعفن ہے۔ نائپال کی دیگر تخلیقات درج ذیل ہیں: (1) امنگ دی بیلیورز۔ 1981ء (2) فائنڈنگ دی سنٹر۔ 1984ء (3) این انگما آف ارائیول۔ 1987......اسی پر اسے نوبل انعام دیا گیا۔ (4) اے وے ان دی ورلڈ...... 1994ء (5) بی یانڈ بیلف...... 1998ء (6) ہاف اے لائف...... 2001ء۔

نائپال نے ٹرینی داد کے شہر پورٹ آف اسپین کے علاقے چاگوناز میں جنم لیا۔ اٹھارہ برس کی عمر میں انگلستان کا سفر کیا اور یونیورسٹی کالج آکسفورڈ سے تعلیم پائی۔ 1953ء میں اس نے آرٹس میں بی اے کی ڈگری حاصل کی اور انگلستان ہی میں اقامت اختیار کر لی۔ پچاس کی دہائی کے درمیانی چند برسوں میں نائپال نے خود کو مکمل طور پر تصنیف وتالیف کیلئے وقف کر دیا۔ اس کی پہلی تصنیف "The Mystic Msseur" 1957ء میں منظر عام پر آئی۔ اس کی تصانیف ''گوریلے'' (1975) اور ''دریا میں ایک موڑ'' (1979) شہری دنیا میں نوآبادیاتی نظام اور اس کے نتیجے میں ابھرنے والی قوم پرستی کا احاطہ کرتی ہیں۔ موخرالذکر میں افریقہ کی تصویر کشی اس خوبصورتی سے کی گئی ہے کہ جسے کونرڈ کے A Hart of Darkness کے مماثل قرار دیا جاسکتا ہے۔ نوبل انعام سے پہلے نائپال نے جو ادبی انعام حاصل کیے، ان میں بکر پرائز 1971ء اور ٹی ایس ایلیٹ ایوارڈ 1986ء شامل ہیں۔ 1990ء میں نائپال کو ملکہ الزبتھ نے نائٹ ہڈ (Knighthood) کا اعزاز عطا کیا۔

www.urduchannel.in

☆...... ادیب

☆...... ہنگری

2002ء

امرے کرٹیز

Imre Kertész

☆...... پیدائش 9 نومبر 1929ء

بڈاپسٹ، ہنگری سے تعلق رکھنے والے امرے کرٹیز کی پیدائش 9 نومبر 1929ء کو ہوئی۔ اس کا تعلق یہودیت سے تھا، اس کی سوچ پر بھی اس کا مکمل عکس پایا جاتا تھا، 1944ء میں اس کی سوچ کی وجہ سے اسے آش وِٹز سے بے دخل کر دیا گیا تھا، اس پر اس کی سوچ میں تبدیلی پیدا ہوئی اور وہ 1945ء کو ہنگری میں واپس آیا اور یہاں اس نے بڈاپسٹ کے ایک اخبار کے لیے کام کرنا شروع کیا مگر اسے یہاں سے بھی اس وقت ہٹا دیا گیا، جب اس اخبار کو کمیونسٹ پارٹی کے لوگوں نے خرید لیا۔ دو سال کی ملٹری سروس کے بعد اس نے اپنے آپ کو ایک انفرادی اور آزاد لکھاری کے طور پر متعارف کروایا اور جرمن ادیبوں کے مترجم کے طور پر ابھر کر سامنے آیا۔

کرٹیز کا پہلا ناول 1975ء میں طبع ہوا، جس میں اس نے اپنے ابتدائی حالات کو موضوع بنایا تھا۔ اس کو مختلف پبلشروں نے شائع کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ لیکن جب یہ شائع ہوا تو اسے اس کی توقع کے برعکس خاصی پذیرائی ملی۔

اس کے مختلف ناولوں ''فیاسکو، کادش فار اے چائلڈ ناٹ بورن، نیوم کیریسو، دی پاتھ فائنڈر، ایز ایگول لیبا گو، کرونیکل آف اے میٹا مارفوسس'' وغیرہ نے اسے شہرت عطا کی۔

1995ء میں اسے برانڈ برگر لٹریچر ایوارڈ سے نوازا گیا۔ 1997ء میں اسے لیپزگر یوریائون، 2000ء میں ویلٹ لٹر پرائز ایوارڈ، 2001ء میں رابرٹ بوس اسٹفنگز ایوارڈ، 2002ء میں ہانز بھی پرائز سے نوازا گیا۔ امرے کرٹیز کی تحریروں کا مختلف زبانوں مثلاً جرمن، اسپینش، فرنچ، انگلش، چیک، رشین اور سوئڈش وغیرہ میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

☆...... ادیب

☆...... ساؤتھ افریقہ

2003ء

جان ایم کوئٹزے

John M. Coetzee

☆...... پیدائش 9 فروری 1940ء

ساؤتھ افریقہ سے تعلق رکھنے والے جان ایم کوئٹزے کی پیدائش 9 فروری 1940ء کو کیپ ٹاؤن میں ہوئی۔ وہ دو بچوں میں سب سے بڑا تھا، اس کی والدہ پرائمری اسکول ٹیچر تھیں۔ اس کے والد قانون کی ڈگری رکھنے کے باوجود پریکٹس نہیں کرتے تھے، انہوں نے ساؤتھ افریکن فورسز کی نارتھ افریقہ اور اٹلی میں مدد کی تھی۔ گو کہ وہ برطانیہ میں زیادہ عرصہ نہیں رہے پھر بھی ان کے گھر میں انگریزی بولی جاتی تھی۔

کوئٹزے نے پرائمری اسکول کی تعلیم کیپ ٹاؤن میں حاصل کی، جبکہ سیکنڈری اسکول کی تعلیم اس نے ایک ایسے اسکول میں حاصل کی جو کیتھولک مزاج رکھتا تھا۔ اس نے 1956ء میں میٹرک پاس کیا تھا۔

اس نے 1957ء میں یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور 1961ء میں انگلش اور میتھ میں گریجوئیٹس کی اعزازی ڈگری حاصل کر لی۔ 1965ء میں اس نے یونیورسٹی آف ٹیکساس سے گریجویٹ کیا اور 1968ء میں انگلش اور جرمن لینگوئجز میں پی ایچ ڈی گریجویٹ کی ڈگری حاصل کی۔

تین سال (1968-71) تک جان ایم کوئٹزے نے اسٹیٹ یونیورسٹی آف ٹیکساس میں اسسٹنٹ پروفیسر آف انگلش کے طور پر کام کیا۔ اس دوران اس کی امریکی شہریت کے لیے دی گئی درخواست کو مسترد کر دیا گیا تو وہ واپس کیپ ٹاؤن آ گیا جہاں اس نے 2000ء تک یونیورسٹی آف کیپ ٹاؤن میں اہم عہدوں پر فرائض ادا کیے۔ اس میں سے آخری عہدہ

www.urduchannel.in

ڈسٹنگوئش پروفیسر آف لٹریچر کا تھا۔

جان ایم کوئٹزے نے فکشن رائٹر کے طور پر 1969ء میں کام شروع کیا۔ اس کی پہلی کتاب ''ڈسک لینڈ'' ساؤتھ افریقہ میں 1969ء میں شائع ہوئی تھی۔ ''ان دی ہرٹ آف دی کنٹری'' نے 1977ء میں ساؤتھ افریقہ کا اعلیٰ ادبی ایوارڈ حاصل کیا تھا۔ ''لائف اینڈ ٹائمز آف مائیکل کے، ویٹنگ فار دی باربیرینز'' نے بین الاقوامی طور پر اعزازات حاصل کیے۔ ان کے علاوہ ''ایج آف آئرن، فو، دی ماسٹر آف پیٹرس برگ، ڈس گریس'' اس کی ایسی تحریریں ہیں، جنہوں نے کتابوں کے اعلیٰ اعزازات حاصل کیے۔

جان ایم کوئٹزے خود بھی ڈچ اور افریقن ادب کے مترجم کے طور پر زیادہ کام کر رہا ہے۔ 2002ء میں وہ بیلجیم میں رہائش پذیر ہوگیا، جس کی اسے شہریت دی گئی تھی۔

☆......ادیب

☆......جرمنی

2004ء

ایلفریڈی جیلی نیک

Elfriede Jelinek

☆......پیدائش 20 اکتوبر 1946ء

20 اکتوبر 1946ء کو آسٹیا میں پیدا ہونے والی ایلفریڈی جیلی نیک، جرمن زبان کی معروف ادیبہ ہے۔

ایلفریڈی جیلی نیک نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ لکھنے میں گزارا، اس نے زیادہ تر تحریریں جرمن زبان میں لکھی ہیں، اس کا کچھ کام انگریزی زبان پر بھی مشتمل ہے مگر اس کی مقدار بہت کم ہے۔ ہاں اس کی بہت سی تحریروں کا ترجمہ انگریزی زبان میں ہوا ہے۔

ایلفریڈی جیلی نیک کی پہلی تحریر 1967ء میں منظر عام پر آئی۔ یہ رومن زبان میں ایک مختصر سی تحریر تھی، جس میں ایک بچے کے احساسات بیان کیے گئے تھے۔ 1970ء سے 1990ء تک ہر سال اس کا ایک ناول لوگوں کی توجہ حاصل کرتا رہا۔ 1991ء سے 2002ء تک اس کی تحریروں نے نہ صرف عوامی حلقوں بلکہ ادبی حلقوں سے بھی خوب پذیرائی حاصل کی۔ اس کے ترجمہ کیے گئے معروف ناولوں میں ''دی پیانو ٹیچر، ونڈرفل ونڈرفل، ٹائم لسٹ، اینارگریڈ'' شامل ہیں۔

www.urduchannel.in

☆...... ادیب

☆...... برطانیہ

2005ء

ہیرولڈ پنٹر

Harold Pinter

☆...... پیدائش 10 اکتوبر 1930ء ☆......وفات 24 دسمبر 2008ء

10 اکتوبر 1930ء کو لندن میں پیدا ہونے والے ہیرولڈ پنٹر کو ڈرامہ نگاری میں کمال حاصل تھا۔ ان کے ڈراموں کا پہلا مجموعہ ''دی روم'' 1957ء میں لکھا گیا۔ اسی سال اس کا ''دی برتھ ڈے پارٹی'' اور ''دی ڈمپ ویٹر'' بھی منظر عام پر آیا۔ اس سے اگلے سال ''اے سلائٹ ایش'' اور ''دی ہاٹ ہاؤس'' نے ان کی حیثیت کو ایک ماہر فن کے طور پر پہچان کروائی۔ انہوں نے اپنے کام کو مہارت اور لگن سے جاری رکھا اور ہر سال اپنے ڈراموں کے مجموعوں میں اضافہ کرتے رہے۔ ان کے مجموعے ''دی کیئر ٹیکر، اے نائٹ آؤٹ، نائٹ اسکول، دی ڈوارفس، دی کلیکشن، ٹی پارٹی، دی ہوم کمنگ، دی بیسمنٹ، لینڈ اسکیپ، سائلنس، اولڈ ٹائمز، مونولوگ، نومینز لینڈ، بیٹرایال، فیملی وائسز، ادر پلیسز، اے کائنڈ آف الاسکا، وکٹوریا اسٹیشن'' اور ''ماؤنٹین لینگویج'' ایسے ڈرامے ہیں کہ جن پر مختلف اوقات میں فلمیں بھی بن چکی ہیں، جنہیں شائقین نے بے حد پسند کیا۔

ہیرولڈ پنٹر سے ایک صحافی نے انعام کے اعلان کے بعد رابطہ کیا اور ان سے ان کی رائے مانگی تو انہوں نے چند جملے ادا کیے۔ انہوں نے کہا کہ وہ انعامی کمیٹی کے فیصلے سے مطمئن ہیں، انہیں اس بات پر بے حد خوشی ہے کہ اس سال انہیں اس انعام کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔

ان کا انتقال 24 دسمبر 2008ء کو لندن میں ہوا۔

☆...... ادیب

☆...... ترکی

2006ء

اورہان پاموک

Orhan Pamuk

☆...... پیدائش 7 جون 1952ء

اورہان پاموک 7 جون 1952ء کو استنبول، ترکی میں پیدا ہوئے۔ انہیں تاریخ بیان کرنے پر قدرت حاصل ہے۔ انہوں نے ترکی اور خصوصاً استنبول کے بارے میں تاریخی حقائق بڑی تحقیق اور تفصیل سے بیان کیے۔

اپنے بارے میں بیان کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ میری آدھی کتابیں استنبول کے بارے میں ہیں تو آدھی میری اپنی زندگی کے بارے میں ہیں۔ میں نے اپنے شہر کے ساتھ ساتھ اپنے بارے میں بھی بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ یہ ایک انوکھا تجربہ تھا۔

میں استنبول میں 7 جون 1952ء پیدا ہوا۔ میرے دادا بہت کامیاب سول انجینئر اور کاروباری شخص تھے۔ انہوں نے بڑی بڑی یادگار، تاریخی عمارات بنائیں، ریل روڈ اور کارخانے بھی بنائے۔ میرے والد نے بھی ان کے راستے کو چنا، لیکن دولت کمانے کے بجائے نقصان کا باعث بنے اور کافی نقصانات اٹھائے۔ میں نے بھی اپنی تعلیم کے بعد تین سال آرکیٹیکچر کی تعلیم حاصل کی، لیکن میں نے اسے چھوڑ دیا، صحافت کو اپنایا اور ایک لکھاری کے طور پر اپنے آپ کو متعارف کروایا۔

میرا پہلا ناول 1982ء میں شائع ہوا اور اسی سال میں نے ایلن سے شادی کر لی۔ ہم دونوں نے اسکول، کالج اور سیر و تفریح میں بہت سا وقت ایک دوسرے کے ساتھ گزارا تھا لیکن اس کے باوجود میں اکثر اس سے کہا کرتا کہ کاش میں کسی گاؤں کی لڑکی سے شادی کر لیتا، اس سے آپ ہم دونوں کے درمیان تعلقات کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ 1991ء میں ہماری بیٹی

www.urduchannel.in

''رویا'' پیدا ہوئی، اس کا نام ''دی بلیک بک'' کے ناول کی ہیروئن کے نام پر رکھا گیا۔

میں نے اپنا بیشتر وقت لکھنے میں گزارا، میں نے کولمبیا یونیورسٹی کا دورہ ایک اسکالر کے طور پر کیا، وہاں میری بیوی بھی کام کرنے لگی۔ میں امریکیوں کی کتب کا خزانہ دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ وہیں میں نے اپنی بیوی سے علیحدگی حاصل کرلی۔ لیکن میری بیٹی اور وہ اب بھی میری اچھی دوست ہیں۔

میں نے اپنی زندگی کا بہت سا وقت صرف لکھنے میں گزار دیا، مجھے جس بات پر فخر محسوس ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ میرے ناول 55 مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوکر شائع ہو چکے ہیں۔ یہ بات میرے لیے کسی اعزاز سے کم نہیں ہے۔ میں جب لکھنے لگتا ہوں تو مکمل طور پر اسی میں گم ہو جاتا ہوں، گویا اس کا حصہ بن جاتا ہوں، میری زندگی کو دیکھنے کے لیے میرے ناولوں کو دیکھ لیں۔

☆......ادیب

☆......ایران

2007ء

ڈورس لیسنگ

Doris Lessing

☆...... پیدائش 22 اکتوبر 1919ء

22 اکتوبر 1919ء کو ایران کے علاقے کرمان شاہ میں پیدا ہونے والی ڈورس لیسنگ نے انگریزی میں لکھا۔ اپنی زندگی کے بارے میں بیان کرتے ہوئے وہ کہتی ہیں۔ ''میری پیدائش کے کافی عرصے بعد ایک کتاب میرے ہاتھ میں تھی، جس کا نام ''ری مینڈ رڈ'' تھا اور جسے ایک برطانوی تاجر نے لکھا تھا، یہ کتاب میں نے ایک پرانی کتابوں کی دکان سے خریدی تھی۔ اس میں لکھنے والے نے لکھا تھا کہ وہ کس طرح اپنے ملک سے میرے ملک میں آیا اور اس نے مختلف بھیس بدل بدل کر ایک جاسوس کے فرائض انجام دیے۔ میں نے اپنے والد کے ساتھ جو ابتدائی زندگی گزاری، اس میں مجھے اندازہ ہوا کہ جو لوگ گاؤں، دیہات میں زندگی گزارتے ہیں، وہ کتنی مشکلات سے گزرتے ہیں۔ میں نے گھوڑوں کے اصطبل میں بہت سا وقت گزارا ہے، ان کی تربیت کی ہے، اپنے والد کے ساتھ گھوڑوں کے بارے میں بہت کچھ جانا۔ جس طرح ایک بچہ اپنے کھلونوں سے مانوس ہو جاتا ہے، بالکل اسی طرح میں بھی اپنے ماحول سے پوری طرح مانوس تھی، مجھے اصطبل میں پائی جانے والی بو کا کوئی احساس نہیں ہوتا تھا۔ ان ساری باتوں نے میری قوت مشاہدہ کو بہت تیز کیا۔

میرے اہل خانہ نے تہران کو خیر باد کہا اور ماسکو کے راستے انگلینڈ پہنچے۔ انہوں نے وہاں ہی ڈیرہ ڈال دیا۔ 1939ء سے 1945ء کی جنگ نے جہاں بہت سے علاقوں کو متاثر کیا

www.urduchannel.in

تھا، وہاں ہمارا علاقہ بھی فوجی پناہ گزینوں سے بھرا ہوا تھا۔ جب آپ جوان ہوتے ہیں تو کوئی بھی خوبصورت شخص آپ میں جوانی کی امنگیں بیدار کر دیتا ہے، ایسا ہی میرے ساتھ ہوا اور ایک فوجی کے ساتھ میری زندگی منسلک کر دی گئی۔"

ڈورس لیسنگ نے اپنی زندگی کے حالات پر ایک حساس ناول بھی لکھا، جسے تمام حلقوں میں بے حد پسند کیا گیا اور اس پر اسے اعزازات سے بھی نوازا گیا۔

☆...... ادیب

☆...... فرانس

2008ء

جین میری گسٹیو لی کلیز یو

Jean-Marie Gustave Le Clézio

☆...... پیدائش 13 اپریل 1940ء

13 اپریل 1940ء کو فرانس کے شہر نائس میں پیدا ہونے والے جین میری گسٹیو لی کلیز یو نے اپنی تحریروں پر بے شمار انعامات و اعزازات حاصل کیے ہیں۔ انہوں نے یہاں سے ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری حاصل کی۔ انہوں نے ساتویں آٹھویں سال سے ہی نظمیں، چھوٹی کہانیاں، قصے غرض جو کچھ بھی لکھا، وہ اس وقت تک کہیں شائع نہ ہوا جب تک اس کا پہلا ناول شائع نہیں ہوا۔ اس ناول نے فرنچ اکیڈمی سے ادب کا اعلیٰ اعزاز حاصل کیا۔

نوبل پرائز ادارے کے چیف ایڈیٹر آدم اسمتھ نے ایک مختصر سا انٹرویو ان سے لیا، جو پیش خدمت ہے۔

آدم: آپ کو نوبل انعام کا حقدار قرار دیا گیا ہے، اس پر آپ کے محسوسات کیا ہیں؟

جین: بے حد خوشی ہو رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ جب آپ کو آپ کے کسی کام پر انعام کا حقدار ٹھہرایا جاتا ہے تو خوشی تو ہوتی ہی ہے۔ پھر یہ تو انعام بھی وہ ہے جس کی سب تمنا کرتے ہیں۔

آدم: آپ ماریشس کے رہنے والے ہیں، فرانس میں آباد ہو گئے لیکن دو زبانوں کی واقفیت کے باوجود آپ نے صرف فرانسیسی میں لکھا۔ ایسا کیوں ہے؟

جین: چونکہ بچپن سے تعلیمی مراحل تک میرا واسطہ صرف فرانسیسی سے پڑا، اس لیے میرا پہلا رابطہ فرنچ ہے، یہی وجہ ہے کہ میں نے اپنے پہلے واسطے کو ذریعہ اظہار بنایا۔

www.urduchannel.in

آدم: آپ نے اب تک 30 کے قریب کتابیں لکھ ڈالی ہیں، کیا لکھنا اتنا ہی آسان ہے کہ آپ نے قلم کاغذ پر رکھا اور لکھنا شروع......؟

جین: جی ہاں کچھ ایسا ہی ہے کہ میں جہاں اور جس وقت چاہوں، لکھنا شروع کر دیتا ہوں، مجھے کسی قسم کے ماحول کے تخلیق کی ضرورت نہیں پڑتی۔

☆......ادیب

☆......رومانیہ

2009ء

ہرٹا ملر

Herta Müller

☆...... پیدائش 17 اگست 1953ء

زندگی کو اس کے صحیح تناظر میں بیان کرنے اور اس کی حساسیت کو اجاگر کرنے والی ہرٹا ملر 17 اگست 1953ء کو بنات، رومانیہ میں پیدا ہوئی۔ جہاں جرمن زبان بولی جاتی ہے۔

پہلی جنگ عظیم کے دوران یہ علاقہ بیدار ہوا تو دوسری جنگ عظیم میں انہوں نے اعلان کردیا کہ وہ جرمنی کے ساتھ ہیں۔ جس وقت اس علاقے کو شکست ہوئی، اس وقت اسٹالن نے اعلان کیا یہاں کے وہ تمام افراد جن کی عمریں سترہ سے پینتالیس سال تک ہیں، وہ پانچ سال کے لیے اس علاقے سے بے دخل کیے جاتے ہیں، اپنی سزا کے پورا ہونے کے بعد انہیں اس علاقے میں آنے کی اجازت ہوگی۔

ہرٹا ملر نے رومانیہ اور جرمنی کے ادب کو بہت گہرائی سے پڑھا۔ اس کی مددگار بنات کی ایک معروف ادبی تنظیم تھی جس نے اسے رہنمائی بھی فراہم کی۔ ہرٹا ملر کے والد فوج میں تھے، اس نے ان کو بہت قریب سے دیکھا، اس نے کیمونسٹ آئیڈیالوجی کو اپنایا اور اس کا اثر ہی اس کی تحریروں میں نظر آتا ہے۔ اس نے تمی سوارا کی ایک مشین فیکٹری میں مترجم کے فرائض انجام دیے۔ 1979ء میں اس نے رومانیہ کی خفیہ پولیس تک رسائی حاصل کی اور وہاں کے لیے خدمات انجام دینے میں دلچسپی ظاہر کی لیکن اسے مسترد کردیا گیا کیونکہ اس کو جاننے والوں کی تعداد اچھی خاصی تھی جس کی وجہ سے وہ ناکام رہی۔

1982ء میں اس کی پہلی کتاب "نائدروگن" شائع ہوئی۔ 1984ء میں اس کی کتاب "ڈرکندرٹنگو" شائع ہوئی جو مختصر کہانیوں پر مشتمل تھی، اس کے بعد اس کا نام اچانک ہی

www.urduchannel.in

بلندیوں پر چلا گیا۔ ہرٹا ملر کو اس کتاب نے شہرت کے آسمان پر پہنچا دیا تھا۔

1989ء میں اس کی کتاب ''ٹریولنگ آن ون لیگ'' شائع ہوئی اور اس نے بھی کامیابیوں کے جھنڈے گاڑے۔ 1994ء میں ''دی لینڈ آف گرین پلمس'' 1997ء میں ''دی اپائنٹ منٹس'' شائع ہوئیں، جس میں اس کے منتخب مضامین کو شامل کیا گیا تھا۔ 2009ء میں اس کے ناول ''ایٹمشا وکل'' میں اس نے رومانیہ میں جرمن لوگوں کے وہ حالات بیان کیے تھے، جن سے وہ لوگ دوچار ہوئے، جو ان علاقوں میں رہتے تھے، انہوں نے پانچ سالہ جبری مشقت کی، اپنوں سے دوری برداشت کی اور بے شمار تکالیف کا سامنا کیا۔

☆......ادیب

☆......پیرو

2010ء

ماریو ورگاس لیوسا

Mario Vargas Liosa

☆......پیدائش 28 مارچ 1936ء

ماریو ورگاس لیوسا 28 مارچ 1936ء میں ارکیوپا میں پیدا ہوئے جو پیرو کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ اسے بتایا گیا تھا کہ اس کے والد کا انتقال ہو چکا ہے، یہ جھوٹ اس کی والدہ نے بولا تھا محض اس لیے کہ وہ اس بارے میں سوالات نہ کرے لیکن یہ جھوٹ اس وقت سامنے آ گیا، جب اس کے والد 1946ء میں اس کی والدہ کے رشتے داروں اور اپنے عزیزوں سے ملنے کے لیے وہاں آئے تھے۔ اس معاملے نے ماریو ورگاس لیوسا کی زندگی میں بہت بڑا انقلاب برپا کیا، اس نے پہلی مرتبہ ناانصافی، معاشی حالات اور معاشرتی مجبوریوں کو سمجھنے کی کوشش کی۔ اس نے اس کی زندگی میں بہت سی تبدیلیاں پیدا کر دیں۔

ان دنوں میں جب کہ وہ بچپن کو کہیں بہت دور چھوڑ آیا تھا، پیرو کے سیاسی حالات نے اس کے گھر کو بھی متاثر کیا۔ ڈکٹیٹر مینول اوڈریا نے 1948ء میں طاقت حاصل کی اور آئندہ آٹھ سال کے لیے حکومت پر مسلط ہو گیا جبکہ ماریو ورگاس لیوسا اس وقت سان مارکوس میں قانون اور ادب کا طالب علم تھا۔ یہ ایسے حالات تھے، جنہوں نے اسے بہت متاثر کیا اور آخر کار 1969ء میں لکھے گئے ناول ''کنورسیشن ان دی کیتھیڈرل'' کا سبب بنے۔

ماریو ورگاس لیوسا کے لکھنے کی ابتدا 1963ء میں ہوئی، جب اس کا پہلا ناول ''دی ٹائم آف دی ہیرو'' سامنے آیا۔ وہ ہمیشہ سے استعماری قوتوں کے خلاف ہے، اس نے جبر و تشدد اور طاقت کے نظام کو بہت قریب سے دیکھا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ اس نے ان سب پر لکھنے میں کسی قسم کی رعایت کا مظاہرہ نہیں کیا ہے۔

www.urduchannel.in

ماریو ورگاس لیوسا نے 1977ء میں شائع ہونے والے ناول ''آنٹ جولیا اینڈ دی اسکرپٹ رائٹر'' میں گھریلو زندگی کو موضوع بنایا ہے تو 1958ء میں اپنی زندگی کے سفر کو جو اس نے امیزون کے جنگلوں میں کیا تھا، ''دی گرین ہاؤس'' میں موضوع بنایا۔ 1973ء میں شائع ہونے والے ناول ''کیپٹن پنچو جا اینڈ دی اسپیشل سروس'' 1987ء کے ناول ''دی اسٹوری ٹیلر'' اور 2010ء میں ''دی ڈریم آف دی سیل'' میں اپنی زندگی کے خوفناک دنوں کو موضوع بنا کر بیان کیا۔

ماریو ورگاس لیوسا کے دیگر ناول مثلاً ''دی وار آف دی اینڈ آف دی ورلڈ، مووی مینٹو لبرٹاڈ، فریلٹے ڈوموکرانکو، اے فش ان دی واٹر'' ایسے ناول ہیں، کہ جنہوں نے عالمی ادب پر بہت گہرے اثرات مرتب کیے اور ناقدین اور شائقین سے داد وصول کی۔

✿

☆......ادیب

☆......سویڈن

2011ء

ٹامس ٹرانسٹرومر

Tomas Tranströmer

☆— پیدائش 15 اپریل 1931ء

سویڈش زبان میں اثر انگیز شاعری کرنے والے ٹامس ٹرانسٹرومر 15 اپریل 1931ء کو اسٹاک ہوم، سویڈن میں پیدا ہوئے۔ ان کی شاعری نے پڑھنے والوں پر بڑے گہرے اثرات مرتب کیے ہیں، لوگ ان کی شاعری کے دیوانے ہیں۔ ان کی شاعری کا آغاز 1954ء میں ہوا، ان کا پہلا مجموعہ اسٹاک ہوم سے ہی شائع ہوا تھا۔

ٹامس ٹرانسٹرومر کے اب تک بے شمار مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں سے ''بیم لائٹر، کلاکر، اسکر، دی بلیو ہاؤس،، وغیرہ ایسے ہیں جنہوں نے اپنی اشاعت کے دنوں میں بہت توجہ حاصل کی۔

ٹامس ٹرانسٹرومر کی شاعری کے بہت سے مجموعے ان کی شاعری کے انتخاب پر مشتمل ہیں، جن میں سے ان کی 1954ء سے 1966ء تک کی شاعری کے انتخاب ''سیلیکٹڈ ڈکٹز'' اور 1954ء سے 2004ء تک کے انتخاب پر مشتمل شاعری کے مجموعے کو ''ڈکٹز اوچ پروسا'' کے نام سے شائع کیا جا چکا ہے۔ حال ہی میں ان کا مجموعہ ''دی سارو گونڈولا'' شائع ہوا ہے۔ جس کا مائیکل میکگرف اور میکائیلا گراسی نے مشترکہ طور پر ترجمہ کیا ہے۔

✿

www.urduchannel.in

☆......ادیب ☆......چین

2012ء

مویان (Mo Yan)

☆...... پیدائش 1955 (گاؤمی، چین)

چینی ادیب مویان کو نوبل انعام برائے ادب 2012ء کے لیے منتخب کیا گیا۔ مویان کے اب تک درجنوں افسانے اور ناول شائع ہو چکے ہیں۔ ان کی پہلی کہانی 1981ء میں شائع ہوئی تھی۔ سویڈش اکیڈمی نے ان کے کام کو یہ کہہ کر سراہا کہ اس واہماتی اصلیت نگاری کا لوک کہانیوں، تاریخ اور جدید دور سے اتصال پایا جاتا ہے۔

57 سالہ ادیب چین میں رہائش پذیر پہلے ادیب ہیں، جنھیں یہ نوبل انعام برائے ادب دیا گیا ہے۔ اس سے پہلے چینی نژاد ادیب گاؤ شنگ جیان کو 2000ء میں یہ انعام دیا گیا تھا لیکن وہ فرانسیسی شہری ہیں۔ مویان 109 ویں ادیب ہیں، جنھیں یہ انعام دیا گیا ہے۔ گزشتہ برس سویڈن کے شاعر ٹامس ٹرانسٹروحمر کو یہ انعام دیا گیا تھا۔ نوبل فاؤنڈیشن کی طرف سے دیے جانے والے اس انعام کی مالیت 80 لاکھ کرونا ہے۔

مویان کا اصل نام گوان ہے لیکن وہ اپنے قلمی نام مویان سے لکھتے ہیں، جس کا چینی زبان میں مطلب ہے "بولو مت"۔ انھوں نے اس وقت لکھنا شروع کیا تھا جب وہ چینی فوج میں سپاہی تھے۔ انہیں 1987ء میں "ریڈ سورگم...... چین کا ناول" پر بین الاقوامی شہرت ملی تھی۔ اس ناول پر مشہور چینی فلم ساز ژانگ یماؤ نے فلم بنائی تھی۔ اس ناول میں 1920ء اور 1930ء کی دہائیوں میں مشرقی چین کے دیہی علاقوں کی عکاسی کی گئی تھی۔ مویان کو چین کے حال کے بجائے ماضی کے بارے میں لکھنا زیادہ مرغوب ہے۔ 1911ء کا انقلاب، دوسری جنگ عظیم کے دوران جاپان کا چینی علاقوں پر قبضہ اور ماؤزے تنگ کا ثقافتی انقلاب وغیرہ ان کی کہانیوں کے پس منظر ہیں۔ ان کے دوسرے مشہور ناولوں میں جمہوریہ شراب، زندگی اور موت مجھے تھکا رہی ہے وغیرہ شامل ہیں۔ جبکہ آخری الذکر کتاب 1995ء میں شائع ہوئی تو اس کی وجہ سے تنازع اٹھ کھڑا ہوا تھا کیونکہ اس میں جو طبقاتی کشمکش دکھائی گئی تھی، وہ چینی کمیونسٹ پارٹی کی سرکاری پالیسی سے متصادم تھی۔ چینی حکومت نے اس کہانی کی اشاعت رکوا دی تھی لیکن اس کے کئی چوری شدہ ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ ایک عشرے بعد جب اس کہانی کا انگریزی میں ترجمہ ہوا تو مویان کو مین ایشین ادبی انعام کے لیے نامزد کیا گیا۔ ان کا تازہ ترین ناول مینڈک چین کی 'ایک بچہ' ایک پالیسی کے بارے میں ہے، اس پر انہیں گزشتہ برس ماؤشن ادبی ایوارڈ سے نوازا گیا تھا جو چین کے اعلیٰ ترین ادبی انعامات میں سے ایک ہے۔